TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224802
UNIVERSAL LIBRARY

[illegible]

فوائد النسا

[illegible]

UNIVERSITY
LIBRARY

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مفصل ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصل حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے بعض صفحے کے نیچے مختصر سا ہے جس میں بعض کتب تعلیم نسوان اخلاق و تصوف اردو و فارسی وغیرہ کی درج کیے ہیں تاکہ جس فن کی کتاب جو شائقین کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کامل حاصل ہو

کتب تعلیم نسوان اردو

ہدایۃ النسوان۔ تہذیب آموزی عورتوں کے لیے مفید مولفہ علی محمد۔

مرآۃ العروس۔ عورات کو سلیقہ سکھانے اور خانگی امور روزمرہ بول چال مولفہ مولوی نذیر احمد ڈپٹی کلکٹر۔

قصہ گلاب چنبیلی۔ تہذیب سلیقہ آموزی پیرایۂ فسانہ میں مولفہ بابو شیو پرشاد۔

کتب اخلاق و تصوف

جامع الاخلاق۔ ترجمہ اردو اخلاق جلالی مترجمہ مولوی امانت اللہ۔

نکات احسانی۔ دو جلدیں ایک جلد میں نکات اردو کا بیان دوسری جلد میں نکات فارسی کا مصنفہ مولوی حکیم احسان علی کول

ذخیرہ سعادت۔ پہاشی بلاس سنگھ کی وفصول اول آخر کا ترجمہ ہو تہذیب اخلاق میں

مترجمہ لالہ لال جی کاکوروی۔

نور العین۔ ترجمہ مجمع البحرین کہ مصنفہ شاہزادہ دارا شکوہ تصوف میں ہے۔

دستور المعاش۔ طریقہ آموزی معاش مولفہ و مترجمہ جان مارکولیس ایپی صاحب۔

دائرہ علم حصہ اول انگریزی سے چند رسالات مرتبہ مولوی محمد کریم بخش میرمنشی۔

مفید الصبیان۔ [illegible]

گلشن عبرت۔ حکایات دلچسپ و عبرت انگیز مصنفہ شیخ غلام حیدر خان اکسٹرا اسسٹنٹ۔

کیمیائے حکمت حصہ اول ثمرات العلم [illegible] فوائد جلیلہ حکایات مصنفہ مولوی اوحد الدین [illegible]

بحر الحقیقت [illegible]

باغ ارم۔ خلاصہ حسن [illegible] مثنوی مولوی [illegible] مولفہ مولوی شاہ [illegible]۔

بِعَوْنِ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْمُسْتَعَانِ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ

یہ کتاب تالیف ظہیر بلگرامی کی مخصوص واسطے تعلیم پذیری نسوان پردہ نشینان دیار ہند مغربی شمالی کی بمحاورات سلیس روزمرہ مستعملہ دیار لکھنؤ کی اسطرح تالیف ہوئی ہے کہ اولاً حسب الحکم اشتہاری کے مسودہ مرتب ہو کر واسطے ملاحظہ اور اصلاح صاحبان علم و کمال سررشتہ تعلیم مغربی شمالی کے روانہ ہوا تھا اُس سررشتہ تعلیم سے بمزید قدردانی اور قدر افزائی خط مورخہ ۱۳- اکتوبر ۱۸۸۲ء نمبر ۳۵۸ حسب منشاے چٹھی گورنمنٹ ممالک مغربی شمالی نمبری ۷۸۰۹ الف مورخہ ۷ مارچ ۱۸۸۳ء بنام مؤلف کے بحکم انطباع اور ایماے خریداری پیشگاہ عز وجاہ حضور لامع النور جناب نواب مستطاب معلی القاب آنریبل سر ولیم میور صاحب بہادر جی سی ایس آئی لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی شمالی کے بیچ مطبع اعظم المطابع اودھ اخبار واقع لکھنؤ کے چھپا اسکا نام ہے

فوائد النساء

حامد محبت و لطف عجیب اثر طرز بیان میں یہ دیکھا گیا کہ رواج قدیم طریق پردہ داری زنان پردہ نشینان شرفاے مسلمہ دیار ہند کا موافق احکام منصوصہ قرآنی کے بہت تاکید شدید سے ہے کہ اپنے گھروں سے باہر بازیست نہ نکلنے پاویں اور ہنگام خرام اندرون خانہ آواز زیور پا کی جھنکار مردان بیرونی نہ سنیں کہ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِہِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِہِنَّ وارد ہے اور حکم خانہ نشینی کا اس قدغن سے کہ فَاَمْسِکُوْہُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الْمَوْتُ الی آخرہ اور وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ الخ وارد ہے اور رواج بھی یہی ہے اور پابندی رواج زنان ناقصات العقل ہند کی یہ ہے کہ خلاف رواج انکے اگر حکم ہو کہ کتب دینیات اپنے مذہب کا بھی ہو ہرگز نہیں مانتیں کہ زنان ہنود ستی ہو کر جل مرتی ہیں اور مسلمہ پردہ نشینان شرفاے قصبات زمانہ نو عمری ابتداے شباب میں بعد مرجانے شوہر اول کے نکاح ثانی پر باوجود حکم خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز راضی نہیں ہوتیں کہ خلاف رواج دیار ہند کے ہے جا کر رواج خانہ نشینی موافق احکام مؤکدہ خداے تعالی کے ہے اسکو کب ترک کرتی ہیں یہانتک کہ حکم تلاوت و تعلیم

کتب دین و حکمت کا بھی چرچا گھرون مین رہے کہ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ
اسی نظر سے مخصوص اسواسطے تعلیم پذیری ایسی زنان خانہ نشین خاص کے کتاب جداگانہ پیشتر بنام مفید النسوان
تصنیف ہو چکی ہے کہ باصلاح خاص صاحبان سررشتہ تعلیم کے اصلاح پذیر ہو کر واسطے تعلیم خاص
زنان مسلمہ پردہ نشینان شرفاے قصبات کی قرار دیگئی ہے اور طریقہ پردہ داری سررشتہ تعلیم کا
بنا بر آمد و رفت اسکول کے اس طریقہ پر ہے کہ سب فریق کے موافق مگر اس طریق فریق اسلام کے حکم
منصوصہ قرآنی اور رواج پردگیان شرفاے خانہ نشینان قصبات کے خلاف ہے اور دوسرا اختلاف خلاف
عقل و انصاف اور خلاف ہر فریق کے یہ ہے کہ اسلام مین جمع بین الازواج اربعہ جائز اور فعل نبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا حجت قوی اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور عرف ظاہر مین عقلاً اور بداہتاً یہ صورت جبر و
ظلم اور خلاف ہر فریق کے اور ظاہر ان دنیا مین بخلاف آسایش و عیش کے کاہش جان اور تلخ عیشی سبب
یہ دونون حسب رواج اور کتب دینیات اسلام کو درست اور طریق پردہ داری سررشتہ تعلیم کے خلاف ہے اور مانع آمد و رفت
اسکول کے ہین فقط اطلاع حقیر کو اس کتاب کی طرز بیان مین کمال کیا ہے کہ از روے کتب دینیات اسلام کے
یہ دونون اختلاف کتابی حجت ہا کما حقہ دفع کرکے مضمون تعلیم نسوان در پردہ داری آمد شد اسکول کی
موافق طریق پردہ داری سررشتہ تعلیم اسطرح بیان کی ہے کہ ہرگز خلاف کتاب و منافی رواج اسلام کے
نہین ہو سکتا اور اسیطرح ترجیح اور اولویت نکاح واحد اور تشریح امر جوازیت جمع بین الازواج کی از روے
آیہ منصوصہ قرآنی اور وجہ استثناے ذات خاص نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعذر وجہ تخصیص حکم خاص
خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس تحقیق کی ساتھ بیان کیا ہے کہ کوئی اہل اسلام اس فعل نبی کو اپنے
واسطے حجت نہین پکڑ سکتا اور بدل تسلیم کر سکتا ہے کہ یہ مضمون معقول و منصوص ہے اور مدلل بدلائل
عقلی اور نقلی اور بدیہی دیکھ کر ایک مسلمان قوی الاسلام بلند ہمت والا درجت امیر زیر کثیر خریدار دوسو
نسخہ کا ہو کر باعث تقویت اور ہمدردی اہل مطبع کا عمدہ سبب قوی الطباع کتاب کا ہوا ہے کہ اسقدر دیر اسکی طبع
مین بھی انتظار تھی عجب نہین کہ ارباب قدر شناس گورنمنٹ یہ لطف مضمون کا ملاحظہ فرما کر مقدار موعودہ سے
زیادہ خریداری اور مددگاری مطبع کی فرماوین اور دو مضامین مرجحہ اور منصوصہ مستند
باتفاق رواج اور کتب ہر فریق ملاحظہ باب اول و باب دوم سے واضح ہو سکتی ہین یعنی بعد حمد خدا

بعوض صناعان مکین و مکان فضل و رقیق حیلہ امین زر و زمان

فوائد النساء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مزین بہ طبع ہوا

۵۵۸۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

یہ بندہ کمترین مُحَمَّد ظہیر الدِّیْن ابن مُنْشِی مُحَمَّد مَسْعُوْد بلگرامی سبب تالیف کتاب **فوائد النسا** کا التماس کرتا ہے ازبسکہ فائدے تحصیل علم وہنر کے عقلاً اور نقلاً ظاہراً اور باطناً دینی اور دنیوی بے حد وحساب ہین اور سب جانتے ہین مگر بعض ہمارے ابنائے جنس شرفائے قصبات اور عمدگان شہر بنظر مزید احتیاط سوائے تلاوت لفظی کلام اللہ کے تعلیم نوشت وخواند نسوان مین احتیاط کرتے تھے اور خلاف پردہ داری کے جانتے تھے کہ عورتون پردہ نشینونکو قلم راز دار مخفی وسیلہ نامہ وپیام بیرونی ہاتھ آتا ہے اور خلاف پردہ داری کے ہے لہذا قبل اسکے ایک کتاب بنام **مفید النسوان** مشعر اوپر فائدون تعلیم نسوان اور دفع شبہات مانع تعلیم کے تالیف کی گئی تھی جو کہ مضامین اس کتاب کے

خاص واسطے فائدہ بخشنے زنان مسلمہ پردہ نشینان دیار اودھ کے موافق احکام کتب
دینی فریق خاص اسلام کی تھے اور بنشاے فیض عام سرکار والا کا بمقتضاے عالم پروری واسطے
نفع رسانی تمام بندگان خدا کی بلا تعصب مذہب علی العموم ہی کہ ع یکسان ہمہ جا ست تاب
خورشید منیر۔ لہذا یہ کتاب فوائد النسا بمضامین نفع رسانی تمام عورت اور لڑکیون ہر فریق کے
تالیف کیجاتی ہی ہر چند اسمین بھی بضرورت سند و تقویت کلام کی تائید قرآن و حدیث کی بحسب اعتقاد
سخن سنج ناگزیر ہوگئی ہے مگر امید ایسے ہی کہ کسی فریق کے خلاف نہو اور بنظر آسانی کے زبان ریختہ اردو
مروجہ اِس ٹکسال شہر لکھنو مین لکھنا ضرور ہوا کہ یہی زبان یہان کا روزمرہ ہی مگر اِس زبان اردو مین بھی
اختلافات بہت ہین شہر کی بول چال فارسی نما اور یہی معتبر ہی اور قصبات کی اور دیہات کی اور
بلکہ ایک شہر مین کئی اختلافات ہین عمدگان شہر کی اور زبان دوکانداران بازاری کی اور اپنی اپنی
طور کی اصطلاحین جدا محلات امرا کی بول چال جدا زنان عوام کی جدا اور ہر عہد و ہر زمانہ مین
تراش خراش اور اصلاح ہوتی جاتی ہے اور محاورات مستعملہ سابقہ ترک ہوتی جاتی ہین ایسی ہی دیار
لکھنو مین مولف کی دیکھتے دیکھتے بہت محاورات سابقہ ترک ہوگئے ہین کہ اسکی شرح بیان انشاء اللہ
اسی کتاب مین بقدر مناسب مقام بجاے خود بیان کی جائیگی الغرض زمانہ عہد سلطنت غازی الدین حیدر
مین کہ سنہ ۱۲۲۹ ہجری سے سنہ ۱۲۴۳ ہجری تک ۱۴ برس زمانہ مین خود بادشاہ وقت کو تنقیح زبان اردو مین
نہایت کد تھی کہ بہت کتابین لغت کی مثل ہفت قلزم اور تاج اللغات اور نفائس اللغات کے
مولف کے اہتمام مین تالیف اور تصنیف ہوکر چھاپی گئین اُسی زمانہ مین شیخ ناسخ مغفور
استاد زمانہ نہایت محقق زبان دان نے اِس زبان اُردو کو بہت رونق دی اور اصلاح کی
اور اکثر بول چال سابق کی ترک کرکے بفصاحت تمام تراش خراش کی تمام شعراے دیار لکھنو
اُنھین کے شاگرد اور متتبع ہین پس وہ زبان منقح فصیح اِس ٹکسال لکھنو کی محض ترکیب فارسی

اور اکثر الفاظ عربی کہ نمونہ مطلع سر دیوان ناسخ کا یہ شعر مشہور ہے ۔ مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا ۔ طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا ۔ اسیطرح پر سب دیوان اور کلیات انکی متعارف ہین چنانچہ مولف بھی مدت العمر اسی صحبت کا تعلیم یافتہ ہے اور اپنی دو پشت چھٹے دورہ سلطنت اور وزارت عہد نواب سعادت علیخان سے کہ ۱۲۱۲ ہجری تھے دفتر خاص فارسی کا مسودہ نویس ہا املا اس طرز تحریر اردو مین کہ فارسی نما ہے البتہ معذور ہے کہ اسی دیار کی بول چال اردو اسیطرح پر معتبر اور رائج ہے پس پہلا عذر مولف کا یہ ہے کہ یہ کتاب خاص واسطے پڑھنے اور سمجھنے عورتونکی لکھی جاتی ہے پس ایسی کتاب مین چاہیے کہ مضامین بہت صاف سیدھے سیدھے موافق فہم وادراک عورتون اور لڑکیون کم سمجھ کے ہون اور عبارت بھی ٹھیٹھ ہندی عام فہم درکار ہے کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ اور اس کتاب کی عبارت اور مضامین اسکے برخلاف ہین کیونکہ مضامین دلائل عقلی ونقلی بہت دشوار فہم چھوٹی چھوٹی لڑکیونکی سمجھ مین کب آوینگے اور عبارت بھی فارسی نما اسکو عورتین اور لڑکیان کیا سمجھینگی اب اسکی وجہ اور عذر بھی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ عورتین ہر حال مین مردونکے اختیار مین محکوم اور مجبور ہین جبتک چھوٹی نابالغہ ہین والدین اور وارثونکے اختیار مین ہین اور بڑی ہوئین تو شوہرون کے اختیار مین گئین اور لڑکیان کم سمجھ اور جو ہین ناقص العقل ہوتی ہین پس ایسے مضامین دقیق انکے وارثون اور شوہرونکے سمجھنے کیواسطے لکھنے ضرور ہوے عورتون اور لڑکیون کم سمجھ کی فقط حرف شناسی مقصود ہے جیون جیون بڑھتی جاوینگی سمجھ آتی جاویگی بڑا سمجھنا انکے وارثون اور شوہرون کا ہے کہ حکم تعلیم کرنے کا بھی انھین کو ہے پس وے تو عقل اور سمجھ درست رکھتے ہین وہ لوگ جبتک دلیلین عقلی اور حکمی اپنی کتابون معتبر قرآن وحدیث سے نہ دیکھینگے کب کہان سمجھینگے اور نہ زبان اردو ترکیب فارسی خود انکی بول چال محاورہ روزمرہ سب ان مردکا ہے کہ زیادہ الفاظ

ہندی پر ہنستے ہین اور طعن کرتے ہین فقط دوسرا عذر تکرار بعض مضامین کی ہے کہ بسبب افتاد
سخن اور سمجھانے صبیان کم فہم کے ایک مضمون بطرز بیان عبارات مختلف کے مکرر ہو گیا ہے
اسکی بھی وجہ اور عذر بجا ہاے خود بیان ہو گا تیسرا عذر یہ ہے کہ اکثر واسطے تقویت
کلام اور مزید اعتبار کے کتب دینیات قرآن و حدیث سے سند لانا ضرور ہوا مگر وہ
مضامین مفید عام کہ غالباً کسی فریق اور کسی دین و آئین کے خلاف نہین چوتھا عذر یہ
کہ مضامین خیالی و ماغی یا قصص و حکایات ساختہ یا وقوعی یا حکایات انبیا یا تواریخ
سلاطین اسکی دفتر دفتر کتابین اُردو اور فارسی مین موجود ہین سوائے نقل نویسی کے
تحصیل حاصل بیفائدہ معلوم ہوئی پانچوان عذر یہ کہ اصل مقصود اس کتاب سے پند و نصایح
صبیان اور بیان فوائد تعلیم اور قبایح ترک تعلیم ہوا اور ایسی کتب تعلیمی صبیان کو پانچ
یا چھہ جزو سے زیادہ طول دینا نہ چاہیے جب دیکھا کہ فقط اسی بیان مضامین نصایح مین
قریب چھہ جزو ۴۸ ورق ۹۶ صفحہ کے نوبت پہونچی ہے لہذا بنظر خلاف مقصود اور طوالت
کتاب اور محنت بیفائدہ کے تحصیل حاصل سمجھکر ایک باب یازدہم جو مشتمل اوپر اکثر حکایات
ماضیہ انبیا کے لکھنا پیشتر پیش نظر تھا نکال کر فقط اوپر ایک مقدمہ اور دس باب کے
انحصار کرنا مناسب معلوم ہوا اور اکثر عذرات مذکورۂ بالا کی وجہ بھی بجا ہاے خود لکھدی ہے
ع گر قبول افتد زہے عز و شرف + مقدمہ بیچ بیان شرف اور فضیلت
اور ترجیح عورتون کے اوپر سب مردون اور فرشتون کے موافق
مشاہدات اور دلیلون عقلی اور نقلی کے اور بیچ مقام حجت اور
سند کے بطور نظیر کے کچھ حال بیان واقعی راست بہ رسالت
جناب مستغنی الالقاب ملکہ معظمہ شہنشاہ انگلستان اور

ہندوستان باسمہا والقابہا خلد اللہ ملکہا کا باب پہلا بیچ
بیان معنی لفظ عورت اور ستر عورت اور طریق پردہ داری عورتون کے باب
دوسرا بیچ بیان مصلحتون اور خوبیون اور فائدون ایک نکاح اور آفتون اور
قباحتون نکاح زیادہ کے باب تیسرا بیچ بیان بیان فائدون تعلیم علم و ہنر کے
عورتون کو باب چوتھا بیچ بیان قباحتون ترک تعلیم علم و ہنر کے عورتون کو باب
پانچوان بیچ بیان قسمون اُن علوم و ہنر کے جو عورتون کو تعلیم کرنا مناسب اور ضرور اور
مفید دین و دنیا کا ہی باب چھٹا بیچ بیان اُن علمون اور ہنر کے جو عورتون کو تعلیم کرنا
نامناسب اور منع ہی باب ساتوان بیچ بیان فائدون اُن قسم کی کتابونکے جو عورتونکو
ضرور پڑھنا چاہیے باب آٹھوان بیچ بیان قباحتون اور آفتون اُس قسم کی کتابونکے
جو عورتون کو پڑھانا بلکہ دکھانا بھی نہ چاہیے باب نوان بیچ بیان حقوق واجب الادا
عورتون کے اوپر مردونکے باب دسوان بیچ بیان حُسن معاشرت یعنی ملاپ اور خوش
گذران کے ساتھ عورتون کے آب اوّلاً مقدمہ کتاب کا لکھنا مقدم ہوا بیچ
بیان فضیلت اور شرف اور ترجیح عورتونکے اوپر سب مردون اور فرشتونکے
اور بیان فضیلت اور استحقاق عورتون کا بیچ سب نعمتون دین و دنیا کے
نزدیک اللہ کے از روے مشاہدہ ظاہر اور دلیلون عقلی اور نقلی اور
بدیہی اور آیات و احادیث کے اور نظیر اُسکی بیچ مقام حجت اور سند کے
دلیل ظاہر اندکے حال بیان واقعی نمایان رہتے بہ نسبت جناب مستطاب یعنی القاب
ملکہ معظمہ محتشمہ خیر مجسمہ رحمت مجسمہ شہنشاہ انگلستان اور
ہندوستان حضرت وکٹوریہ بالقابہا خلد اللہ ملکہا و اقبالہا کا

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ یہ خود ظاہر
اور صریح تر نمایان اور سب بچشم ظاہر دیکھتے ہین اور جانتے ہین کہ تمام دنیا و مافیہا
اور سب دولتین اور نعمتین دنیا کی اور تمام زمین اور آسمان چاند اور سورج اور
ستارے اور ابر و باد اور حور و قصور اور ہشت بہشت اور فلک اور ملک اور پہاڑ اور
جنگل شجر حجر وغیرہ تمام مخلوقات اور مصنوعات عالم غیب و شہادت اور سب نباتات
اور جمادات اور فلزات اور معدنیات اور جواہرات اور حیوانات دریائی اور حیوانات
خشکی اور تری اور سب وحش و غنم چرند پرند درند وغیرہم تمامتر محض انسان کے واسطے
اللہ تعالی نے ازل سے پیدا کیے ہین جیسا کہ خود خاتمہ اس سیہ نامہ سے بہ صورت
موزون فارسی ادا ہوگیا ہی یہان پر برعایت اردو عام فہم کے اُسکا لکھنا ضرور
نہ معلوم ہوا آیندہ آخر کتاب مین بشرط افتاد سخن انشاء اللہ واسطے ضیافت طبائع
صاحب لون معنی فہم کے گذارش ہوگا اور کلام اللہ مین بھی جابجا یہ تواتر او توالی
وارد ہی کہ اس موجودات کو مخصوص واسطے انسان کے اللہ نے پیدا کیا ہی اور انسان کو
اپنے واسطے پس ان سب مخلوقات مین جو جو چیزین کہ عالم ظاہر مین ظاہر ہین
اور سب چرند و پرند کی اسیری و شکار کا یہی حکم ہی اور درند جانورون موذی کو
بے تکلف مار ڈالنے مین کوئی مزاحمت اور دعوی خون کا نہین کرتا نہ عقبی مین اخذ ہی
بلکہ دنیا مین انعام اور عقبی مین ثواب اور حکم ہی کہ قَتْلُ الْمُوْذِیْ قَبْلَ الْاِیْذَا یہ بھی
ایک صورت دخل و تصرف مالکانہ کی ہے اور ابر و باد اور چاند اور سورج
اور ستارے اور زمین اور آسمان کو بدیدہ ظاہر دیکھتے ہین کہ سب بنی آدم کے
کامون مین شب و روز مصروف ہین بقول مشہور سعدی علیہ الرحمۃ کہ

س ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند ؛ الی آخرہ اور کلام اللہ مین بھی جابجا بتواتر وارد ہی کہ سب واسطے کامون بنی آدم کے اللہ تعالی نے پیدا کیے ہین شرح اُن آیات قرآنی کی بنظر طوالت کلام اور مشہور عام کے اس مقام مین لکھنا ضرور نہ معلوم ہوا کہ صحیح ظاہر اور نمایان ہی اور سب ملائک اور حور قصور اور رضوان اور ہشت بہشت وغیرہ جو جو نعمتیں عالم غیب مین ہین اُنکی شہادت خود اللہ تعالی آیات متواترہ قرآنی مین بیان فرمایا ہی اور مفہوم معنی لَوْلَاكَ لَمَا کے اسپر شاہد عادل ہین اور سب فرشتونکی اطاعت اِس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے کہ سب سی پہلے فرشتونکو حکم سجدہ آدم علیہ السلام کا ہوا خصوصًا بدترین عورتونکی ترجیح بہترین ملائک پر حکایت ہاروت و ماروت اور زہرہ و مشتری سے زمین و آسمان مین ظاہر ہی آسمان پر زہرہ مشتری دو ستارے روشن ہین کہ یہ دونون بدترین بدکارہ عورتین تھین اور زمین مین ہاروت ماروت دو فرشتے ابتک چاہ بابل مین لٹکے ہوے ہین اور حکایت اسکی کلام اللہ مین موجود ہی یہ دونون فرشتے بہترین اور عابدترین ملائک ہفت آسمان تھے پس اس مقام سے فضیلت اور مرتبہ آدم کا دیکھا چاہیے بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

س نہ فلک راست نصیبے نہ ملک را داوند ؛ آنچہ در سِرّ سویداے بنی آدم از وست ؛

مفہوم معنی نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ کا اسپر گواہ ہی پس اس زمرۂ بنی آدم مین جو دو تین ہین ایک مرد ایک عورت ترجیح بدترین عورتون کی بہترین ملائک پر قصہ ہاروت و ماروت سے نمایان ہی اب رہی یہ بات کہ مرد عورت مین باہمدگر کسکو فضیلت اور ترجیح ہی اور اس سب مال و دولت اور نعمتون بے انتہاے دین و دنیا مین زیادہ تر استحقاق اور حصہ کسکا ہی پس بنظر ظاہر بادی النظر مین مردون کا غلبہ

اور تسلط اور حکومت اور ترجیح اور دخل و تصرف مالکانہ سب نعمتون دنیا پر اور شرف اور فضیلت اور علو مرتبہ سب عورتون پر ظاہر اور نمایان ہی اور بعض مضامین قرآن و حدیث سے بھی مردون کا غلبہ اور ملکیت اور عورتون کی مغلوبیت اور مملوکیت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ عورتین کھیتی ہین تمھاری پس دخل و تصرف کرو تم اپنی کھیتی مین جسطرح سے چاہو تم پارہ ۲ رکوع ۱۱ اور بحکم عزبداطاعت اور فرمان برداری کے حدیث شریف مین یہ مضمون ہے کہ اگر مین سجدے کا حکم کرسکتا تو عورتون کو حکم کرتا کہ اپنے شوہرون کو سجدہ کرین اور معاملات ظاہر سے بھی مردون کا غلبہ ظاہر ہی کہ حضرت آدم کا پتلا اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح پھونکی اور خلیفہ روے زمین کا گردانا اور سب فرشتونکو حکم سجدہ کا کیا تب عورت کہان تھی پس ایسے ہی معاملات ظاہر مرد لوگ دیکھکر عورتون کو ایسے کمتر اور اپنا محکوم جانتے ہین کہ دفتر دفتر شکایات اور معائب لکھتے چلے آتے ہین قلم انکے ہاتھ مین ہے جو چاہین سو لکھین جب کلام اللہ مین بھی کید عورتون کا عظیم لکھا دیکھا اور حدیث شریف مین بھی ناقصات العقل لکھا دیکھا پس مرد لوگون نے اس سر نکتہ اور لطافت معنی اور حکمت اور مصلحت سر الٰہی پر کمتر نظر کی فقط معنی ظاہر پر نظر کرکے اپنی ترجیح کو زیادہ قوت دینے لگے اور اسطرف توجہ نہ کی کہ درحقیقت یہ سب تھا ہے صفت عورتون کی ہے اور درپردہ حکم تعلیم علوم دینی کا عورتون کو ہے کہ عورتین ناقصات العقل بیچ دین کے ہین اور مصلحتون امور دنیا مین عورتون کی عقل بہت درست ہی بہرحال یہ سب مراتب اور رشد آمد ظاہر قدیم کو دیکھکر مرد لوگ اپنی خوبی اور عورتون کے نقص پر زیادہ تر قوت دیتے ہین اور عورتونکی ہجو کرنے کو

کوئی کہتا ہے کہ شعر: زن از پہلوے چپ شد آفریدہ ÷ کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ ؛
کوئی صاحب ارشاد کرتے ہین کہ شعر: بود بیوفائی سرشت زنان ؛ میاموز کردار زشت
زنان ؛ کسی نے یہ کہا ہے کہ ع ابلہ شدہ ز زن وفا مے طلبی ؛ اسپ و زن و شمشیر وفادار
کہ دید ؛ کسی اہل عرب کا یہ قول ہے کہ دَعْ ذِکْرَهُنَّ فَمَا لَهُنَّ وَفَاءٌ یعنی چھوڑ دے
ذکر عورتون کا پس نہین ہے واسطے انکے وفا الحق کہ عورتون کی بیوفائی اکثر
زبان زد خلائق ہے مگر جو اس سرشت بیوفائی مین حکمت اور مصلحت الٰہی ہے
اس طرف کمتر کسی صاحب نے خیال فرمایا پس اس بیان مصلحت کی شرح بہت
دراز ہے اندکے بقدر ضرورت مقام کتاب مفید النسوان مین بیان کی گئی ہے
ایک یہی ملاحظہ ہو کہ آخر کار سب دخترون نازپروردہ کو تمام خانمان اور والدین
گھربار عزیز و اقارب بلکہ وطن بھی اکبارگی چھوڑ کر غیر مرد صورت ناآشنا کے
پاس دفعۃً جانا اور تمام عمر بسر کرنا ضرور ہوتا ہے پس اگر عورتین نرم دل
اور سریع القبول نہ ہوا کرین کس طرح اکبارگی ترک صحبت والدین انکو گوارا ہو
پس اسی کا نام لوگون نے بیوفائی رکھ لیا اندک وفاداری جو اس دیار
مغربی اور شمالی مین خصوصاً بعض زنان ہندو نے اختیار کی اسمین یہ قباحت
ظاہر ہوئی کہ مردہ مرد کے واسطے اپنی جان کو کس اذیت اور تکلیف سے
آگ مین جل کر دیتی اور نکاح نہ کرنا بعد مرگ شوہر کے باوجود حکم اور تاکیدات
شرع کے تو بتاثیر سرزمین ہند سب زنان مسلمہ پردہ نشینان ہندستان کا
دستور العمل ہو گیا ہے اس سے زیادہ تر وفاداری کیا ہو سکتی ہے پس
یہ فساد عظیم زنان ہندوستان مین بدولت اندک وفاداری کے ظاہر ہے

الحاصل کہ ایسے اقوال اور آیت وحدیث مذکورۂ بالا کو حجت اور سند قرار دیکر سب مرد لوگ عورتون کے کید اور مکر اور بیوفائی اور ناقص العقلی پر اتفاق کرتے ہین اور اس کید اور بیوفائی اور ناقص العقلی کی وجہ اور حکمت الٰہی پر کمتر کسی نے لحاظ کیا کہ درصورت تعلیم علم وادب کے یہ سب عیوب بالتمامہ ہنر ہو جاتے ہین جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بجاے خود مذکور ہوتا ہے اور اسطرف کسی نے کمتر خیال کیا کہ درحقیقت نزدیک خدا کے ازروے انصاف کسکو ترجیح ہے اور ان سب نعمتون دین و دنیا مین کسکا حق زیادہ ہے لہذا اس مؤلف کو یہ منظور ہوا کہ اسکو بچشم انصاف و تامل دیکھنا اور جانچنا اور ترازوے عقل مین تولنا اور انصاف سے غور و تامل کرنا چاہیے کہ دونون زن و مرد مین کسکو شرف اور ترجیح عنداللہ اور عندالانصاف اور عندالعقل ہے اس نظر سے جو اکثر کتب سیر اور تواریخ اور قصص اور حکایات اور تفسیر و حدیث اور واردات حال و ماضی اور معاملات اور تجربات بچشم دیدہ بلکہ بر خود گذشتہ بدیدۂ تامل جو نگاہ کیے گئے سب عورتونکی ترجیح ہر طرح سے مردون پر پائی گئی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تمام دولت اور نعمت اور زینت اور راحت اور آسایش اور آرایش دنیا کی واسطے عورتونکے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہین مرد لوگ واسطے محنت و مشقت اور مزدوری اور جانبازی اور کمانے کے ہین اور عورتین واسطے کھانے اور پہننے اور راحت اور آرام اور آسایش و آرایش کے ہین اس تمام دولت دنیا مین حصہ مردونکا فقط بطور مزدوری کے دست بردشتہ معلوم ہوتا ہے باقی سب نعمتون دین و دنیا مین حق اور حصہ عورتونکا بحکم خدا زیادہ معلوم ہوتا ہے یہ دلیل ظاہر ہے صاحب بچشم ظاہر اپنی آنکھونسے دیکھ لیوین کہ مردون پر حق مہر اور نان و نفقہ عورتون کا ہر حال مین واجب الادا ہے اور سب بیویون پر

مقدم ہے کہ نالش اور دعوی اور تحکم سے بعد مرگ شوہر یا بعد طلاق شوہر کے بہ زبردستی لے سکتی ہین اور حاکم شرع پہ تحکم تمام و لاسکتا ہو اور اگر عورت عمر دسے پیشتر قضا کرے تو بھی اسکا حق مہر مرد پر سوار ہو کہ وارث یا مادر پدر عورت کے بہ زور و تحکم لے سکتے ہین اور مرد اگر پہلے مرے تو اسکے سب متروکات ادائے دیون پر مقدم ہوکر مہر مین مستغرق ہوجاتے ہین اور مرد کو کسی طرح کا حق اور دعوی اور طلب عورت پر نہین پہونچ سکتا ہو اسکے سوائے یہ بھی صریح ظاہر ہو کہ تمام سب زر وزیور طلا و نقرہ اور لباس زرین طلائی نقرئی اور سب اقسام اور ریشمہ حریر و اطلس ابریشمی کمخاب زربفت پرزرد و زردوزی کارچوبی سلمہ ستارہ کلابتونی زرباف تاش بادلہ تمامی اساوری گوٹہ پٹھہ گوکھرو بنت کناری ہمک لچکہ گلبدن بنارسی گجراتی وغیرہ سب اشیائے قیمتی گران بہا زرین مالیت کی عورتون کو استعمال کرنا اور پہننا شرع مین حکم اور نماز درست اور بظاہر زیبا اور خوشنما اور مردون پر حرام اور نماز مکروہ اور نازیبا اور بدنما اسکے مقابلے مین مردون کا لباس اور زیور تو بالپشم جانوران جو سب فلزات مین کم قیمت اور ذلیل اور بیمقدار ہو مثل ہتھیار لوہے کے اور زرہ اور بکتر اور جوشن چار آئینہ خود دستانہ وغیرہ یا کملی دھسہ یا فقط کھال مثل سمور قاقم وغیرہ کے پس اس سے کھلا کھلا ظاہر ہے کہ مال ور دولت اور چیزین عقیق گران بہا خاص واسطے عورتون کے اللہ نے پیدا کی ہین اور مردون کو سوائے بقدر ضرورت کے منع اور حرام اور معیوب ہو اب اسکے سوائے نعمتون عقبی کی طرف ملاحظہ ہو کہ تمام اشیائے عقبے کی مثل حور و قصور اور بہشت بعوض حسنات اور خیرات

اور نفقات اور عبادات دنیا کے بطور اجورہ کے موعود ہین اور ہر قسم کی خیرات اور
عبادات کا اجر بقدر عمل و بشرط عمل کے معین ہے اور کلام اللہ مین مذکور اور
موعود ہے جیسا کام ویسی مزدوری کہ شرح اسکی دراز ہے پس اسمین بھی جو لحاظ کیا
از روے آیات قرآنی اور احادیث معتبرہ کے جانب عورتون کی غالب تر
اور عورتون کا حق اور حصہ بہ نسبت مردون کے اللہ کے نزدیک زیادہ تر ہے
اسکی بھی شرح دراز ہے کہ بجاے خود کتاب سفینۃ النسوان مین مذکور ہے مگر مجمل جو
بچشم ظاہر مین پیش نظر ہے اسکو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ سب خیرات اور نفقات مالی
مین دونون جانب اجر مین برابر ہین یہ تو عارضی موقوف اوپر دولت اور مقدور کے
ہے مگر عبادتین بدنی عام ہین کہ سب مردون عورتون امیر فقیر پر فرض عین ہین
مثل فرائض مکتوبہ نماز و روزہ و حج وعمرہ و زکوۃ اور غزا جہاد اور حضور جماعت جمعہ
اور عیدین وغیرہ ان سب مین زیادتی اجر و ثواب کی حصے مین عورتونکے واسطے بہ نسبت
مردون کے زیادہ تر ہے اس راہ سے کہ مردونکو ثوابات ان سب عبادتونکے درصورت
تعیین بعد ہزارون مشقتون سفر کی اور حج کے اور جانبازی جہاد کے اور ثواب شہادت کا
بعد قتل ہو جانے کے راہ خدا مین امید ہے اسمین بھی شرط ہے کہ نیت درست بے غرض
نفسانی خالصاً للہ ہو جیسا جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حکایت ہے
کہ ایک کافر حربی منکر خدا پر غالب کر چھاتی پر چڑھکر خنجر اسکی گردن پر رکھکر چاہا کہ اسکا
تن سے جدا کرین کہ اس کافر نے آپکے چہرۂ مبارک پر معاذ اللہ تھوک مارا آپنے فوراً
خنجر اٹھا لیا اور چھاتی پر سے اٹھ کھڑے ہوے تب وہ کافر حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ
باوجود اسقدر بے ادبی کے چھوڑ دینے کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ پیشتر تجھکو

خالصاً للہ بسبب کفر کے قتل کرتا تھا جب تو نے تھوک دیا تو تیرے قتل مین عداوت
نفسانی بھی شریک ہوگئی خالصاً للہ نرہا یا نفسانیت باقی جاتی ہو فقط اسطرح سے
حج کے نام سے اگر نیت بھیک مانگنے کی یا سیر تماسے کی یا منافع تجارت کی بھی پیش نظر ہوے
تو خالصاً للہ کہان رہا یا شہر بدر ہوئے تب حج سوجھا یا مشقت اور تکالیف سفر مین
دلپر خیال گذرا کہ ہم ناحق کو نیچے بھاسے ان مشقتون حرص خطر مین مبتلا ہوے بمجرد ایسے
خیالونکے اور نیتونکے سب ثواب حج کا عذاب سے بدل ہوگیا فقط جو عبادت خالص
واسطے معبود حقیقی کے خصوصیت رکھتی ہے پس ہر فریق کی عبادت کا یہی حال
سمجھنا چاہیے کہ خلوص نیت شرط ہو پس یہی حال جہاد کا بھی سمجھنا چاہیے کہ
شرطین وجوب جہاد کی موافق احکام شرع کے قائم نہین یا نیت لوٹ مار غارتگری کی ہو
جیسا کہ بنام مجاہدین ایام غدر مین بہت لٹیرے نکل پڑے تھے جنکا آغاز و انجام دنیا
اور عقبی مین ظاہر ہے جنکے قتل اور پھانسی کی تاریخ ہاتف غیبی نے یہ برمحل کہی کہ مٹی
خراب ہوئی پس ایسے فتور نیت مین ہر دو کی سب مشقت عبادات حج جہاد کی
برباد ہوکر گناہ سے بدل ہو جاتی ہے اور بجائے ثواب خوف عذاب کا ہو اور وہ
اپنے زعم مین عبادت سمجھ کر اپنے تئین مستحق ثواب کا جانتا ہو اور یہی گناہ عظیم ہی
کہ گناہ کو عبادت سمجھے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہو افمن زین له سوء عمله فراٰه
حسنًا اب اسکے مقابلہ مین عورتون کی جانب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ سب
عبادات شاقہ مثل حج اور عمرہ اور جہاد اور حضور جماعت عیدین اور نماز جمعہ
اور نماز جنازہ وغیرہ سب عورتون کو معاف بلکہ پنج وقتہ نماز فرض عین بھی
بعذر معین ہر ماہ مین معاف ہو اور مردون کا کوئی عذر کسی حالت مین تا دم مرگ

معاف نہین آپہر بھی جانب غالب ورترجیح عورتون کی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ باوجود معافی کے یہ سب ثوابات حج اور عمرہ اور نماز جماعت عیدین اور جمعہ اور ثواب جہاد اور شہید کا بدون جدال قتال اور بدون مشقت سفر حج اور بدون قتل ہونے راہ خدامین مفت باسانی تمام جیتے جی بیٹھے بٹھائے گھرمین ہر روز حاصل ہے اس بشارت کی شرح بیان مین جسقدر حدیثین معتبرہ وارد ہین اس مقام مین اُن حدیثون کا بیان بنظر طوالت کلام اور دشواری فہم عام کے مفصل لکھنا ضرور نہ معلوم ہوا کتاب مفید النسوان مین واضح تر مرقوم ہے پس یہ صورت معافی عورتون کی اور غیر معافی مردون کی سب اہل اسلام مین بچشم ظاہر دیکھی جاتی ہے اپر طرہ یہ کہ عورتون کو باوجود معافی بدون تحصیل اجر کا وعدہ ہے اور مردونکو باوجود عمل کے اجر ملنے مین جانب خطر ہے پس یہ فرق نمایان ترجیح عورت اور مرجوحیت مرد کا دیکھنا چاہیے پس یہ سب ترجیح اور ترقی اجر اور ثواب کی بدون عمل کے عورتونکے واسطے بعوض اُن مشقتون کے ہے جو ایام حمل مین اور وضع حمل اور مدت دودھ پلانے اور پرورش اولاد صغیر اور مشقت کار و بار خانگی اور اطاعت شوہرن مین کیا کرتی ہین خصوصاً وضع حمل کا ثواب برابر شہید کے مسلم لکھا ہے پس ان سب مشقتون پرورش اولاد اور وضع حمل اور رضاعت اور کار و بار خانگی اور اطاعت شوہرون مین ہر فریق اور ہر دین اور ملت کی عورتین علے العموم بقدر حال مصروف رہتی ہین اور اللہ کے نزدیک مقام عبدیت مین سب بندگان خدا برابر ہین گو عالم شہادت مین ادیان اور مذاہب اور فریق مختلف ہون کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ آیا ہے پس اس راہ سے ہر دین اور ملت کی عورتین

اللہ تعالی کے نزدیک برابر ہین اور سب کے واسطے موافق اُنکے دین اور ملت کے اجر و ثواب ان سب کامون کا عند اللہ یقینی سمجھنا چاہیے کہ فیضان رحمت الٰہی عام ہے پس اس نظر سے ہرگونہ استحقاق اور تخصیص سب نعمتون دین و دنیا مین عورتون کے واسطے بہ نسبت مردون کے زیادہ تر ثابت ہی فقط اب اسکی بالاتر آیات و احادیث اور احکام خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ملاحظہ ہو کہ اکثر احکام اور معاملات اور حسن معاشرت اور فضائل اور حکم تربیت اور بیعت کا اور شرف و فضیلت اور قبولیت اور برگزیدگی اور ترجیح عورتون مین تمام کلام اللہ پر ہی کہ لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی یعنی نہین ہے مرد مانند عورت کے یہان تک کہ تعلیم اور بیعت کا بھی حکم خاص واسطے عورتون کے بصراحت تمام بقید ضمیر تانیث او صیغۂ تانیث کے ہی اسکے سوا سے کلام اللہ مین سورۂ نسا بنام عورت کے بیچ تعریف اور صفات اور احکام اور فضائل عورتون کے تخمیناً ۲۰ صفحہ مین وارد ہے کہین سورۂ رجال بنام مردون کے نہین دیکھی گئی اور سواے اس ایک سورۂ نسا کے سورۂ مریم بھی اسی قدر تخمیناً بقدر ۶ صفحے کے خاص بیچ مدائح اور صفات اور قبولیت حضرت مریمؑ اور فضائل اور معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وارد ہی کہ اس صراحت اور تفصیل سے بیان معجزات نمایان اور کسی نبیؑ کا کمتر ہی مثلاً کلمات ہدایت کی شکم مادر مین یا جانور بشکل طائر مٹی کے بنایا اور پھر اسمین اپنی پھونک سے جان ڈالنا یا مردگان صدہا سالہ کو زندہ کرنا یا کوڑھی اور مبروص اور اندھے مادرزاد کو اچھا کر دینا پھر آخر کار بسبب کمال رحمدلی کے

یہودی دشمنون کے حق مین بد دعا نہ کرنے سے اللہ تعالے کا بچا کر بہر دار سے
آسمان پر اُٹھا لینا اور دوسرے شخص نشان دہندہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
ہمشکل بنا کر سیر دار پر رکھا دیا یہ سب بہ تفصیل تمام کلام اللہ مین موجود ہی پس
جو لوگ کہ رفع آسمان کے قائل نہین اور صلیب کی قائل ہین یہ بھی بجائے خود
ہوسکتا ہی کہ اُنھون نے اسی ہمصورت عیسیٰ کو بر سر دار دیکھا اور یہی مضمون چشم دیدہ ظاہر
سب کتابون مین لکھتے چلے آئے ہین اُنھین کتابونکو سب متاخرین نے دیکھا اور قرآن کی
خبر کی خبر انکو نہین پس اُنکو رفع عیسے کا انکار کرنا بجائے خود ہوسکتا ہی اگر قرآن شریف
مین بصراحت تمام خبر نہوتی سب اہل اسلام بھی اُسی چشم دیدہ ظاہر کے قایل ہوتے
پس وہ سب آیات قرآنی جو مدائح اور فضائل حضرت مریمؑ اور معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے وارد ہین اکثر بعض آیات سر دست حافظہ مولف مین پائی جاتی ہین مگر بسبب
مزید اعلان اور طوالت کلام اور دشوار فہمی صبیان عام کے یہان لکھنا ضرورت
مقام نہ معلوم ہوا اور خواص خود جانتے ہین حاجت لکھنے کی کیا ہی پس اس صورت مین
مرد عاقل منصف غیر مذہب بھی کہ سکتا ہی کہ اگر کلام اللہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے بنا لیا ہوتا تو اپنی تعریفین اور معجزات بیان کیے ہوتے چہ جا کہ سب انبیا کا
حال اور اکثر معجزات اور صفات بو اقعی بیان کیے ہین اور اپنے معجزے کہ قریب
چارسو کے کتاب معجزات النبی مین جمع کیے ہین ایک بھی کلام اللہ مین مذکور نہین
اور برخلاف اسکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا عجز اور بے اختیاری اپنے نفس پر
اس صراحت سے وارد ہی کہ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
اور اپنے عزیز اور اقربا کی ہدایت مین یہ بے اختیاری کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ

احببت الخ پس بعد دعوی نبوت کے اپنی زبان سے اپنی بے اختیاری ہدایت احباب مین کب کوئی بیان کرتا ہی لہذا عاقل منصب کے نزدیک یہ بھی دلیل ہوسکتی ہے کہ کلام مجید خاص کلام خدا ہے اب اصل سخن ملاحظہ ہو کہ سوائے سورہ مریم اور سورہ نساء کے اور بھی کتنی صورتین ذکر و صفات اور تعلیم احکام مسائل ضروریہ اور حکم بیعت مین خاص واسطے عورتون کے کلام اللہ مین وارد ہین کہ اُسکا دسوان حصہ بھی مردون کی نسبت نہین مذکور ہے مثل سورہ آل عمران اور سورہ احزاب اور سورہ تحریم اور سورہ طلاق اور سورہ نور اور قد سمع اللہ وغیرہا اور جا بجا متفرق آیات اکثر بتواتر وارد ہین یہانتک کہ زن فرعون کی نسبت مضمون بناکرنے گھر کا نزدیک اللہ کے وارد ہے آیہ تطہیر عورتون کے واسطے نازل ہوئی ہے نہ مردون کے واسطے کہ اکثر آیات مع ترجمہ حاصل معنی کتاب مفید النسوان مین اپنی اپنی جگہ پر مرقوم ہین اسکے سوائے جب کتاب سیر و تواریخ اور قصص الانبیا وغیرہ پر لحاظ کیا گیا تو تمام سب معرکے اور کارنامے اور واردات اور معاملات عالم شہادت کی ابتدا سے ابتک سب عورتونکے سبب سے پائے گئے اور سب سوانح کی بنا عورتونکی نشان دہی ہین ایک مصرع ایک وزن و قافیہ پر موزون کرکے کتاب مفید النسوان مین لکھ دیا ہے کہ زیادہ سو مصرع سے ہونگے پس اس سے بھی بچشم ظاہر نظر آتا ہے کہ بیشک اس سب دنیا اور مافیہا کو بھی محض عورتون کے واسطے پیدا کیا ہے کہ جب تک عورت کی خلقت نہ ہوئی تھی مدت دراز تک حضرت آدم علیہ السلام تنہا بہشت مین رہے تا اینکہ عورت کی پیدائش ہوئی اور اسی عورت کو اللہ نے

ر تقدیم گیہون کھانے کے دنیا مین آنے کا سبب گردانا جیسا کہ کتب تفاسیر مین
اضح تر مرقوم ہو اسی طرح تمام احکام قرآنی اور مسائل نکاح و طلاق ظہار لعان اور
ر اور ایام معینہ ہر مہینے کی اور نفاس ور طہر تخلل اور پردہ داری اور طریق لباس
ور زیور پوشی اور چال چلن نشست و برخاست اور ہیئت و تعلیم و حسن معاشرت
ور طریق کلام اور گفتگو اور کاروبار گرستی خانگی بتفصیل ہر جزئیات کلام اللہ مین
دکور ہین محتاج بیان نہین اسی نظر سے اس قسم کی کتابین مسائل ضروری شرعی
ور تونکو پڑھنے پڑھانے کا بتاکید حکم ہو لہذا سلطان الفقہا بادشاہ عالمگیر نے
ی دختر زیب النسا کا پڑھانا اپنے بیٹون پر مقدم جانا کہ ملاجیون فقط واسطے تعلیم علوم
ی اور کتب فقہ مسائل شرعی کے ملازم تھے اسیطرح کلام اللہ مین اکثر بیان حالات ور
صفات ور قبولیت عورتونکا مذکور ہین کہ اصطفے البنات علے البنین تشریح
ب آیات کی بنظر درازی سخن ور رعایت اعلان اور دشوار فہمی صبیان کے اس
تمام مختصر مین ضرور نہ معلوم ہوئی کہ خود کلام اللہ ناطق ہو اسکے مقابلہ مین
ردون کی تعریف کمتر اور شکایت بیشتر ہو کہ بطریق اجمال کتاب مفید النسوان
ن بجاے خود شرح کردی ہے پس اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اکثر مرد لوگ اہل اسلام
عورتون کا مرتبہ اپنے سے کمتر اور مغلوب ور محکوم اور زیردست فرمان بردار اپنا
سمجھتے ہین انکی کتب دینیہ کے یہ احکام ہین ور مقدمامین ترجیح اور توقیر نسوان کے
تاکید مزید ہین چہ جاکہ اور سب فریق اور مذہب ہین جسقدر کہ عورتونکی وقعت
ر توقیر ہو محتاج بیان نہین یہانتک کہ محض بنظر دلشکنی عورتونکی دوسرا نکاح اور کسی
ریق مین جائز نہین سمجھتے اس مقام مین مزاجداری انکو خدا ول کی اللہ کو بھی اسقدر رعایت

حکایت حضرت ہاجرہ

ملحوظ ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کی منکوحہ حضرت سارہ تھین اور حضرت ہاجرہ کہ وہ بھی
برگزیدہ درگاہ خدا کی تھین مگر بسبب اقتضاء وقت کے بخشیدہ بادشاہ کی تھین اور
یہ مضمون حکایت طلب ہی بہرحال موافق مرضی اور اجازت حضرت سارہ منکوحہ خاص کے
حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم سے بعد نکاح کے حاملہ ہوئین اور حضرت اسمعیل شکم مادر مین آئے
تب حضرت سارہ کو برا معلوم ہوا اور قسم کھائی کہ جو لڑکا پیدا ہوگا اسکے ہاتھ پانون اور
بدن کاٹ ڈالونگی پس اس مقام مین اللہ کی رعایت جانب ایک منکوحہ خاص کے
دیکھنا چاہیے کہ حکم خدا کا واسطے رعایت خاطر حضرت سارہ کے واسطے اخراج کرنے
حضرت ہاجرہ جاما کے تنہا بیچ بیابان کے جہان آب و دانہ کچھ میسر نہ تھا ابراہیم علیہ السلام
کو ہوا اور حضرت سارہ کی دلجوئی کے واسطے مثل حضرت اسحق کے فرزند عنایت ہوا
اور انکی قسم کے اتارنے کے واسطے جو غصہ مین کھا بیٹھی تھین عوض ہاتھ پانون کاٹنے کے
بیسون ناخن اور بعوض بدن کاٹنے کے ختنہ حضرت اسمعیل کا قرار پایا چونکہ حضرت نبی
آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم انھین حضرت اسمعیل کی اولاد مین ہین لہذا وہی سنت
ابراہیم علیہ السلام کی ابتک امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم مین جاری ہے یہان مراد
اس بیان سے رعایت پاس خاطر منکوحہ واحد کی عند اللہ ہی پس اسقدر مزاحاری
مردونکی اللہ کی طرف سے کہان ہی اب اسطرح کے مراتب ترجیح اور ترقی مدارج اور تفضیل
عورتونکی عند اللہ کتب دینی اہل اسلام مین سمجھنا چاہیے اور جو کچھ کہ حدیثون صحیح متواترہ
اور اقوال اور تصانیف بزرگان دین اسلام اور اقوال اور تصانیف مسلم الثبوت مثل امام
حجت الاسلام ابو حامد محمد غزالی اور حضرت سید علی متقی مرشد کامل شاہ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ
کی از روے احکام آیات و احادیث کو شرائف اور فضائل بیان فرماتے ہین کچھ اسمین سے بقدر ضرورت مقام کے

کتاب مفید النسوان مین لکھ دیا ہو اور ایک فریق اسلام کی شریعت مین جو چار
نکاح بنظر کثرت اولاد آدم کے بشرط عدالت روا لکھا ہو وہان شرط رضامندی اور
اجازت منکوحہ اول کی مقدم ہو سو یہ محال ہے اور عدالت کی شرط بھی دشوار ہو لہذا
بحکم اذا فات الشرط فات المشروط نکاح ثانی کی کون صورت باقی رہی کہ تہمتات
ظلم عورتون پر ہو یہ بات اللہ تعالے کو کب پسند ہو لہذا خود اللہ تعالی انحصار ایک
نکاح پر فرماتا ہو وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً یعنی اگر ڈرتے ہو تمکو اس بات کا
کہ عدالت نہ کر سکو تم پس ایک ہی پر اکتفا کرو تم پس جب رضامندی دونون عورتونکی
محال ہے چہ جائکہ چار مین اسصورت مین یہان بھی اسی ایک ہی نکاح پر قول فیصل قرار
پایا باقی اور جو آفتین اور تلخی عیش اور کاہش جان وہ عقلاً اور نقلاً اور تجربتاً
دو نکاح مین ظاہر ہین انشاء اللہ تعالی باب دوم مین بیان کیجاوینگی پس یہ بیان
فضائل و شرایف عورتونکا عند اللہ از روے کتب دینی اہل اسلام اور شاہدات
ظاہری کے بیچ تصرف اور راحت اور استحقاق زر و زیور اور ملبوسات زرین و ابریشمی
وغیرہ کے ظاہر اور نمایان ہو کہ مردون پر حرام اور عورتون کو مباح پس اس قسم کے سب
مضامین بیان واقعی ہین مگر گذشتہ اور سمعی نصیب گوش کہ محتاج دلیل اور سند کے
ہین جیسا کہ کتب معتبرہ دینی اور نظائر ظاہری دنیوی سے انکی سند بیان کی گئی اور نشان
دہی گئی اب نصیب چشم بچشم ظاہر صریح تر نمایان تمام سب بندگان خدا آنکھون سے
دیکھ لیوین کہ وہ سب شنیدہ ماضی یہ بچشم دیدہ حال ہے ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ

اب یہان سے اندکے حال بیان واقعی جناب مستغنی الالقاب
شہنشاہ عالم و عالمیان سلطان جہان و جہانیان

بیگمات ایک ہی انحصار نکاح عقلاً اور نقلاً مضمون

ملکۂ انگلستان اور ہندوستان وکٹوریہ صاحبہ بالقابہا کا کہ ظاہر
اور نمایان ہے بدون سخن آرائی بے مبالغۂ شاعرانہ
بر سبیل افتاد سخن بمقام نظیر نمایان اور تصدیق
دعوے کے بیچ شرف اور فضیلت نسوان کے بچشم ظاہر
معائنہ ہو

کہ تمام عالم پر بخوبی تمام ظاہر ہے کہ جب لشکر بادشاہ کا کسی ملک غیر مین تاخت
کرتا ہے وہان فسادات اور خونریزیان اور تلف اور تاراج اموال و پائمالی ضرور
ہوتی ہے ہرچند بادشاہ عادل رحم دل ہو مگر تاراجی اور پائمالی سے چارہ نہین یہانتک
کہ لشکر حضرت سلیمان کا جو بالا بالا تخت روان ہوا پر جاتا تھا وہ جو وادی نمل مین
گذرا اس مقام مین اللہ تعالے سورۂ نمل مین یون فرماتا ہے کہ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ
سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ یعنی نہ پیس ڈالین اور نہ مل ڈالین تمکو نیچے پانو نکے سلیمان
اور لشکر اُسکا فقط پھر جب ہدہد نامہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے پاس
لے گیا ہو اسی سورہ مین بیچ رکوع ۲ کے وارد ہے کہ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا
وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً ط وَکَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ ہ یعنی اللہ فرماتا ہے
کہ کہا و بلقیس نے اپنی قوم کے لوگون سے کہ بہ تحقیق جب داخل ہوتے
ہین سلاطین اولوالعزم کسی ملک غیر مین فساد مین ڈال دیتے ہین اُس ملک کو
اور گردانتے ہین معزز ترین اُس ملک کو ذلیل ترین پس جب ایسے بادشاہ نبی
سلیمان علیہ السلام کا بدون ارادہ جدال و قتال اور تسخیر ملک کے بالا بالا
تخت روان پر ملک بلقیس مین گذر کرنے کو اللہ تعالی زبان بلقیس سے یون

فرماتا ہو پھر اور سلاطین دنیا کا لشکر بارادہ سرکوبی ہزاروں اشرار غدار کے بقصد عملداری اگر ملک غیر مین داخل ہوا ور مثل لشکر اور تخت سلیمان کے ہوا پر نہ چلتا ہو بلکہ پشت زمین پر چلتا ہو پس اُس سرزمین کی بربادی اور تباہی اور پائمالی اور ویرانی کو تصور کرنا چاہیے کہ کسقدر متصور ہی ہر چند بادشاہ عادل اور رحم دل ہو مگر ایسی حالت مین حفظ فساد اور پائمالی رعایا اُسکے اختیار سے باہر ہی پس اب اسکو چشم انصاف سے ملاحظہ درکار ہی کہ ملک ہندوستان مین عموماً اور ملک اودھ مین خصوصاً اولاً تبدیلی عملداری اور ثانیاً تدارک غدر عام کا کیسا معرض فسادات اور خون ریزیون اور ویرانی اور تباہی اور پائمالی تمام رعایا بندگان خدا کا یقینی ہے اور حفظ دشوار تر پس ایسے معرض فسادات اور خون ریزیونکے مقام پر اسطرح کی اصلاح اور آبادی اور رفاہ اور فلاح تمام بندگان خدا کی اس خوبی اور خوشنمائی سے واقع ہونا اور کسی کو سر مو آزار نہ پہونچنا ہر چند بحسب ظاہر بحسن کرداری اور خوش انتظامی اور فراست فطری اور خوش تدبیری حکام وقت سے ہی مگر بچشم حقیقت مین ایسا کارنامہ عجیب محال عقل خارج امکان بشر سے محض قدرت خدا بیمن حسن شہنشاہ وقت کی سمجھنا چاہیے کہ اختیار بشر سے باہر ہی اور دشواری اسکی خود ظاہر ہی اور نص قرآنی قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام اشارۂ مذکورۂ بالا سے ثابت ہی پس ایسے مقام دشوار خارج طاقت بشری مین حکمت بالغہ اُس حکیم مطلق ارحم الراحمین کو دیکھنا چاہیے کہ ایسے ظہور رحمت خاص کا مظہر اُس رحیم مطلق نے روز ازل سے اس قسم نسوان سے مقدر کیا تھا نہ قسم مردون سے کس واسطے کہ مرد کے مزاج مین بالطبع سختی اور سنگینی ہوتی ہی کہ آخر کار سبب وقار اور استقامت اور استقلال اور جرأت اور شجاعت اور دلیری کا ہوتا ہی اور

عورتوں کی اصل خلقت میں نرمی اور رقیق القلبی اور دردرسی اور رحم دلی بالطبع ہوتی ہے کہ وہی آخر کار سبب رحمت اور عفو عند القدرت کا ہوتا ہے اسکے سوا سے جو اور بہت حکمتیں اور خوبیاں اور مصلحتیں اور فوائد کثیرہ اس نرم دلی نسوانمیں اُس حکیم مطلق نے مقدر کی ہیں اسکا لطف اور فائدہ ملاحظہ کتاب مفید النسوان سے معلوم ہو سکتا ہے پس اصلاح اس عذر عام میں کہ ظہور رحمت خاص الٰہی درکار تھا اسواسطے علاج واقعہ قبل از وقوع اُس حکیم مطلق نے پیشتر سے یہ قرار دیا کہ شہنشاہی اور فرمان فرمائی اس دیار معرض آخات کی جناب مستغنی الالقاب ملکہ معظمہ رحمت مجسمہ خیر محض فیض عام اصطلاح انام جناب وکٹوریہ صاحبہ بالقابہا کے واسطے روز اول سے موقت اور مقدر کی کہ اتنا ضبط وصبر وتحمل اور عفو عند القدرت ہر گز طبائع مردوں سے امکان پذیر نہ تھا اب ہندکے اس اجمال کی تفصیل بدیدہ انصاف بچشم ظاہر ملاحظہ کرنا ضرور ہوتا ہے اب ظاہر ہیں مبالغہ شاعرانہ اور زیادہ گوئی پر حمل نہ فرماویں لہذا یہ مولف بمقام مدح اور مبالغہ شاعرانہ کے نہیں لکھتا بلکہ استفہاماً سب بندگان خدا سے پوچھتا ہے کہ یہ جو کچھ معاملات تمام فوج ہندوستانی پرورش یافتہ اور نمک پروردہ اور عزت بخشیدہ قدیم نے اپنی سرکار اور حکام ولی نعمت قدیم کے ساتھ کیے کہ دشمن حبشی قسی القلب بھی بعد قابو پلنے اپنے خصم مقابل کے ساتھ نہیں کرتا چہ جاکہ زنان بیقصور اور طفل صغیر جسکے تصور سے دشمن قلبی کو لرزہ اور درد آتا ہے اور یہ گناہ حق العباد خدا بھی بدون رضائے خصم کے معاف نہیں کرتا پس ایسے گناہوں واجب القصاص کو بعد مقدر قدرت اور تسلط کامل کے بے تامل یک قلم دفعۃً معاف کر دینا اور ایسے قیدیوں واجب القتل کو باوجود ثبوت جرم قتل کے فوراً علی العموم قید سے رہا کر دینا ہر فرد بشر اپنے

دل مین خیال کرے کہ ایسا عفو عند القدرت اور اسقدر ضبط و صبر اور تحمل او راعماض مردونکی طبیعتون سے کب امکان پذیر ہی پس اس جلوہ رحمت خاص کو ارحم الرحمین نے پردہ نسا مین ظاہر فرمایا کہ نفوس مردونکو ہرگز اسکے متحمل نہین ہو سکتے لاجرم بستگان خدا بچشم انصاف ملاحظہ کرین کہ یہ مدح شاعرانہ ہی یا بیان واقعی نمونہ ظہور شان رحمت الٰہی کا بیچ لباس نسا کے ہی

اب اسپر بھی طرہ غالب تر اور ظاہر تر ظہور کمال شان رحمت الٰہی کا پردہ نسا مین ملاحظہ ہو کہ یہ بھی طبائع مردون سے کمتر متصور ہو سکتا ہی

حکایت حسن نیت پادشاہ عبدالعزیز کی بطریق افتاد سخن بر سبیل مثل

کہ فقط اس عفو عند القدرت اور جرم بخشی پر اکتفا نہ کرکے سب رعایاے ہندوستان ملک اودھ کے ساتھ کسطرح کی پرورشین اور رعایتین اور انعامات اور نفقات اور خیرات اور حسنات اور مبرات اور احسانات از قسم نمبر اور جاگیرات اور معافیات اور عطیات اور بخششین اور واگذشت اور مراعات بقدر حال جاری ہین خصوصاً ایسے ایام گرانی بلکہ قحط سالی مین کسطرح کی صورتین انفاق نقود اور اجناس کی علی العموم جاری ہین کہ محتاج بیان نہین ہرچند یہ سب فیض عام باسباب ظاہر حکام وقت مردونکے ہاتھ سے جاری ہی مگر بچشم حقیقت بحکم اُسی رحمت مجسمہ شہنشاہ مجازی بالقابہا کے دیکھنا چاہیے کہ ع گرچہ تیر از کمان ہمی گذرد ⁂ از کماندار بیند اہل خرد کسواسطے کہ حسن نیت پادشاہ وقت کی تاثیر سب نفوس حیوان اور انسان فی وی الارواح پر اسقدر غالب تر ہی کہ کتاب منظومہ حکیم سنائی خراسانی مسمے باغ ارم مین دیکھا گیا کہ ہنگام جلوس عمر ابن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے کہ شاید سلاطین خلفاے بنی عباس سے تھا کہ بعد جلوس تخت سلطنت کے بہت آدمی کوہستانی جو کبھی کسی عہد

بنی عباس مین حاضر اور رجوع نہ ہوے تھے باہزاران عقیدت اور رغبت گری مع
تحائف اور ہدایا جوق جوق آنے لگے جب اُنسے پوچھا گیا کہ تمکو کسنے بلایا اور کیا تمپر مصیبت
پڑی کہ اتنی راہ دور سے اپنے گھرون کو چھوڑکر چلے آئے ہو سبنے یہی کہا کہ بادشاہ اس
ملک کا کوئی نیا حال مین تخت پر بیٹھا ہی فقط اُسکے قدم دیکھنے کو آئے ہین اُنسے کہا گیا
کہ خلفاے عباسیہ بہت مرے اور بہت تخت نشین ہوے تم لوگ کبھی نہ آئے
اب کیا وجہ ہی آنے کی کہا کہ اور کسی بادشاہ کے جلوس کی خبر ہمکو کبھی نہ ہوئی ہم کیونکر
آتے۔ پوچھا گیا کہ اس جلوس تازہ کی باوجود دوری راہ کے تمکو کسطرح ایسی جلد
خبر ہوگئی جو جھٹ پٹ تم سب چلے آئے اُن سبنے بقید روز اور تاریخ ماہ و سال کے
بیان کیا کہ ہم مردمان پہاڑی جنگلی ہین بھیڑ بکری دُنبہ پشمینہ وغیرہ جانداد ہے
اُنکے چرانے اور تیمار مین اکثر جنگلون پہاڑون مین رہتے ہین اور اُنکی حفاظت
درندگان صحرائی سے کرتے ہین کہ اکبارگی خلاف تاریخ کیا دیکھتے ہین کہ کئی گرگ
درندے اور چیتے خونخوار گلہ گوسپند کے ساتھ بے تکلف چلتے پھرتے ہین اور اُٹھتے
بیٹھتے کھیلتے ہین اور ایک دوسرے کو بہت پیار سے چاٹتے ہین اور ہرگز نہین ستاتے
یہی حال سب گلہ بان پہاڑی نے اپنے گلہ مین دیکھا یہ دیکھکر سب عقلاے پہاڑی نے
اسپر اتفاق راے کیا کہ بے شبہہ بادشاہ اس ملک کا کوئی ایسا نیک نیت تخت پر
بیٹھا ہی کہ جسکی نیت کی تاثیر قلبی سب ذوی الارواح پر پھیل گئی ہی کہ ہم سب لوگون کے
دلون مین سے بھی کینہ اور نفاق محبت اتفاق سے بدل گیا ہی پس سب متفق ہوکر
حاضر ہوے ہین یہ سُن کر جو حساب اور لحاظ کیا گیا جو تاریخ اور ماہ اس
عجائبات کی مردمان کوہی نے نشان دی تھی وہی تاریخ جلوس اُس بادشاہ

عمر عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی تھی فقط اس قسم کی حکایتین اس بادشاہ
نیک نیت کی اکثر مشہور ہین یہان جائے سخن یہ ہے کہ یہی تاثیر نیت فیض عام
رحمت محض حضرت شہنشاہ مجازی جناب مستغنی الالقاب ملکہ معظمہ بالقابہا کی
سب حکام وقت بلکہ قلوب ہم سب رعایا پر بقدر حال ظاہر ہے کہ اسی شہر لکھنؤ
اور ملک اودھ مین ہزارون خانہ جنگیان اور خونریزیان ہمیشہ ہوا کرتی تھین
اب وہ سب عداوتین محبتون سے بدلا ہوگئی ہین کہ کہین خونریزی کا نام نہین سُنا
جاتا ہے اور ہر طرح سے پرورشین اور لطف اور مہربانیان حکام وقت کی سب رعایا
کے ساتھ اسی بادشاہ مجازی کی طرف منتہی ہوتی ہین اور شہنشاہ مجازی کی سب
صفات رحمت عام اُس شہنشاہ علے الاطلاق خداوند حقیقی کی جانب سے
تمام ہوتی ہین کہ ؎ بقومے کہ نیکی پسند د خدائے * دہد خسرو عادل نیک رائے *
گر از دست نہ توفیق خیرے رسار * کہ از بندہ خیرے بہ غیرے رسد * پس اس صورت مین
شکر اور مدح وقعی اس بادشاہ مجازی کی عین شکر اور سپاس بادشاہ حقیقی کا ہے پس
جسطرح بادشاہ مجازی پر رعیت پروری واجب ہے رعیت پر شکرگزاری شاہ مجازی کی اور
بادشاہ حقیقی پر اُسکا اجر ضرور تر ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎ امروز کس نشان نہ دہد
در بسیط خاک * مانند آستان درت مامن رضا * بر تست پاس خاطر بیچارگان و شکر *
بر ما و بر خدائے جہان آفرین جزا * یہان طبع موزون سے ضبط نہین ہوسکتا
کہ لحاظ اردو اور فارسی کا نہ رہا ؎ اے از نہیب عدل تو عالم ز ظلم پاک *
وز خوف تیغ قہر تو شد دشمنت ہلاک * در ظل رافت تو ز جور فلک چہ باک * امروز
کس نشان نہ دہد در بسیط خاک * مانند آستان درت مامن رضا الخ لیس اس ارحم الراحمین

جامع صفات کی صفت رحمت تمام صفات پر غالب تر اور نیکو تر ہو کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِی
عَلٰی غَضَبِی کلام قدسی ہے اور ابتدائے کلام اور ابتدائے ہر شے اور فتتاح سورہ فاتحہ
اسی صفت خاص سے ہو کہ مفہوم معنی کریمہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور
سورہ فاتحہ بمنزلہ شاہدین عادلین کے ہو پس اس صفت خاص مین تحصیل عورت
کی نسبت مردونکو ملاحظہ ہو لہذا یہ بھی جانب ترجیح عورت کی اوپر مرد کے بچشم جان نمایان ہو

اب اسپر بھی غالب تر شان رحمت عام و وجہانی اور
جاودانی اُس رحیم مطلق کی اسی پردہ نشا مین ملاحظہ ہو

کہ سب خیرات اور حسنات اور جود و کرم مال و متاع اور نعماے دنیوی مین ہر انسان
بقدر مقدور اختیار رکھتا ہو اور بقدر توفیق کر سکتا ہو جیسا کہ سلاطین برمکیہ اور حاتم
طائی کی حکایتین مشہور ہین پس یہ سب حسنات مالی جود و کرم ہر بندہ خدا کے واسطے
زندگی دنیا تک بکار آمد ہین شمین بھی بیم زوال تلف و تاراج اور صرف ہو جانا یقینی ہو
اِس صرف و تلف مین سوائے رنج و حسرت کی بقا کی کون صورت ہو فقط حسرت باقی رہجاتی
اب اسکے مقابل مین یہ فیض عام جامع دولت دین و دنیا ابدی سرمدی
بے زوال ملاحظہ ہو کہ جسقدر صرف ہوتا جائے دونون جہان مین ترقی کرتا جائے اور
بیم زوال و تاراج سے محفوظ کسی حال مین نفس بشر سے بعد مرگ بھی جدا ہونا ممکن
نہین پس وہ دولت بے زوال باقی دوامی دوجہانی تعلیم علم و ہنر اور فضل و کمال
کی ہے جسمانی اور روحانی جسمانی وہ ہنر اور دستکاریان صنائع بدائع جسکا
بنانا اعضا سے تعلق رکھتا ہو وہ بکار آمد فقط دنیا کی زندگی تک ہین اور
بقا بھی صحت اور درستی اعضا پر موقوف ہو اور اکثر صنائع دستی آلات و اوزار اور

اسباب کی محتاج ہین بخلاف علوم علوی روحانی کے کہ وہ دوامی بے زوال بکار آمد
دونون جہان کے ہین اور محتاج آلات اور اوزار کے نہین پس اس مقام مین بھی
مؤلف کتاب کا سب بندگان ہر فریق سے پوچھتا ہی کہ اس طرح سب علوم و ہنر اور
فنون بکار آمد دو جہانی کی ترغیب اور تعلیم مین اس تعمیم کے ساتھ بلا تعصب مذہب
اس مصارف خطیر بحید و حساب کی ساتھ جو ظاہر ہی اگر کبھی کسی عہود سابقہ سلاطین
ماضیہ مین کسی نے دیکھے یا سنے ہون نشان دیوے قول سعدی علیہ الرحمہ کا ایسے
مقام مین بجاے خود ہی کہ ع پدر بجاے پسر ہرگز این کرم نہ کند۔ کہ فیض عام تو
با خاندان آدم کرد۔ تمام دیار ممالک وسیع ہندوستان مین ملک بہ ملک شہر بہ شہر
قریہ بہ قریہ دہ بہ دہ محلہ بہ محلہ کوچہ بہ کوچہ خانہ بخانہ مدارس اور اسکول و کالج
واسطے تعلیم ہر علم و ہنر کے اور ہر فن کے برعایت اور مذہب دین و آئین ہر قوم کے
بلا تعصب مذہبا ور بدون تخصیص ذات اور قوم کے کس تعمیم سے معین اور
ہر روز ترقیات پر ہین ایسی نعمتون باقیہ اور شاملہ مفید اور بکار آمد دین و دنیا
کا بذل عام اس کثرت اور تعمیم سے اس مصارف کثیر کے ساتھ ملاحظہ ہو کہ عند اللہ
اسکا کیا مرتبہ متصور ہی ایک ادنی کار خیر جو بندہ سے سرزد ہوتا ہی اُسکی شکر گزاری
اللہ تعالے خود فرماتا ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ
جس شخص نے کہ اپنی خوشی سے ایک خیر کی پس بہ تحقیق کہ اللہ تعالی اُسکا شکر گزار
اور جاننے والا ہی چہ جا کہ اسطرح کا حسنات عام اور ایسی نعمتون دو جہانی کا بذل
عام پس درحقیقت یہ نمونہ رحمت شاملہ الٰہی کا ہی کہ عالم ظاہر مین پردہ دنیا مین ظاہر
ہوا ہی جب اللہ تعالی خود ایک ادنی خیر کی شکر گزاری اپنی طرف نسبت فرماتا ہی

پس وہ بندگان خدا جنکے حال پر یہ سب نعمتیں شاہانہ مبذول ہوں کیونکہ ہمہ تن
محو شکرگزاری نہ ہوں خصوصًا تعلیم نسوان کی تخصیص ایسے علوم بکارآمد دین و
دنیا اور صنائع دستکاری مین محض بتاثیر حسن نیت جناب مستغنی الالقاب قیصر ہند
رحمت مجسمہ باسمہا والقابہا کے ظاہر اور باہر ہی چونکہ طبائع نسوان کے روز ازل سے
محض واسطے تعلیم پذیری ایسے علمون اور ہنرون اور صنعتون فنون دستکاری
کے موضوع اور مناسب خلاق مطلق نے پیدا فرمائے ہین لہذا سبب اسکے ظہور کا بھی
عالم ظاہر مین اسی صنعت علیا کو گردانا پس جو فوائد اور مصلحتین تعلیم نسوان
مین صریح تر ہین اور جو کچھ کہ قباحتین اور آفتین دین و دنیا کی ترک تعلیم نسوان
مین ظاہر تر ہین وہ سب مجملاً اور مفصلاً مضامین کتاب سے خود ظاہر اور باہر ہین

بیان عذر اور وجہ نہ لکھنے مدح سلطان وقت ملکہ عالم و عالمیان کی دیباچہ کتاب مین بطور شاعران زمانہ کے

اب سمجھنا چاہیے کہ ہر چند مدح سلاطین وقت کی بعد حمد و صلوٰۃ کے زیب دیباچہ کتاب
نو تصنیف کا قرار دینا دستور قدیم ہی مگر عقلاے والا ہمت اپنی مدح کمتر سنتے ہین کہ
مستغنی المدح ہوتے ہین لہذا مدح شاعرانہ اور سخن آرائی ارباب زمانہ سے کنارہ
کرکے اندکے بر سبیل اختصار کلام بمقام نظیر نسوان و ترجیح نمایان کے بطور سند اور
تصدیق کلام کے معاینہ دکھا دیا ہی کہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ اسکو مدح
نہین کہتے ہین بلکہ بیان واقعی ظاہر اور نمایان ہی کسواسطے کہ مرتبہ مدح ایسے
نمونہ رحمت الٰہی کا بہت بلند ہی بیان واقعی سچ سچ کیا کم ہی کہ حاجت مدح
شاعرانہ کی ہو یہ آفتاب چہ حاجت ستودنش بہ ضیا + چہ حاجتست

بشاطہ روے زیبا را + جو بیان بناے کلام ہیچ بیان جلوہ ظہور شان
رحمت الٰہی کے ہوا اسکا ظہور پردہ نسا مین ہوا نہ صورت رجال مین پس اس صفت
خاص رحمت کا بیان زبان ہم رعایا جان بخشیدہ مستغرق دریاے رحمت سے
کب کافی ہے بلکہ ہمارے نزدیک کسی نوع بشر کی زبان سے ایسے نمونہ رحمت
عام الٰہی کی صفت بیان ہونا کافی نہین ہوسکتی کسواسطے کہ کوئی بندہ خدا کا
تمام روے زمین پر اپنے ممالک قلمرو خاص خواہ ممالک بیگانہ اس رحمت
شاملہ فیض عام نمونہ رحمت الٰہی سے خالی نہین ہوسکتا اپنے قلمرو خاص کا
حال مجملاً پیشتر کچھ معائنہ کر دکھا چکے ہین اور ممالک بیگانہ کی صورت یہ ہے کہ
کہ ایسا شہنشاہ انگلستان اور ہندوستان کہ زیادہ نصف جہان سے ہے
باہمہ جاہ و جلال اور عظمت اور جبروت اور غلبہ کامل کے شش سلاطین ماضیہ
حریص کے کبھی ارادہ جدال وقتال کا اور نزاع اور خروج کا اپنی طرف سے
بدون اتمام حجت نہین کرتا کہ یہ مایہ آزار اور تکالیف اور خونریزی بندگان
خدا اور پائمالی رعایا ہو لیس اس راہ سے گویا اس فیض رحمت عام سے
کوئی بندہ خدا ممالک بیگانہ بھی کسی حالت مین خالی اور محروم نہین پایا جاتا
پس جب اس نظر سے کسی نوع بشر بندہ احسان کی زبان سے ایسی رحمت
عام الٰہی کی طرح کافی نہ معلوم ہوئی اب یہان ارباب حقیقت
کے نزدیک ایک نکتہ لطیف بتائید غیبی امداد
قرآن سے من جانب اللہ دل پر وارد ہوتا ہے
صاحبدلون اہل معنی کو دیدہ دل سے نگاہ فرمانا چاہیے

جب یہ بواقعی ظاہر اور ثابت ہوا کہ اسقدر فیض عام دینی اور دنیوی جلوہ ظہور شان رحمت شاملہ الٰہی کا ہے کار بشر نہین اسصورت مین امکا بیان اور مدح کب امکان بشری سے ممکن ہو سکتی ہے کہ در حقیقت مدح اُسی رحمت حقیقی کی ہے نہ مدح نوع بشر کی پس جب مدح اُسی ممدوح حقیقی کی ٹھہری اسکا بیان ہی ممدوح کے کلام اللہ سے البتہ بجاے خود ہو سکتا ہے نہ زبان بشر سے جیسا کہ آپکے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مناجات مین کہا ہے سُبحَانَكَ لَا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیكَ اَنتَ كَمَا اَثنَیتَ عَلیٰ نَفسِكَ یعنی پاک ہے تو ای خدا اے برتر نہین احاطہ کر سکتا ہون مین تیری ثنا کا جیسا کہ ثنا کی تو نے اپنی ذات پر اس مضمون کو کسی نے اسطرح نظم بھی فارسی مین کیا ہے نظم

آنجا کہ کمال کبریاے تو بود		عالم نمے از بحر عطاے تو بود
ما را چہ سر حمد و ثناے تو بود		خود حمد و ثناے تو سزاے تو بود

جو ایسی صفت رحمت شاملہ عام مین سبب حقیقی کو دیکھنا چاہیے نہ سبب مجازی کو کہ یہ رحمت عام اور عفو عند القدرت طاقت انسان سے باہر ہوا اور یہ صفت خاص عالم ظاہر مین زمرہ نصاری پردہ نسا مین ظاہر ہوئی ہے لہذا تائید غیبی اور مدد قرآنی خاطر مولف پر یہ وارد ہوئی ہے کہ بیچ آخر پارہ ۶ کے سورہ مائدہ ۵ رکوع ۴ مین اللہ تعالی خاص اس زمرہ نصاری کی صفت بعید لفظ مودت اس عبارت سے فرماتا ہو وَلَتَجِدَنَّ اَقرَبَهُم مَوَدَّةً لِلَّذِینَ اٰمَنُوا الَّذِینَ قَالُوا اِنَّا نَصَارىٰ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنهُم قِسِّیسِینَ وَرُهبَانًا وَاَنَّهُم لَا یَستَكبِرُونَ اسکے معنی لفظی ہر چند ظاہر اور صاف ہین مگر مولف دو وجہ سے اپنی طرف سے نہین لکھ سکتا

ایک بزید احتیاط اور پاس ادب کہ شاید کچھ غلطی نہ ہو جاوے دوسرے
بخوف ارباب ظاہر نا انصاف کہ بدون ادراک مغز سخن کے مفہوم یسمعون
کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ الخ بجانب مولف عائد کرین
اورالزام تحریف اور سخن سازی کا نہ دیوین اس نظر سے بضرورت افہام عام کے
نقل اُس ترجمہ اردو کی جسکے مترجم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی خلف
ارشد شاہ ولی اللہ محقق دہلوی علیہما الرحمہ پیشواے اہل سنت کی مسلم الثبوت
ہین اور بالاتفاق عمدۂ محققین راسخون فی العلم سے ہین بلفظہا و عبارتہ لکھی جاتی ہی

یعنی پاویگا تواے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب سے نزدیک تر محبت مین ساتھ

مسلمانونکے وہ لوگ جو کہتے ہین ہم نصاری ہین یہ اسواسطے کہ انمین عالم ہین اور

درویش تارک دنیا ہین اور یہ کہ وہ تکبر اور غرور نہین کرتے لئے آخرہ اسکے سواے
جزو ۲۷ سورہ حدید رکوع ۱۹ مین بلفظ رحمت اور رافت اور رہبانیت کے
اللہ تعالے امت عیسی علیہ السلام کی تعریف کرتا ہی جسکی عبارت یہ ہے کہ +
وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَۃً وَّرَحْمَۃً ط وَرَهْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا
کَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ نقل ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث

دہلوی کی + اور پیچھے اور انبیاے سابق کے بھیجا ہمنے عیسے مریم کا بیٹا اور

اسکو دی ہمنے انجیل اور رکھی بیچ دلون تابعین اسکے نرمی اور مہربانی اور

ایک بات یعنی دنیا کا چھوڑنا انھون نے نئی نکالی ہمنے انپر نہ لکھی تھی مگر واسطے

چاہنے رضامندی اللہ کے انھون نے آپ اوپر ترک دنیا اور ترک لذت دنیا کیا

کرلیا، الی آخرہ فقط اب مؤلف کتاب کا بسبب منصفین ملاحظہ کنندگان کی خدمت
مین التماس کرتا ہے کہ اس صراحت سے بقید لفظ نصاری اور بقید لفظ مودۃ کے
مخصوص ساتھ مومنوں کی آیہ اول مین اور بقید نام حضرت عیسی مع نسبت حضرت مریم
علیہما السلام اور تخصیص نزول انجیل اور بقید صفات اور رحمت اور رہبانیت کے جو
اُس ارحم الراحمین نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتی ہین یہ سب
صفتین خاص سوائے انھین قوم نصاری اور حکام وقت کے کہان صادق آتی ہین
اس آیات محکمات صاف صاف مین تحریف الفاظ اور تاویل معانی کی گنجائش کہان ہے
الحاصل کہ اس صفت خاص رحمت اور رافت اور مودت کو اللہ تعالی نے مکرر اپنے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اور اسکے مقابل مین قوم یہود کا ذکر بلفظ اَشَدُّ
النَّاسِ عَدَاوَۃً فرمایا اور بچشم ظاہر ایسا ہی دیکھا جاتا ہے پس ان معاملات
صریح مین جو بچشم ظاہر سب دیکھتے ہین اسکو انکار ہو سکتا ہے چہ جا کہ آیات محکما محکم التنزیل
سے اسکی تصدیق ہوتی ہے اب ثمرہ اس رحمت اور عفو عند القدرت کا ملاحظہ
کرنا چاہیے کہ اُس حکیم مطلق نے تمام سب بندگان ہر قوم کو مغلوب کرکے
اسی صفت کو حاکم فرمایا کہ محض بہ نیت رفاہ اور آبادی اور پرورش رعایا کے
یہ مشقت اور سرزنش اور بندوبست اور انتظام اس ملک اودھ کی اپنے ذمہ ٹھہرایا
کی نہ واسطے نفع اپنی سرکار کے اسپر دلیل صریح ظاہر ہے کہ پندرہ لاکھ روپیہ
سالانہ فقط مصارف پنشن ذوی الحقوق مع اخراجات پیشکش لوازم سرکار
خاص شاہی گیشت اور واگذاشت نصف ملک کے علاوہ اس مقدار خطیر کا ملاحظہ کرنا
چاہیے اگر موافق عہد حضرت خلد مکان غازی الدین حیدر طاب اللہ ثراہ کے ڈیڑھ کروڑ سالانہ

جمع ملک اور آمدنی توفیرات سائر کی سمجھی جاوے چھپتر لاکھ بکیشت واگذاشت ٹھہرتی ہے اور جاگیرات اور معافیات سابقہ سے کچھ مزاحمت نہین اور اس انتظام اور بندوبست ملک مین جو اخراجات سرکار پر پڑتے ہین اسکے علاوہ ہین اور ان سب اخراجات ضروریہ تحصیل کے سوا یہ اخراجات کثیرہ فیض عام نعمت شاملہ دوجہانی جاودانی تعلیم علوم وہنر کی علی العموم علاوہ ہے پس ایسے اخراجات کثیرہ فیض عام مین صورت پس انداز سرکار کی کون ہوسکتی ہے پس یہ سب اہتمام اور مصارف خطیر زیادہ آمدنی ملک سے اپنے خزانہ خاص سے محض واسطے رفاہ عام اور پرورش خلائق کے صریح ظاہر ہے

اب اصل سخن صورت ترجیح نسوان کو ملاحظہ کرنا چاہیے

کہ بہت فیض عام خیرات اور عطیات اور انعامات اور معافیات اور مراعات مالی مین بقدر کوشش اور سعی تمام یہ قوم رحمت عام شریک ہوسکتی ہے مگر سب عطایا زر اور واگذاشت اور معافیات کثیرہ تمامتر اسی سرکار اور اسی خزانہ شاہی نسا سے مجرا اور محسوب ہے اسکے سوا یہ صفت خاص رحمت عام عفو عندالقدرت اور کظم غیظ یعنی غصہ کھانا اور جان بخشی ایسے مجرمون واجب القصاص کی بعد اسقدر تسلط کامل کے یہ ہرگز مردون ستم رسیدہ جفاکشیدہ مدعیان قصاص سے نسبت ایسے ظالمون محسن کش کے بعد قدرت و اختیار کے ہرگز ممکن نہ تھا یہ ظہور رحمت اور عفو عندالقدرت اور حلم اور کظم غیظ اسی ذات خاص پردہ نشین سے اس ارحم الراحمین نے ظاہر کیا جیسا کہ تمام عالم مین ظاہر اور نمایان ہے پس اس صفت خاص مین ترجیح و تخصیص نسا کو ملاحظہ کرنا چاہیے اسی صفت خاص کظم غیظ کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے اسی قول خدا پر ختم کلام ہے ترجمہ اسکا معروف عام ہے فقط آیہ کریمہ کا لکھ دینا

مناسب مقام ہو والسلام ختم الکلام ۔ اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ
عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

عہ کھاجانے والے غصہ کے اور معاف کرنیوالے آدمیون سے اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالون کو ۱۲

باب پہلا بیچ بیان معنی لفظ عورت کے اور طریق پردہ داری اور نگہبانی عورتون کے

معلوم کرنا چاہیے کہ معنی لفظ عورت کے پوشیدہ ہین اسکی ہندی چھپانا اور عربی مخفی ہے اور مستور ہے اسی نظر سے عورتون کو مستورات کہتے ہین مگر یہ سب لفظین فارسی اور ہندی اور عربی عام ہین جو چیز یا جو بات کہ چھپی ہو اسکو مخفی یا پوشیدہ یا چھپا کہہ سکتے ہین مگر لفظ عورت کی خاص ہے واسطے اُن مقامون کے جو انسان کے بدن مین لائق چھپانے کے ہین اور اسی مقام کی لفظ واسطے ستر کے بھی مخصوص ہے مثلاً کسی چیز کا چھپانا اگر منظور ہو تو یہ کہینگے کہ اس چیز کو مخفی یا پوشیدہ کردیا چھپاؤ یہ نہ کہینگے کہ اسکو عورت کرو کسواسطے کہ لفظ ستر عورت کی خاص واسطے بدن چھپانے کے مستعمل ہے پس ستر عورت کا مرد کے واسطے بھی معین ہے اور زن کے واسطے بھی مقرر ہے مردون کے واسطے کمر سے زانو تک اور عورتون کے واسطے گردن سے پانون تک کتاب مین لکھا ہے اسی کو ستر عورت کہتے ہین ان مقامون معین سے جو جگہ کھل جائے اسکو کشف عورت کہتے ہین جو کہ عورتون مین مقدار بدن کی بہ نسبت مردون کے زیادہ چھپانے کا حکم ہے اس سبب سے انکا لقب عورات اور مستورات ٹھہر گیا پس یہی وجہ تسمیہ اور معنی عورت کی ظاہر ہین اور یہی معنی مفہوم معنی آیہ پردہ سے بھی ظاہر پائے جاتے ہین وہ بھی مخصوص اسواسطے عورتون مومنہ کے ہے نہ علی العموم جسکا مفہوم

حاصل معنے یہ ہین + پارہ ۱۸ سورۂ نور رکوع ۱۰ - یعنی کہدے اے نبی خاص
عورتون مومنہ سے کہ نیچی رکھین اپنی آنکھین اور نگاہین اور حفاظت کرین
اپنے ستر کی اور نہ دکھاوین سنگھار اور زینت اپنی مگر جو کھلی چیزین ہین جیسے
ہاتھ پانوٗن اور ڈال لیوین اپنے سر سے اوڑھنی جیب گریبان تک جسکو ہندوستان
مین گھونگھٹ کہتے ہین اور عرب مین نقاب یا برقعہ سمجھنا چاہیے اور نہ ظاہر کرین اپنا
سنگھار مگر اپنے شوہرون کے آگے یا اپنے باپ کے آگے یا شوہر کے باپ کے آگے یا اپنے بیٹے
یا خاوند کے بیٹے یا اپنے حقیقی بھائیون بھتیجون بھانجون یا اپنے ابناے جنس عورتون
یا اپنے زر خریدون یا کمیرے جیسے معمار مزدور یا باورچی یا کہار وغیرہ کالانعام جو مثل
پروہن کے سواے باربرداری اور مزدوری کے کچھ نہین جانتے یا لڑکے نابالغ
اور نہ مارین پانوٗن کو زمین پر اسطرح پر کہ آواز جھنکار زیور پانوٗن کی نکلے کہ
لوگ جان جاوین اُس زینت کو جسکا چھپانا چاہیے پس اس مفہوم معنی سے
ستر عورت کا یعنی بدن کا چھپانا لباس اور کپڑے سے اور اشخاص نامحرم سے
پایا جاتا ہی نہ گھرون مین قید اور بند کرنا اور ایسا ہی دستور ہی زنان عرب کا متعارف
تھا کہ برقعہ یا نقاب چہرہ پر ڈال کر اپنے ابناے جنس اور ہمسایگان قرب مکان مین
آمد و شد رکھتی تھین وہان یہ ڈولی پردہ کہان تھا اور یہی رسم ہندوستان
خصوصاً زنان ہنود مین اب تک جاری ہے مگر گھرون مین رہنا واسطے وقعت
اور اعتبار اور آبرو کے ہے نہ شرط پردہ داری کی بقول صائب ؎

آبرو خواہی اگر از خانہ بیرون برمیا	آنچہ گل را در چمن آب است در بازار نیست

پس صورت لباس پردہ داری کی وہی ہے جو مفہوم معنی آیۂ قرآنی سے صراحت

ع یعنی نہین جانتے ہین ستر عورتون کا

تمام ثابت ہوا اور گھروں میں رہنے کا حکم زنان خاص کو واسطے مزید عزت و اعتبار کے ہے یہ عورتوں پر کیا موقوف ہے سوائے مردمان عوام بازاری کے یا ضرورت تجارت خرید فروخت یا اہل حرفہ دوکاندار بازاری کے خواص مردوں کو کب بیفائدہ کوچہ بازار میں پھرنا مناسب ہے سوائے اسکے جب آیہ پردہ قرآن میں بصراحت تمام لفظ تابعین غَیرِ اُولِی الاِربَۃِ مِنَ الرِّجَالِ کے داخل ہے اسکے مفہوم معنی یہ ہیں کہ کام خدمت کی مرد لوگ جو کچھ غرض سوائے کام خدمت کی نہیں رکھتے پس اسمیں سب لوگ خدمت کی آگئے پھر چھپنا مردوں سے کہاں پایا گیا لہذا اس پردے سے مراد گھر میں قید و بند کرنا نہ پایا گیا پس موافق مفہوم معنی اس آیہ پردے کے بڑا پردہ عورت کا لباس ہے اور لباس بڑا عورت کا مرد ہے اور مرد کا لباس عورت ہے جیسا کہ بصراحت تمام اللہ تعالی فرماتا ہے کہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ یعنی عورتیں لباس ہیں واسطے تمہارے اور تم لباس ہو واسطے عورتونکے پس مردوں سے پردہ عورتوں کا سمجھنا چاہیے اسی نظر سے زن شوہردار کو محصنہ کہتے ہیں اور کلام اللہ میں بھی اسی معنوں سے وارد ہے کہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ یعنی عورتیں شوہردار حصن ماد سے بمعنی قلعہ کے ہے اور محصنات بصیغہ مفعول مونث جمع محصنہ تانیث ہے یعنی عورتیں قلعہ محکم میں بیٹھی ہوئیں ہیں پس عورتوں شوہردار کو اس قلعہ کی بیٹھنے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ عورتیں مکانونکے اندر بطور قیدیوں کے بند رہیں کیونکہ اسطرح بند رہنے میں انکا حفظ اور نگہبانی کہاں ہو سکتی ہے بلکہ اُڑتی ہی شکار کھیلنے کے واسطے ہو جاتی ہے اسکے سوا یہ بھی عقلاً ظاہر ہے اور اصل طبیعت انسان کی بالطبع اسیطرح کی پیدا ہوئی ہے کہ جس بات سے انسان کو منع کیا جاے

اور جس چیز سے روک اور پرہیز کا حکم ہو بے اختیار اُسی بات اور اُسی چیز کو
آدمی کا جی چاہتا ہے خصوصاً عورت کا جی بے انتہا ممنوعات کا حریص ہوا کرتا ہے
کہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ اور ابتداے بنا اس طبیعت کی حضرت حوا سے
ظاہر ہے کہ گیہوں شجرۂ ممنوعہ سے کھانے مین ابتدا حضرت حوا سے ہوئی پس
جب ایسی طبیعت بشرت تمام قید اور بندی کی گئی اور باہر نکلنے کو منع کی گئی بے اختیار
اُسکا جی باہر نکلنے کو بلکہ بھاگ جانے کو چاہے گا بقول سعدی علیہ الرحمہ کہ ؎
نکورو تاب مستوری ندارد ۔ چو در بندی ز روزن سر برآرد ۔ کسواسطے کہ قیدی
ہمیشہ بھاگنے اور نکلنے پر مستعد اور خواہان رہتا ہے اور اگر قید کا نام نہو تو برسون
ایک مکان مین بلا قید بخوشی رہتا ہے اگر نکالو بھی تو نہین نکلتا ہے پس اسطرح کی قید
و بند مین یہ ظاہر عقلاً یہ قباحتین صریح ظاہر ہین اور نقلاً بھی مفہوم معنی آیۂ پردہ سے
یا لفظ محصنہ سے اسطرح کی قید و بند محبوسانہ پائی نہین جاتی ہے اور امتحاناً بھی
اسطرح کی قید و بند کے ثمرات اکثر جگہ ظاہر ہین کہ غایت بے پردگی سے اُنکا لقب
بلفظ خانگی ہو گیا ہے پس اسطرح کی بجبر قید و بند کرنا از روے عقل ظاہر کے بھی جبر
صریح اور حریص کرنا اوپر ممنوعات کے اور سبب آوارگی کا ہو جاتا ہے اگر بجبر و تحکم
اور قید شدید گھر سے نہ نکلنے دیا مگر یہ ممکن نہین کہ بسبب اس قدر شدت قید و بندی
کے اُسکا جی ہمیشہ باہر نکلنے کا متعلق نہ رہتا ہو اور اللہ کو ہمیشہ نظر اوپر نیات قلوب کے
ہوا کرتی ہے نہ حال ظاہر پر کہ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ
الخ اور اگر ظاہر کروگے تم جو کچھ کہ بیچ نفوس یعنی بیچ دلون تمھارے کے ہے یا چھپاؤگے
حساب کریگا اللہ تمسے فقط چنانچہ حال حضرت سفیان ثوری مین لکھا ہے کہ مکاشفہ مین

انکو معلوم ہوا کہ عورتون خانہ نشین پردہ وارون کو بہ زبردستی پکڑ پکڑ کر دوزخ
مین لیے جاتے ہین اور عورتون بے پردہ بیرونی کو بہشت مین لیے جاتے ہین یہ حال
دیکھکر سفیان ثوری بہت متعجب ہوکر اپنے مرشد سے متحیرانہ کہنے لگے کہ میری مکاشفہ مین
کبھی غلطی نہین ہوئی یہ کیسا حال برخلاف نظر آیا انکے مرشد نے کہا کہ حال برخلاف نہین یا
مگر تمھاری سمجھ برخلاف ہی یعنی جو عورتین کہ بجبر و تحکم تمام قید و بند مین ہین انکا دل ہمیشہ حریص
ممنوعات ہوکر باہر نکلنے کا خواہان رہتا ہی کہ اگر نکل جاتی ہین ور اللہ دلونکو دیکھتا ہی
برخلاف انکے جو بے پردہ بلا قید ہین انکا جی گھرومین لگا رہتا ہی کہ اگر گھرونمین پڑ جاتی ہین یا
اور شوہر کر لیتی ہین اور اللہ کو نظر دلونکی طرف ہوا کرتی ہی نہ ظاہر پر کہ اللہ لا ینظر الی صورکم
ونیاتکم یعنی اللہ دیکھتا ہی طرف دلون اور نیتون تمھاری کے پس ہر چند یہ فقط حکایت ہی
مگر معاینہ ظاہرا اور عقل کے بھی بہت قریب تر ہی اور نقلا بھی اسطرح کی قید و بند شدید
شرط پردہ داری کی نہین جیسا کہ پیشتر مرقوم ہو چکا ہی یہ بھی تخصیص واسطے ازواج
نبی اور عورتون خاص مومنین کے اسطرح پر کہ اپنی چادرون کو اپنے منھ پر ڈال
لیوین جسکو ہندی مین گھونگھٹ کہتے ہین اسکی عبارت پارہ ۲۲ رکوع ۸ سورہ
احزاب مین ان الفاظ سے ہی یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء
المومنین یدنین علیہن من جلابیبہن پس بڑی پردہ داری اور قلعہ بند کرنا
عورتون کا یہ ہی کہ بے شوہر زن جوان نہ رہنے پاوے جب شوہر دار ہوئی محصنہ قلعہ بند
ہوگئی اب اسکو عقلا بھی دیکھنا چاہیے کہ سب مرد لوگ نوکری پیشہ یا تجارت پیشہ یا کاشتکار
وغیرہ شب و روز بہ تلاش معاش جا بجا بیرونجات مین متفرق اور عورتین انکی بعذر
پردہ داری تنہا اپنے اپنے گھرونکی آڑ مین اس صورت مین حفظ او نگہبانی انکی کیا رہی

چہ جا کہ سالہا سال مرد لوگ سفر دور و دراز تجارت اور نوکری وغیرہ مین برسون باہر رہے اور عورتونکو بسبب بے مقدوری کے اور دشواری پردہ داری سے ہمراہ نہ رکھ سکے اِس صورت مین دونون کی تکلیفین اور آوارگیان ناگزیر ہوجاتی ہین اکثر مرد لوگ جو سفر دور و دراز مین کچھ مقدور بہم پہونچاتے ہین اور عورت کر لیتے ہین یا ہر گونہ تکلیفین اُٹھاتے ہین یا فسق و فجور مین مبتلا ہو جاتے ہین یہان اُس مقیدہ خانہ نشین کی مٹی ہر طرح سے خراب ہوتی اور خلاف احتیاط اور جانب آئے اسکی ظاہر پس اگر یہ عرف قید و بند خلاف عقل و کتاب کو ترک کرکے شوہرنکی ہمراہ رہین تو دونون طرف کا حصن اور پردہ داری اور رفع تکالیف طرفین موافق عقل و کتاب کی اور رفع ان سب قباحتون کا بخوبی تمام عقلاً اور نقلاً صحیح تر ہے کہ مرد لباس اور پردہ عورت کا اور عورت مرد کا لباس اور پردہ بحکم خدا ہے جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا اور لباس اور پردہ جب بدن سے دور اور جدا ہوا پھر اُس سے کب بدن پوشی اور پردہ پوشی ہو سکتی ہے اور در صورت یکجا ہونے کے پردہ داری اور نگہبانی یکدگر کی بخوبی تمام متصور ہے پس ایک صورت پردہ داری اور نگہبانی اور رفع تکالیف اور صورت آسائش طرفین اور صورت رفع ہر گونہ قباحتونکی عقلاً اور نقلاً یہ ہے اور دوسری صورت مفید اور بکار آمد دینی اور دنیوی عقلاً اور نقلاً نکاح و عقد اور تعلیم علم و ہنر باب دوم اور سوم مین مذکور ہوتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ باب دوسرا بیچ بیان مصلحتون اور خوبیون ایک نکاح اور آفتون اور قباحتون نکاح زیادہ کے عقلاً اور نقلاً + اب معلوم کرنا چاہیے کہ ابتدائے خلقت عورت کی اور ابتدائے نکاح اور زوجیت کی حضرت حوا علیہا السلام سے ہے اگر حضرت آدم کو اللہ نے بہشت

خاک سے بنایا اور اُس قالب مین اپنی روح کو پھونکا اور فرشتون کو حکم سجدہ کا کیا
تو حضرت حوا کو اُنکے دل و جان سے اور گوشت پوست سے بنایا کہ دل پہلوے چپ
مین سے آئی پہلوے چپ سے عورت کو پیدا کیا جیسا کہ فرماتا ہے ابتداے سورۂ نسار
جزو ۴ رکوع ۱۲ مین کہ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا یعنی پیدا
کیا تمکو نفس واحد سے اور پیدا کیا اُس ایک نفس سے جوڑا اُسکا پس جوڑا جبھی ہوتا ہے
جب ایک سے دوسرا ملے اسی کو عربی مین زوج کہتے ہین اور فارسی مین جفت اور
ہندی مین جوڑا لہذا کلام اللہ مین بھی لفظ زوج کی وارد ہے اُسکو اللہ نے نفس آدم
سے پیدا کیا پس مفہوم معنی نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ اور مسجودی فرشتون مین بھی عورت کا
شریک غالب ہونا پایا گیا اور اِس عورت کو بلفظ زوج اللہ نے فرمایا پس زوج
ہونا اُسی حالت مین ثابت ہوگا جب ایک ہی عورت اور ایک ہی مرد ہو جب طرفین
مین ایک سے زیادہ بڑھا پھر جوڑا کہان رہا پس اسی طرح کا عمل درآمد ابتداے
پیدائش زن و مرد سے بہ حکم خدا اور فعل خدا ثابت اور ظاہر ہے اور اسی طرح
ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کا جوڑا سب فرزندان آدم کا ہمیشہ سے نسلاً بعد نسل
چلا آیا ہے اِسمین جو کچھ بلا ارادہ بحسب اقتضاے وقت موافق اجازت زوجہ اول کے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو واسطے زیادتی ہوگئی اُسکا فتور اور قباحت اور رضا جوئی زوجہ
اولی کی بحکم خدا بیشتر مقدمہ کتاب مین بیچ حکایت حضرت سارا اور حضرت ہاجرہ کے
بیان ہو چکا ہے پس ایسی زیادتی حجت نہین ہو سکتی اور مفہوم معنی آیۃ قرآنی سے بھی
یہی ثابت ہوتا ہے کہ سب مخلوقات عالم کو اللہ تعالی نے جوڑے سے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا
سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ

اِسلئے حاصل معنی ظاہر ہین کہ پاک ہے اللہ ایسا اللہ کہ پیدا کیا زوج زوج
سبکو وہ چیزین روئیدگی جو زمین سے پیدا ہوتی ہین اور ذاتون آدمی سے اور
اُس چیزون سے کہ نہین جانتے ہین آدمی اُس سے ثابت ہے کہ سب روئیدگی زمین
اور پیدائش سب حیوان اور انسان اور فلزات اور معدنیات کی جوڑے سے ہوتی ہے
پس یہ جوڑا ایک ہی نر و مادہ سے سب جگہ بقدر حال ہین ہے جب ایک سے زیادہ بڑھا جوڑا
نہ رہا جو کہ اس مخلوقات مین انسان ہر طرح کی فضیلت اور ترجیح بسبب عقل کے
رکھتا ہے جیسا کہ مقدمہ کتاب مین مجمل بیان ہو چکا ہے پس بڑے حیف اور تعجب کا
مقام ہے کہ باوجود عقل و تمیز کے انسان کو اِس مصلحت حکمت الٰہی پر اور دستور العمل
قدیم پر نظر نہو یہ تعین ایک جوڑے کا فقط ایک نر و مادہ سے سب مخلوقات مین اور
ایک زن و مرد سے سب انسانون مین ابتدائے خلقت حضرت حوا سے ثابت ہے
اور ہر فریق اور ہر دین و مذہب مین بھی جاری اور دستور العمل قدیم متعارف ہے اور
سبب پیدائش فقط ایک ہی عورت کی پہلو سے جیسے حضرت آدم سے اور اولاد
آدم سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ ازل سے قرارداد حکمت الٰہی فقط ایک ہی زن و مرد مین ہے
اور اس انحصار ایک ہی زن کی خوبیان اور مصلحتیں اور آسائش اور آرام زن و مرد کے
بظاہر عقلاً دنیا مین بھی ظاہر ہین اسی نظر سے موافق دستور قدیم اور مصلحت الٰہی کے
ازل سے ہر فریق اور ہر دین و آئین مین ایک ہی عورت و مرد کا جوڑا ہمیشہ سے
چلا آتا ہے خصوصاً قوم ہنود مین کہ انکے دین و مذہب کی ابتدا لاکھون برس پیشتر قبل
خلقت آدم کے نشان دیتے ہین اُنکی کتابون سے بھی ایک ہی عورت ایک مرد سے
جوڑا ہونا مسلم معلوم ہوتا ہے جیسے فقط گورا پاربتی مہادیو کی زوجہ اور سیتا رام

کی زوجہ اسکے بعد زمانہ کلجگ مین اگرچہ سری کرشن کی حکایات اختلاط کی اکثر
عورات کے ساتھہ سنی جاتی ہین مگر زوجہ خاص جس سے جوڑا مراد ہی وہ فقط رادھکا
ایک ہی تھین پس شاہد آمد قدیم ہر بنی آدم اور پیدائش ہر مخلوقات چرند و پرند و رند
وغیرہ کی ایک ہی جوڑے نر و مادہ سی بحکمت الٰہی ازل سے ثابت ہی خاص سری کرشن
کی حکایت اور کیل جو سولہ ہزار گوپی اور گوالنون کے ساتھہ مشہور ہین وہ انھین کی
ذات خاص کے ساتھہ خاص تھین اور کوئی ہندو واسطے زیادتی نسوان کے حجت نہین
کرتا ہی انکی حکایت مجمل کتاب بھاگوت اور مہابھارت مین اسطرح سنی گئی کہ انرودھ
نامے پوتے سری کرشن کو بیٹی ایک بادشاہ ظالم کی جسکو انکی زبان مین اچھپا
کہتے ہین عاشق ہوکر لے بھاگی تھی جب سری کرشن نے جاکر اُس اچھپ ظالم کو مع تمام
فوج شکست فاحش دی اور قتل کیا تو اُس ظالم نے سولہ ہزار لڑکیان وغیرہ بجبر
تمام اپنے قبضے مین لاکر قید کر رکھی تھین جب سری کرشن نے اون سبکو قید سے رہا
کرکے اجازت اپنے اپنے گھر جانے کی دی تب اُن سبنے بالاتفاق کہا کہ ہم اب کہان
جاوین اور ہمارا وارث کہان کہ ظالم نے سبکو قتل کیا ہمارا وارث کون ہی ہم تمھاری
لونڈی ہوکر رہینگے تب کرشن جی نے اپنے زور کرامات سی سب کو اپنی زوجیت مین لیا
اور سبکے پاس ہر شب برابر جاتے تھے اور ہر ایک کے دس دس لڑکے ہوئے اور
سب لڑکے آپس مین لڑکر ایک دن قتل ہوگئے پس اس قسم کی خرق عادت سمجھنا
چاہیے درحقیقت اصل زوجہ وہی رادھکا تھین پس یہ معاملہ خاص واسطے کثرت
ازواج کے کوئی ہندو سند نہین پکڑ سکتا ہی اب گفتگو ایک فریق خاص دین اسلام
کی رہی کہ چار نکاح تک جواز لکھتے ہین اس نکتہ کو اندکے بگوش دل سماعت کرنا چاہیے

کہ بنا اس جواز کی یہ آیۂ قرآنی ہو کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ
وَرُبٰعَ الخ اسکے ظاہر معنی لفظی تو ظاہر ہین کہ نکاح کرو تم جسقدر کہ خوش معلوم ہو تمکو
عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار فقط پس اسی مفہوم معنی سے شارع نے
چار نکاح پر انحصار فرمایا ہو اب بیان یہ خیال نہ چاہیے کہ معاذ اللہ شارع کے حکم پر لیف
جرح کرتا ہو بلکہ اہل انصاف معنی فہم سے انصاف طلب ہو کہ کلام اللہ مین بہت آیات
محکمات اور بہت متشابہات ہین محکمات سو وہ آیات مراد ہین جسمین صاف صاف پکا
پکا حکم ہو کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو یہ حلال ہو اور یہ حرام ہو ایسے احکام محکمات مین کچھ مقام
کلام اور گنجایش تاویل کی نہین ہو سکتی ہے جیسے خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صاف
صاف حکم واسطے امتحان کے ہوا کہ اپنی پسر کو قربانی کرو ایسے خواب محتاج تعبیر کے نہین ہوتے
کہ صاف صاف ہو اور ایک خواب تعبیر طلب ہوتی ہین جیسے ریان بن ولید پادشاہ مصر نے
خواب دیکھا تھا کہ گاو لاغر گاو فربہ کو کھاتی ہین اور بالیان خشک بالیون
تر و زیادہ کو کھائے جاتی ہین جسکی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے سات برس کی
ارزانی اور سات برس کی قحط سالی بیان کی تھی پس اسیطرح سے جو آیات محکمات
صاف صاف ہین انمین تاویل کی حاجت نہین مثل خواب ابراہیم علیہ السلام کے
کہ تعبیر کا محتاج نہین اور جو آیات متشابہات ہین انمین تاویل ضرور ہو مثل خواب بادشاہ مصر کے
کہ تعبیر طلب تھا پس ایسی آیات متشابہات کی تاویل سوائے خدا کے نہین جانتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ
خود فرماتا ہو هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڱ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی اللہ وہی ہو جسنے اُتاری اُوپر تیرے کتاب اُسمین آیتین پکّی ہین سو جڑ ہے کتاب کی اور دوسری کئی طرف ملتی ہین پس جنکے دل پھرے ہوے ہین وہ لگتی ہین اُنکی ڈھب کی تلاش کرتے ہین گمراہی اور تلاش کرتے ہین اُنکی کل بٹھانے اور اُنکی کل نہین جانتا ہو کوئی سواے اللہ کے فقط یہ بلفظہ نقل ترجمہ اُردو شاہ عبد القادر علیہ الرحمہ کی ہے پس اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ یہ آیہ نکاح کی اگر محکمات سے تصور کیجاوے پس محکمات کی یہ شان ہو کہ صاف صاف حکم ہوتا بلفظ الی الاربعۃ کہ نکاح کرو تم چار تک ایسے حکم صاف مین کچھ مقام تاویل کا نہین ہوسکتا تھا جب اسطرح پر فرمایا کہ چار چار اور تین تین اور دو دو تو اسمین تاویل اسکی کی بھی ہوسکتی ہے جیسے اکبر بادشاہ کے وقت مین کسی خوشامد گوے کی تھی یعنی دو دو چار اور تین تین چھ اور چار چار آٹھ یہ سب ملاکر اٹھارہ ہوتے ہین اور ایک تاویل یہ ہوسکتی ہین جیسا کہ متعارف ہو پس ان دونون تاویلون مین خلاف شد آمد قدیم اور دستور جمہور ازلی اور مایہ ہزاران قباحت اور آفات ظاہر دنیوی کا ظاہر ہو کہ اسکی شرح آیندہ انشاء اللہ بیان کیجاویگی پس جس صورت مین ایسی تاویل پر مدار ٹھہرا پس عقل کا حکم یہ ہوسکتا ہو کہ ایسی تاویل کیجاوے کہ خلاف جمہور اور خلاف دستور حکمت عالم الٰہی کے نہو اور جانب فتور ظاہر دنیوی اور جبر صریح بھی نہو پس یہ تاویل اسیطرح پر ہوسکتی ہو کہ جیسا کلام اللہ مین آیا ہو کہ دو دو یا تین تین یا چار چار اس سے یہ بات نہین نکلتی ہو کہ زوجہ اول کے جیتے جی یا بدون قطع زوجہ اول کے دوسرا نکاح کرو اسمین بلکہ یہ بھی مضمون نکل سکتا ہو کہ زوجہ اول کے مرجانے کے یا قطع ہوجانے کے بعد دوسرا نکاح اُسکے مرنے کے بعد تیسرا اُسکے بعد چوتھا اسی امر سے موافق حکم شارع کے بھی درست ہوسکتا ہو کہ تمام فسادات

اور آفت دنیوی یا خلاف دستور ازلی تو جمع کرنے چار عورتون مین تصور ہی جب
ایک کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح کیا پھر وہ قباحت دینی اور دنیوی کہان باقی ہی
اب اسپر غالب تر تائید نکاح واحد کی اسی آیہ کلام اللہ مین ملاحظہ ہو کہ ان چار
نکاح مین عدالت بھی شرط کی ہی پس یہ عدالت معجزہ نبوی کا ہی زنہار کار بشر نہین جسکی
تخصیص از روے آیہ قرآنی آیندہ انشاء اللہ عنقریب بیان ہوتی ہی اور عدالت
کے معنی یہ ہین کہ آپس مین سب چارون عورتین برابر موافقت اور محبت سے بسر کرین
اور زوجہ اول بخوشی اجازت بھی دیوے اور بعد نکاح ثانی کے الفت اور محبت سے
بسر کرین سو یہ بہت محال ہے جیسا کہ حکایت حضرت ابراہیم علیہ السلام مین مذکور
ہو چکا ہی پس جب یہ عدالت اور الفت باہمدگر ممکن نہ ہوئی وہ شرط غالب جو کلام اللہ
مین ہی کہان باقی رہی جب شرط باقی نہ رہی مشروط کب ہو سکتا ہی پس اسی مقام مین
اللہ فرماتا ہی کہ اگر ڈر ہو تمکو کہ عدالت نہ کر سکو تم پس ایک ہی عورت پر اکتفا کرو فقط عبارت
اس آیہ کی یہ ہی فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً پس آخر کار مفہوم معنی آیہ قرآنی
سے بھی ایک ہی نکاح پر انحصار پایا گیا اس صورت مین تاویل معنی آیہ نکاح مین اسی
جانب کی لحاظ مقدم ہوئی کہ خلاف جمہور اور خلاف دستور حکمت ازلی اور باعث فتور اور
قباحات دنیوی بھی نہو اور مناقض حکم شرع کا بھی نہو کیا عجب ہی کہ شارع کی بھی یہی
مراد ہو کہ ایک کے مرنے اور قطع ہونے کی بعد چار نکاح تک روا ہو سکتے ہین جو یہ کتاب
واسطے تعلیم اور فائدے پہونچانے تمام بندگان خدا ہر دین و مذہب ہر فریق کے
لکھی جاتی ہے پس مضمون یک طرفی خلاف عقل ظاہرا اور خلاف ہر فریق کے جو
صریح ظاہر صورت جبر اور ظلم اور باعث فتور اور تلخی زندگانی دنیا کا ہی اگر بیان اُسکی بھی ہو تو لکھا جاتا ہی

چہ جائکہ اُس ایک فریق واحد مین بھی بموافقت جمہور تاویل درست ظاہر ہی اب
باقی رہا وہ مضمون خاص کہ یہ تاویل نکاح واحد کی فعل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
خلاف ہوتی ہے اسمین بڑا فتور عظیم لازم آتا ہی لہذا اگر بہ رعایت فعل نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے اِس آیہ سی زیادہ ایک سی نکاح کرنا مراد لینا چاہیے فقط پس ایک
جواب اسکا یہ ہو سکتا ہی کہ اگر رعایت اور پیروی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی لحاظ
شارع کو ہوتی تو چار نکاح پر کیون انحصار کرتا نو نکاح کا حکم کرتا کہ پوری فعل نبی کی
ٹھیک پوری ہوتی اس چار نکاح مین تو رعایت سنت نبوی بھی نہ ہوئی پھر ناچار
سوائے اُسی تاویل اول نکاح واحد کی کیا چارہ ہو سکتا ہی پس اب اسمین یہ فتور
عظیم واقع ہوتا ہی کہ فعل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف جمہور اور خلاف دستور قدیم
اور خلاف حکمت ازلی الٰہی اور خلاف مفہوم معنی آیہ نکاح کے کہ شارع چار نکاح پر
انحصار کرتا ہی کیسا اسمین طرف ثانی جو منکر نبوت کا ہو بڑا الزام دے سکتا ہی
اور بات بہت دور پہونچتی ہے پس جو افتاد کلام کی اس مقام پر پہونچی یہ مضمون
دوسرا ہے خلاف سب تحریر بالا کے ہی یہان اگر سکوت کیا جاوے سب
الزام خلاف انصاف اپنی جانب قبول کرنا ہوتا ہی اور اگر کچھ لکھا جائے تو
حجت معقول عاقل پسند قرین انصاف کی چاہیے یا کوئی نص قطعی آیہ قرآنی
ایسی ہو کہ سند قوی لائق تمسک کی ہو پس ایک مضمون عقلی تو وہی ہے کہ
اس طرح کا عدل اور موافقت اور الفت بین الازواج سوائے معجزے نبوی کے
اور جگہ غیر ممکن ہی اسکے سوائے تمام سب عورتون دنیا مین خاص ازواج نبی کے
احکام جدا ہین جیسا خدا فرماتا ہی کہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ

مِنَ النِّسَآءِ یعنی اے عورتون نبی کی نہین ہو تم مانند کسی ایک
عورت کے یعنی اور سب عورتون سے جدا تمھارے احکام ہین اسکی شرح
احکام کی پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب رکوع ۱۹ مین واضح تر ہے پس
منجملہ انھین سب احکام جداگانہ کے ایک یہ حکم خاص ظاہر ہی کہ اور تمام
عورتون دنیا کے واسطے حکم عام تاکید تمام ہے کہ بعد وفات یا طلاق شوہر کے
دوسرا نکاح ضرور تر کر لیوین اور ہرگز ہرگز بے شوہر نہ رہین بخلاف ازواج
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ انکا دوسرا نکاح ہرگز نہین درست ہوا اور قطعاً
ممانعت سب بندگان خدا مومنین کو ہو کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی نبی خوب تر ہی ساتھ مومنون کے انکی جانون سے
اور ازواج نبی کی مائین انکی ہین اور اسی پارہ ۲۲ اسی سورۃ احزاب
رکوع ۳ مین نص قطعی وارد ہو کہ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا
یعنی نہ نکاح کرو تم ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بعد اسکے ہمیشہ
پس جس حالت مین اللہ تعالی نے ازواج نبی کو سب احکام زنان عام سے
جدا مستثنی کیا اس راہ سے تعدد نکاح مین بھی جدا سب بندگان خدا سے
ایک حد خاص معین کر دی کہ وہ عدالت اور حسن معاشرت اور کسی بندہ خدا کو
ممکن نہ تھی آب اس حجت زبانی پر سند قوی اور نص قطعی درکار ہوئی اسجگہ
البتہ قلم رک گیا اور مولف کو مجال سخن باقی نہ رہی یہان تک کہ غایت
فیض سے تالیف کتاب کی ملتوی رہی کہ یکبارگی بیچ تاریخ ۳ شوال
۱۲۹۵ھ ہجری مطابق ۱۶ اجنوری ۱۸۷۸ء روز تعطیل یکشنبہ ہنگام تلاوت

کلام اللہ مین پارۃ ۲۲ سورۃ احزاب رکوع ۲ مین یہ مضمون نظر آیا کہ اللہ تعالیٰ نے
سب بندگان مومن سے جدا استثنا کر کے مخصوص اسواسطے ذات خاص نبی کے
بقید حد معین تعداد نکاح کی بصراحت تمام فرماتا ہی جسکے حاصل معنی یہ ہین کہ اے
نبی حلال کین ہین تجکو تیری عورتین جنکے مہر تو نے دیکا اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ
لگا دیوے تجکو اللہ اور تیرے چچا کی بیٹیان اور پھوپھیونکی بیٹیان اور تیرے ماموونکی
بیٹیان اور خالاؤن کی بیٹیان جنھون نے ہجرت کی اور وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور
جو کوئی عورت ہو مسلمان اگر اپنے تئین ہبہ کر دیوے یعنی بخش دیوے اپنی جان نبی کو
اگر نبی چاہے اُسکو نکاح مین لیوے پس خالص تیرا ہی جی کو یہ حکم ہے سوا سب مسلمانونکو
الآخر پس یہ سب نو عورتین ہوئین کہ بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نکاح مین
آئین حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ حضرت سودہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت زینبؓ حضرت ام حبیبہؓ
حضرت جویریہؓ حضرت صفیہؓ حضرت میمونہؓ انہین مین پہلی قریشی تھین یہ نو بیبیان
سوا حضرت خدیجہؓ کے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھین انہین کو
امہات المؤمنین کہتے ہین انکا نکاح دوسرا شکل اور سب تمام عورتون کی روا نہین
انھین نو عورتون پر اللہ نے انحصار کر کے آیندہ کو منع کیا اور یہ فرمایا کہ انکے سوا
اور کوئی عورت تجھپر حلال نہین اور نہ یہ تجکو روا ہی کہ انمین کسیکو ترک کر کے اور دوسری
عورت کی ساتھ نکاح کرے اگرچہ تو اُن عورتونکی صورتین دیکھ کر تعجب مین آکر فریفتہ ہو جاے
الی آخرہ پس یہ حکم خاص واسطے ذات خاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مستثنیٰ ہی بعد اس
نص قرآنی کے کسی بندہ مسلمان کو ذات خاص نبی مین بمقام کلام کا نہ رہا یہ سب نو
بیبیان بکمال رضا و طیب خاطر بصد تمنا و آرزو اپنا گھر بار ماں باپ عزیز اقربا

کنبہ قبیلہ مال و دولت چھوڑ کر فقر و فاقہ قبول کرکے ازواج نبی مین داخل ہونا اپنا
فخر سمجھین اسپر بھی اللہ تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ اے نبی کہدے اپنی ازواج سے
کہ اگر ارادہ رکھتی ہین زندگی دنیا اور زینت دنیا کا تو آؤ تم کو تمام مال و دولت دنیا سے
تمکو مالا مال کرکے بخوشی رخصت کرون بہت اچھی طرح سے اور اگر تم چاہتی ہو اللہ اور
اُسکے رسول کو اور گھر آخرت کو پس تحقیق کہ شمار کیا اور قرار دیا ہے اللہ نے واسطے
عورتون نیکو کار کے اجر بڑا پارہ ۲۱ رکوع ۲ سورۃ احزاب مین اس مضمون کو ان
الفاظ سے اللہ نے فرمایا ہے کہ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ
الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۔
وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ
لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا آخر اور سب ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
باوجود اجازت اور اختیار دینے خدا اور رسول کے کچھ کسی طرح کی دولت دنیا کو
جدائی نبی پر ہرگز اختیار نہ کیا اور بکمال خوشی اور تمنا فقر و فاقہ کو ساتھ زوجیت
نبی کے اختیار کیا پھر جبر اور ظلم کہان رہا بلکہ اُنکا جدا کر دینا کمال ظلم تھا یس یہ فعل
خاص نبی کا جو برعایت کمال رضا جوئی عورتونکی محض بحکم خدا تھا ہر شخص کے واسطے
حجت کب ہو سکتا ہے جبکہ خود خدا نے بتقییدِ تخصیص نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بلفظ
خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ بصراحت تمام غیر کی نفی کی ہو اور ازواج نبی کی
استثنا کی ہو باقی رہا وہ حکم عام جسمین چار نکاح تک جواز لکھا ہے اُسکی تاویل معنی
پیشتر مذکور ہو چکی ہے اُسکو سوا سیاق معنی اُسکے دیکھنا چاہیے کہ مشروط بشرط عدالت ہے
اور اگر عدالت نہو سکے تب ایک پر اکتفا ہے اُسکے سوا یہ حکم تعمیلی واجب العمل نہین جسکا

تارک گنہگار ہو بلکہ صورت جواز کی ہے کہ تمھاری خوشی مین آوے تو ایسا کرو اب سمجھو
اندکے تقاضاے نفسانی کو چھوڑکر عقل و انصاف کو بھی دخل دینا چاہیے اور آفات اور
قباحتون ظاہر کو بچشم تامل دیکھنا چاہیے **فصل** بیچ بیان خوبیون نکاح ایک اور قباحتون
نکاح زیادہ ایک سے از روے عقل ظاہر کے پس اب یہ سمجھنا چاہیے کہ جواز نکاح کا حکم
واجب العمل نہین بلکہ صورت جواز کی دو صورت عدالت کی تمھاری خوشی خاطر پر موقوف ہے
پس یہ خوشی خاطر عامیانہ اگر تقاضاے نفسانی اور شہوانی ہے یہ بالفعلی ہے اسکا اعتبار
کیا ہے آپ ضرور ہوا یہان عقل دور اندیش کو دخل دینا پس عقل و تامل سے ملاحظہ
درکار ہے کہ عورت کو اللہ نے فقط واسطے رفع حاجت نفسانی کے نہین پیدا کیا ہے کہ اسواسطے
بہشت مین حورین کیا کم تھین بلکہ واسطے تسکین خاطر اور دلچسپی اور راحت اور آسایش اور
آرام حضرت آدم کی بہشت مین حضرت حوا کو پیدا کیا اور یہی مضمون بطور بشارت کے
سب بندگان خدا کو علی العموم اللہ نے سنایا کہ پیدا کیا اللہ نے عورتون کو نفوس
یعنی جانون تمھاری سے ازواج تمھاری تاکہ تسکین پذیر ہو تم انکی صحبت سے اور گردانی
اللہ تعالی لنے درمیان تمھارے اور درمیان عورتون تمھاری کے مودت یعنی دوستی
اور رحمت فقط اسکی عبارت کلام اللہ مین ان لفظون سے وارد ہے کہ خلق
لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً یہ مضمون
ازلی اور پیدایشی موافق تصدیق قول خدا کے صحیح ظاہر ہے اب از روے عقل و
انصاف کی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ مرد کی راحت و آرام اور دلچسپی اور تسکین خاطر حقیقت
عورت سے ہے اور کسی سے نہین ہے اب بھی دو طور پر ہین ایک عورت غیر منکوحہ بازاری ہان
انس خاطر اور لذت عارضی فقط غرض نفسانی تک ہے اعتبار محض ہے کہ بعد حصول غرض کے نفرت رہ جاتی ہے

پس مفہوم معنی آیۂ قرآنی مرقومہ بالا سے یہ عورتین بازاری غیر منکوحہ عارضی مراد نہین ہوسکتین بلا عورت منکوحہ خاص اپنی مراد ہی جسکو جوڑ کہتے ہین کسواسطے کہ کلام اللہ مین لفظ ازواجاً کی ہو نہ نساءً اور زوجہ منکوحہ سے تسکین خاطر اور رحمت و آرام جب ہوتی ہے کہ عورت بھی مرد سے رضی اور خوش اور محبت دلی رکھتی ہو وگرنہ بلاے جان اور کاہش جان ہوجاتی ہے پس جس صورت مین ایک عورت کی ہوتے ہوے اور دوسری عورت کی بصورت صورتیں جو ہو فساد اور محبت دلی کب متصور ہو سوائے جبر شاق کے آسایش اپنی بھی تلخ ہوتی ہے ادھر عورت پر کمال ظلم او مصیبت اُدھر مرد کو کل و آرام نہین جسکے پاس جاتا ہے دوسرے پر ڈھکیلتی ہے مثل گل بازی نہ ادھر کا نہ اُدھر کا اس صورت مین دلسوزی اور محبت اور چاہ و پیار کی کون صورت بلکہ دعا تعویذ جادو زہر دینے مین کچھ اٹھا نہین رکھتین اور اگر کسی عورت نے شرافت نفس سے ضبط اور صبر بھی کیا تو شکی آہ غضب کرتی ہے کچھ نہ کچھ قہر الٰہی اور صدمہ تو ہی منکوحہ ثانیہ کی طرف سے اٹھاتا ہی اور بعض جگہ بلکہ اکثر جگہ یہ بھی بچشم خود دیکھا گیا کہ اگر منکوحہ اول نہایت پاک دامن صاحب عصمت ہی مگر جب مرد کا حال یہ دیکھا کہ باوجود پاکدامنی اور اطاعت کی منکوحہ ثانی کی طرف متوجہ ہی تو بقصد خود محض مرد کے جلانے اور رنج دینے کے واسطے علانیہ کھلا کھلی آوارگی اختیار کرتی ہے مرد اگر بنظر عدالت اور دلجوئی کے ہر طرح کی دولت اور خزانہ اور زیور منکوحہ اول کو بخشدے ہرگز اسکی رضا اور خوشنودی متصور نہین اور جو عورت کہ منکوحہ ثانی کے آنے سے رضی اور خوش رہے اور مرد سے بظاہر ناراض نہو تو یقینی سمجھنا چاہیے کہ بے شبہہ اسکو کسی اور مرد سے مخفی راہ و رسم فرد ہی بہرحال کچھ نہ کچھ فتور سے خالی ہونا ممکن نہین اور

منظمہ صریح تو کھلا کھلا ہی یہ سب آفتین فقط دوسرے نکاح مین صریح پیش نظر ہین اور
عقل بھی قبول کرتی ہووے بجات آدمی کہ حرص نفسانی سے بے سمجھے بوجھے چار نکاح
کر بیٹھے اسکی آفتونکی بیان کی حاجت نہین کہ عیان ہی اگر ہزار طرح کا عدل کرے لیکن
مال و خزانہ سے مالامال کردیوے چاہیے کہ آفات بے ناموسی سے خالی ہو یہ ہرگز
ممکن نہین ایسے ہی مقام مین یہ مضمون زیبا ہوسکتا ہی اَلسَّلَامَةُ فِي الْوَحْدَةِ
وَالْآفَاتُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ اور اللہ بھی آخرکار یہی فرماتا ہی وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَعْدِلُوْا
فَوَاحِدَةً اِسکی شرح و معنی بیشتر بیان ہو چکے ہین پس ع خود تو منصف باش ہرا
این نکو یا آن نکو اب یہان خوبیان اور فائدے نکاح واحد کو دیکھنا اور سمجھنا
نقلاً اور عقلاً اور صراحةً اور امتحاناً نقلاً اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی جو ابتدا خلقت
حضرت حوا سے مصلحتین اور حکمت الٰہی زوجہ واحدہ مین بیان کی گئی ہین اور صراحةً
اور امتحاناً بھی ایک نکاح کی خوبیان اور زیادہ کی قباحتین سب لوگ دیکھتے اور جانتے
ہین اور ہر ایک کو بقدر حال امتحان ہی اسکی شرح و بیان مین بہت حکایتین اور کتابین
لبریز ہین اگر کسی شخص خاص کی حکایت بچشم دیدہ جو بسبب نکاح یا زیادہ دو سے
آفتین اور بے ناموسیان گذری ہین بیان کیجاوین تو صریح غیبت اور پردہ دری ہی
لہذا ایک حکایت مضمون خیالی بیان کیجاتی ہے کہ اسیطرح ہر جگہ خرابیان نکاح کی
سمجھ لیجاوین حکایت ایک مرد محتاج شکستہ حال تنگ روزی نے چند بدمعاش
دزدی پیشہ کو دیکھا کہ بظاہر حال بہت خوش خرم فربہ توانا سفید پوش فراخ دست
ہین اور کچھ پیشہ اوقات گزاری کا بظاہر نہین رکھتے اُنسے مرد محتاج نے متعجب تمام
پوچھا کہ تم لوگ کیا پیشہ کرتے ہو جو اسطرح خوش حال بفراغت تمام بسر کرتے ہو کاش

وہ پیشہ ہمکو بھی سکھا دیتے جو ہم بھی اس محتاجی سے نجات پاتے انھون نے کہا کہ ہمارے
پیشہ مین جسقدر فائدے حصول مال و دولت کی بابت ہین اسیقدر فتین اور سختیان اور
تکلیفین بھی احتمال پذیر ہین مرد محتاج نے کہا اس محتاجی اور فلاکت سے زیادہ کون سختی اور
آفت ہوگی کہ ہر وقت نشتر غم بر جگر نقد ہے اور سختیان تمھارے پیشہ کی نسیہ ہین جنکو تم احتمالی
بتاتے ہو اس سے وہ فتین نسیہ احتمالی ہزار درجہ اس مصیبت نقد موجودہ سے بہتر اور اہون ہین
ہمکو بدل قبول ہارے بیان کرو کہ وہ کیا سختیان اور فتین ہین انھون نے کہا کہ اگر چوری مین
کہین مال مفت ہاتھ لگ گیا اور گرفتار نہوے تو سب طرح کا چین اور خوشوقتی ہے اور اگر
شاید پکڑے گئے تو ہر طرح کی مار اور قید باندھا مارنا لٹکانا بدن داغ دینا کاٹ لینی
بھیجدینا سب طرح کی آفتین اور سختیان ہین اس مرد محتاج نے کہا کہ وہ سب آفتین اتفاقی
اور احتمالی ہمکو قبول کہ نیش کے ساتھ نوش بھی نقد موجود ہے اور نیش نسیہ احتمالی ہے بخلاف
محتاجی کے کہ سوائے نیش ہر دم نقد کے نوش کی امید موہوم نسیہ بھی نہین آخرکار
یہ سب سختیان احتمالی قبول کرکے شریک چورون کا ہو کر کسی مالدار سوداگر کا گھر نیم شب
ہملہ اور چورون کے پھاندا اتفاقاً اس سوداگر کی دو جوروان تھین دونون سے
وعدہ شب باشی کا کیا کرتا تھا یہ سب چور جو پشت مکان سے چھت پر پہونچے اور لب بام سے
صحن خانہ کی طرف جھانکنے لگے تو عجب تماشا دیکھا کہ ایک جورو مع اپنی ماما کنیز و دیگر
اہالی کے زینے سے مرد کے موے سر پکڑ کر اوپر چھت کی کھینچ رہی ہے کہ وہ جورو بالاخانہ
رہتی تھی اور اسیطرح دوسری جورو جو نیچے کے درجہ مین رہتی تھی مع چند کنیز و دیگر اہالی
دونون ٹانگین پکڑے ہوے اپنی طرف نیچے کو کھینچتی ہے اور منھ سے کیا کچھ شنا مہا سے
سخت دونون جوروان کہہ رہی ہین اور یہ سوداگر درمیان مین معلق لٹکا ہوا دونون طرف

۵۵۸۴

ہاتھ جوڑ جوڑ کر عذر معذرت منت خوشامد کر رہا ہے اور کوئی جورو نہیں سنتی اور نہ چھوڑتی ہے
سب چور چوری بھول کر تماشائے عجیب دیکھنے لگے جو کہ سب بیدار پہلے سے تھے چوروں کی
آہٹ پا کر شور و غل اور بیداری ہر طرف ہو گئی وہ چور بازاری کار جو کہنہ مشق تھے جو کچھ
بالائی پا پائے دیکھ بھاگ نکلے یہ بیچارہ محتاج نو آموز گرفتار ہو گیا اور اُس دار و گیر میں اُس
سوداگر بیچارہ کو نجات ہو گئی چوروں کا ممنون غائبانہ ہوا دوسرے روز جو چور نو گرفتار کا چالان
ہو کر بمقابلہ صاحب خانہ محکمہ فوجداری میں وبکاری ہوئی یہ نو گرفتار کسی شدت اور عذاب مارنے
لٹکانے باندھنے قید کرنے داغ دینے سے نہیں ڈرتا اور اپنے ہمراہیوں کا پتا نشان کچھ نہیں بتلاتا تھا
اور جو تعزیر اُسکے واسطے قرار دیجاتی ہے بخوشی تمام کہتا ہے کہ یہ بدی ہوئی ہے قبول اور منظور ہے
تب سب اہل محکمہ متحیر ہوے کہ بدی ہوئی کیسی یہ کیا کہتا ہے آپ یہ سوداگر صاحب خانہ مغز
سخن کو کچھ سمجھا اور کہنے لگا کہ اگر یہ اسباب نہ دے اور اپنے شریکوں کا پتا نہ بتاوے تو
اسکو ذبکاح کر دیجیے یہ سُنتے ہوے وہ نو گرفتار کانپ گیا اور نہایت خوف میں آ کر کہنے لگا
کہ اگر اس تعزیر ذبکاح سے معاف کیا جاؤں تو سب حال مفصل سچ سچ کہہ سناؤں کہ
یہ نہیں شرط بدی تھی آخر کار جب اُسکا اس تعزیر سے اطمینان کر دیا گیا تب سب حال مذکورہ
اُسنے کہہ سنایا اور صاحب خانہ نے بھی تصدیق کی اور بعوض نجات پانے دونوں کے
دعوی اسباب دزدی سے بھی ہاتھ اُٹھا کر بھر پائی لکھدی اور بدستور بلائے دو زن
میں جا پھنسا کہ اس گرفتاری سے نجات کب ہو سکتی ہے فقط پس یہ حکایت ہر چند
خیالی دماغ سے اُتاری ہے مگر قیاس عقلی اسکو بخوبی قبول کرتا ہے کہ ہزار چند اس سے زیادہ تر
حکایات و معاملات وقوعی مشہور عام ہیں اب اسپر بھی ترقی زیادہ تر ملاحظہ ہو کہ اسطرح کے
حکایات اور معاملات اور کردار زنان صالحہ پاک دامن کے ہوتے ہیں جنکو اپنے

شوہر سے محبت ہوتی ہے اور اپنے شوہر کا جدا رہنا اور غیر کا پاس جانا پسند نہیں کرتی
ہیں و کچھ بدچلن اور غیر مرد سے سروکار نہیں رکھتی ہیں وہان یہ خرابیان ہین کہ مردونکی
زندگی تلخ ہے بقول شاعر فارسی گوکے کہ ؎ این کار زنان رہت بازست +
کردار زنان بد درازست + اسواسطے کہ عشق اور محبت کب پسند کرتی ہو کہ ہمارا محبوب
اور معشوق دوسرے کی آغوش مین ہو پس جب محبت زن و مرد مین ہوتی وہان دو نکاح
مین یہ آفتین ہین جسکا نمونہ حکایت مذکورہ مین مذکور ہوا واسطے اُس مقام سے جہان
محبت کچھ نہین اور چار چار نکاح کرلیے ہین وہان کی خرابیات او بیے ناموسیان اور
بے پردگیان اور قصے اور قضائے نالشین دیوانی فوجداری دعوے مہر جہیز وغیرہ
محتاج بیان نہین ہیں قطع نظر خلاف حکمت ازلی الٰہی اور خلاف رسم سب نبیون اور
مذہبونکی ازروے عقل ظاہر کے یہ سب آفتین جمع کرنے دو نکاح مین کھلی کھلی ہین اسکے
مقابلے مین جہان ایک منکوحہ ہو وہان یہ سب خرابیان خوبیون سے بدل جاتی
ہین جسقدر وہان آفتین ہین اُس سے زیادہ یہان سب طرح کی راحتین اور آسایش
و آرام محبت اور الفت بالضرور ہی اور ہر طرح تسکین خاطر دونون طرف کی ہے
جیساکہ خدا نے فرمایا ہو لِتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا اسکا نباہ تمام عمر نبہ جاتا ہو بقول
سعدی علیہ الرحمہ کے کہ ؎ زن نیک خوش سیرت و پارسا + کند مرد درویش را
پادشا + خود ظاہر ہے کہ مادر پدر بیٹا بیٹی بہن بھائی سب دنیا کی زندگی مین
جدا ہوکر اپنے اپنے جوڑے سے مل جاتے ہین اور جوڑا دونون مرگ کے
ہرگز نہین جدا ہوتا ہے بلکہ بعد مرگ کے بھی عالم برزخ اور عالم ارواح مین
درصورت محبت ہمدگر آپس مین مل جانا لکھا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہٗ

یعنی آدمی ساتھ اسکے ہوگا کہ محبت رکھتا تھا اس سے اور یہ بھی آیا ہو کما تعیشون
تموتون کما تموتون تحشرون یعنی دنیا میں جیسا عیش کرتے ہیں اسی
حالت میں مرینگے اور جس حالت میں مرینگے اسی حالت میں حشر کیے جاوینگے اور
بقدر محبت اور الفت دنیوی زن و مرد کے بہشت میں اسیطرح موافقت اور یکجائی
یقینی ہے پس اگر ایک سے زیادہ منکوحہ دنیا میں ہووین یہان محبت محال اور
وہان یکجائی اور ساتھ ہونا محال کہ ساتھ ہونا بشرط محبت کے ہی جب محبت نہیں پھر
ساتھ کہان اور اگر بالفرض بہشت میں بھی چار منکوحہ کا ساتھ ہونا فرض کیا جاوے
تو وہی کاہش جان جو دنیا میں تھی بہشت میں بھی موجود ہی پھر بہشت کہان ہی
دوزخ سے بدتر ہو گئی بقول سعدی علیہ الرحمہ کہ ع

زن بد در سرائے مرد نکو	همدرین عالم است دوزخ او
زینهار از قرین بد زنهار	وقنا ربنا عذاب النار

پس عقلاً و نقلاً و امتحاناً ایک زوجہ منکوحہ میں یہ سب محبت و الفت و موافقت
متصور ہے اور یہی مایہ آسائش در بناہ کا ہوتا ہی جسکو محاورہ ہند میں جنم سنگھاتی
کہتے ہیں قطع نظر آدمی کے کہ عقل رکھتا ہی جانورون درند پرند میں لحاظ کیا جاوے
ایکہی نر و مادہ کا جوڑا ہوتا ہی عجب ہی انسان عاقل سے کہ باوجود دیکھنے ہر طرحکی
قباحتین اور آفتین نکاح زیادہ کے اور فوائد نکاح واحد کے ایک جڑیلکے برابر
بھی عقل نہ رکھتا ہو پس بمفاد معنی آیہ قرآنی کے یہ حکم حکمی نہیں بلکہ بقید ما طاب
لکم کے ہی یعنی اگر تمھاری خوشی میں آوے پھر در صورت یقینی ہونے آفتون مذکورہ
بالا کے احمق کی بھی خوشی زیادہ نکاحون میں نہیں ہو سکتی چہ جا کہ عاقل کی فائدہ

پس اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر ایک سے زیادہ نکاح باوجود موجود ہونے سنکوحہ کے سند آیۂ قرآنی سے ہو اسکا یہ حال ہے کہ حکمی نہین بلکہ مشروط بہ شرط عدالت ہی اور عدالت خود محال ہے اور اگر بنظر حکم شارع کے ہو پس شارع کا بھی حکم اس آیہ کی سند سے حکمی نہین بلکہ شرطی ہے اور وہ موقوف تمھاری خوشی پر ہو اور اگر ازراہ مصلحت عقلی کے ہو پس عقل و امتحانات اور نظائر آفات اور قباحات کے خود ظاہر ہین اور ہر شخص سمجھتا ہو اور دیکھتا ہو اور اگر واسطے آسائش اور راحت کے ہے اسکا بھی حال ظاہر ہو اور مذکور بھی ہو چکا ہے کہ راحت کے بدلے آفت اور مصیبت ہے اور آسائش کے بدلے کاہش جان ہے پس شرعاً اور عرفاً اور عقلاً اور نقلاً اور امتحاناً کسی راہ سے درست اور بہتر نہین پایا جاتا

باب تیسرا بیچ بیان فوائد تعلیم علم و ہنر کے عورتون کو

اب اول یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ نے آدمی کو محض بسبب عقل کے سب حیوانات پر ترجیح اور غلبہ اور تسلط بخشا ہو تقاضا عقل کا یہ ہو کہ ہر چیز اور مخلوقات کی ہین غور اور تامل کرے جس چیز کو جس کام کے واسطے اللہ نے پیدا کیا ہو اسی کام مین اسکو صرف کرنا چاہیے پس عورتونکی اصل خلقت اور طبیعت کو دیکھنا چاہیے کہ نہایت نرم دل رقیق القلب سریع القبول و سریع الترک ہوتی ہین اور اعضاے ظاہری بھی بہ نسبت مردون کے بہت نرم اور نازک اللہ نے پیدا کیے ہین اور مردون کے دل بھی بہ نسبت عورتونکے سخت اور اعضا بھی قوی وہ نرم دلی عورتونکی آخرکار رحمت اور دردسی سے بدل ہو جاتی ہو اور سخت دلی مردونکی استقلال و استقامت اور شجاعت اور دلیری سے بدل جاتی ہے یہ عین مصلحت

حکمت الٰہی کی ہے پس بہ رعایت اسی طبیعت کی عورتون کے واسطے وہ کام علم و ہنر
اور صنائع دستی مناسب تر ہوے کہ بے مشقت اعضا بآسانی تمام سیکھ لیا کرین
اور مردون سے کارہاے سخت محنت سفر تجارت کاشتکاری ہل چلانا جوتنا بونا عمارت
بنانا نوکری چاکری جدال قتال وغیرہ کہ حضرت آدم جب بہشت سے دنیا مین آئے
تو قصص الانبیا مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل دو بیل اور سامان جوتنے بونے
ہل چلانے کے لائے اور آدم کو طریق کاشتکاری کا سکھایا اور حوا کو نہ سکھایا
جب آخر کار غلہ اناج پیدا ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ تصرف کا کیا اسیوقت
ممانعت ہوئی کہ پہلے حضرت حوا کا حق جدا کرو بعد اسکے تصرف کرنے پاؤگے
اسی سبب سے عورتون کا حق مہر مردون پر واجب تر مقدم ہوا سب محنت مشقت اور
اور کمائی کرنا مردون سے تعلق ہوا اور کھانا پینا اور لباس پہننا اور کارہاے
خانہ داری اور تعلیم پذیری اُن علوم و ہنر کی جسکو اُنکے اعضاے نرم اور طبائع
نرم عورتونکی اُٹھا سکیں عورتون کے واسطے قرار پائے جیسے صنائع دستی کاہوز
اور زردوزی اور باریک کاری وغیرہ کہ اسکی تفصیل دراز ہے از انجملہ عمدہ ترین سب
ہنرون اور فنون مین مفید دین و دنیا موافق قبول کرنے طبیعتون عورتونکی
علم نوشت و خواند ہے کہ اس تعلیم کے واسطے احکام متواتر تاکید قرآن و
حدیث مین وارد ہین اور درصورت نہ تعلیم کرنے کے وعید عذاب آتش
دوزخ کا ہے اسکی شرح اور تفصیل دراز ہے چونکہ احکام قرآن و حدیث کے
فقط ایک فریق اہل اسلام کے واسطے حجت ہو سکتے ہین لہذا اکثر احکام
قرآن و حدیث اور دلائل عقلی اور نقلی کتاب مفید النسوان مین

لکھ دیے ہین اب بیان بلا تعصب مذہبی مثل فیض عام رحمت شاملہ الٰہی نفع عام
واسطے ہر دین اور ہر ملت و مذہب ہر فریق کے منشائے سرکار عالم پرور ہے کہ
مصرع یکسان ہمہ جاست تاب خورشید منیر + اس صورت مین جس دین کی کتب
دینیات سے سند اور حجت لکھی گئی وہ مضمون اُسی دین و مذہب کے واسطے خاص ہو جاویگا
فائدہ فیض عام کا نبخشے گا اور منشاے سرکار رحمت عام کے خلاف اور مشقت تالیف کی
رائگان ہو گی لہذا ایسے مقام مین دلائل عقلی پیش یا جو کسی دین و مذہب کے خلاف
نہون کیا لکھ ہین کہ ایک ہی دین خاص کے احکام دینی یکطرفی لکھکر فائدہ نفع
عام نعمت شاملہ الٰہی سے محرومی کی جاوے اور دلائل عقلی حجت معقول ہین سب
بندگان خدا ہر فریق کے شریک برابر ہین لہذا وجہ اور مصلحت ترجیحی
اس منشاے رحمت عام سرکار کی دلائل عقلی سے موجہ بیان کرنا مقدم
ہوا پس معلوم کرنا چاہیے کہ سب احکام اور سلاطین فرمان فرماے دنیا اپنے
بقدر حال نمونہ فرمان فرماے الٰہی ہوا کرتے ہین اسیواسطے اللہ تعالی نے حضرت
آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ فرمایا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً پس
خلافت کی شرط یہ ہے کہ سب احکام امر و نہی کے موافق عدل و انصاف کی ہر بندہ سے
برابر معاملہ کرے اور سب بندونکو برابر سمجھے اور نفع عام رحمت شاملہ عامہ مین بندگان
خدا کو شریک مساوی رکھے اس مقام مین فرق مومن و کافر اور فریق مذاہب مختلف
کی کہان باقی رہتی ہے کہ سب بندگان ہر فرق کی مقام عدل و انصاف مین
برابر ہین پس اسیطرح سب بندگان خدا ہر فریق سے معاملہ برابر رکھنا شان جلالت
الٰہی کا ہے کہ اللہ کی [illegible]

مختلف ہوں مگر سب آخر کار اُسی طرف منتہی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ خود فرماتا ہے
کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی جسطرف جھکو تم پس اُسی طرف منھ اللہ کا ہے
اور صاحبدلوں کا بھی ایسا ہی قول ہے کہ ؎ توئی مقصود گر مشغول غیرم
توئی معبود گر مسجود دیرم ✦ اور مقام توحید میں غیر کا وجود کہاں ثابت ہے
بقول مولف ؎ بہر جا بنگری غیر از خدا نیست ✦ ولیکن دیدہ ادراک وانیست
یکے جویا کہ یار من کجا ہست ✦ یکے گویا کہ یار من کجا نیست ✦ پس حکام اور
سلاطین روزگار جب خلیفہ اُسی واحد لاشریک کے ٹھہرے اُنکو بھی حسب
تقاضاے شان خلافت کی اُسی واحد لاشریک کی پیروی کی رعایت سے
سب بندگان خدا کو برابر سمجھنا چاہیے جیسا کہ اُسکا حبیب فرماتا ہے صلے اللہ
علیہ وسلم کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی خلق کرو تم موافق اخلاق خدا کے
جیسا کہ خدا مقام انصاف اور حقوق عباد میں سب بندوں کو برابر سمجھتا ہے اسطرح
تمکو بھی سمجھنا چاہیے پس یہ سمجھ اور یہ معاملہ داری سب سلاطین فرمانفرما کو
جو اولی الامر ہیں رعایاے فرمانبردار سے ضرور تر واجب ہوئی کہ تقاضاے شان
خلافت کا ہے اس صورت میں ایسے ہی فرمان فرمایان اولی الامر کی اطاعت بھی
سب رعایاے فرمانبردار پر بعد طاعت خدا و رسول کے بحکم خدا واجب ہے کہ
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی اطاعت کرو تم خدا کی
اور اطاعت کرو تم فرستادہ خدا کی اور صاحب حکم کی جو تم سے ہو پس اب
اصل مطلب کی طرف لحاظ کرنا چاہیے کہ شان خلافت الٰہی
اور عدل و انصاف کی یہی ہے کہ بلا تعصب مذہبی و بلا نفسانیت

سب بندگان خدا کے ہر فریق کو مقام عدل و انصاف مین برابر سمجھنا چاہیے اور
کسی کے دین و مذہب سے تعرض نہ کرنا چاہیے کہ یہ کام انبیاے مرسل کا ہے نہ کام
سلاطین کا پس یہ مضمون بچشم انصاف ملاحظہ کرنا چاہیے کہ حکام وقت و شہنشاہ
ملک عصر مین بیان واقعی پایا جاتا ہے یا نہین اگر پایا جاتا ہے پھر اولی الامر سمجھنے مین
کیا کلام رہا جب اولی الامر سمجھنا مسلم ہوا پھر وجوب طاعت مین بحکم خدا کیا کلام
ہو سکتا ہے اور اگر اسمین کسیکو شبہہ ہے یا تحریر بے غرضانہ مولف کی محمول دیگر اغراض کی
کے ہے اس صورت مین نص قطعی اور کلام الٰہی مین کیا کلام ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
صاف صاف بصراحت تمام آخر پارہ ٦ سورہ مائدہ رکوع ۱۴ مین اپنے حبیب سے
فرماتا ہے کہ اے محمد پاویگا تو قریب تر مودت مین ساتھ مومنون کے ان لوگون کو جو
اپنے تئین نصاریٰ کہتے ہین الی آخر الآیۃ بعد اسکے قریب نصف صفحہ کلام اللہ ابتداے
پارہ ۷ مین کس کس طرح تعریف قسیسین و رہبانون نصاریٰ کی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے جسکی شرح موافق ترجمہ اردو محقق ترین مسلمانون کے پیشتر اسی کتاب مین بیچ
صفحہ ۳۲ سطر ۷ سے آخر صفحہ تک مرقوم ہے اور پھر پارہ ۲۷ سورہ حدید رکوع
۱۹ مین اللہ فرماتا ہے کہ گردانی ہمنے بیچ دلون پیروان عیسیٰ علیہ السلام کے رحمت اور
رہبانیت اور رحمت الی آخرہ اسکی بھی شرح معنی صفحہ مذکورہ مین مذکور ہے پس یہ ایک سند
قرآنی تو فقط ہمارے ابناے جنس اہل اسلام کے واسطے ہے اور باقی ہر فریق کے واسطے
معاینہ چشم ظاہر مقدمہ کتاب مین بصراحت تمام مرقوم ہے پس منشاے خلافت اور رعایا
اولوالامری کا یہی ہے کہ موافق فیض عام الٰہی کے بدون تخصیص دین و مذہب نفع عام
ملحوظ خاطر ہو اس صورت مین تخصیص احکام کسی دین و مذہب مین و صورت فیض عام

شان اولوالامری کی نہین باقی رہتی ہے اور تعصب مذہبی سے خالی نہین یہ خلاف
شان خلافت اور عدالت کی ہے لہذا دلائل عقلی بیچ فضائل اور فوائد تعلیم علم و
ہنر کے بیان کرنا اولی تر معلوم ہوا نعم الاتفاق کہ یہ تعلیم نوشت خواند کی کسی
فریق اور کسی دین و مذہب کی خلاف نہین فقط بعض ہمارے ابنائے جنس شرفائے
پردہ نشین اہل قصبات اور عمدگان عزز شہریات جو بسبب وجوہ اور موانع بجائے خلاف
احتیاط اور خلاف پردہ داری کے سمجھتے تھے بخصوص ایسے لوگون کے واسطے کتاب
مفید النسوان موافق احکام دین اسلام کے برعایت رواج پردہ نشینی اور قطع عذرات
موانع تعلیم کے بدلائل عقلی اور نقلی لکھنا ضرور تھا کہ وہ لوگ مانع تعلیم نسوان کے بمزید
احتیاط کے تھے کیونکہ علاج واسطے مریض کے چاہیے نہ صحیح المزاج کو بخلاف اور سب
زنان عام غیر پردہ نشین کے جہان عذر پردہ نشینی مانع تعلیم کا نہین وہان
کون حاجت ترغیب اور تشویش کی ہے علم کے فضائل اور فوائد دینی و دنیوی
کون نہین جانتا ہے اندر کے التفات سرکار کافی ہے مگر زنان لاعلم اور نابلد کو
فوائد ظاہر نمایان دینی اور دنیوی سے جو موافق عقل کے ظاہر ترین ہین
آگاہ کرنا البتہ ضرور ہے فائدہ اول عاقل کو اصل فعل اور حکمت الٰہی
مین فکر و تامل کرنا چاہیے کہ اصل خلقت عورت کو گوشت پوست اور خون
دل و جان آدم سے نرم دل اور نازک اعضا پیدا کیا اور مرد کو یعنی حضرت
آدم کو مٹی گیلی سے بنایا کہ وہ بعد خشک ہونے کے سخت اور متحجر ہو جاتی ہے
پس اسی رعایت سے سب کارہائے نازک اور نرم اور صنعتین باریک کاریان جو
بیٹھے بے مشقت شاقہ ہو سکتی ہون عورت کے واسطے مناسب تر ہونا عقل قبول کرتی ہے

اسکے مقابلہ مین کارہاے سخت مثل آہنگری زرگری ورودگری کشتکاری وغیرہ مردونکے واسطے اللہ تعالی نے خاص فرمائے اور حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت داود علیہم السلام کو تعلیم فرمائے جسکی خبر کلام اللہ مین بصراحت تمام ہی اور تشریح مجمل بیان ہوچکا ہی پس وہ صنعتیں دستی نازک اور باریک لائق تعلیم عورتون کے اکثر کار سوزن اور تار کاتنا اور سینا پرونا زردوزی بنت گوکھرو وغیرہ ہی کہ ایسے کامون مین طبعتین عورتونکی اسقدر مناسب تر پائی جاتی ہین کہ بدون تعلیم کے محض زور طبیعت سی کیسے کیسے کام تارکشی اور تارشماری کے تاج مین بناتی ہین کہ محتاج بیان نہین سرتاج عالمیان ہو پس لحاظ کیا جاوے کہ ایسی طبیعتون کو جو ایسی صنعتین تعلیم کیجاوین کسقدر فائدے بخشیں اور ترقیان ہون اور حکمت بالغہ الہی کے موافق ہو اور وہ جو بسبب بیکاری اور تنہا خانہ نشینی کے یا بسبب بیہنری اور محتاجی کے خیالات فاسدہ انکے دلون مین جگہ پکڑکے باعث ہزار گونہ آوارگی اور بدنامی کے ہوا کرتے تھے وہ سب حسن مشغولی اور فوائد دنیوی اور کسب حلال سے بدلا ہوکر مایہ رفاہ دنیا اور فلاح عقبے کا مقصود ہی فائدہ کہ اکثر مخصوص واسطے زنان بیوہ ہند ممالک مغربی وشمالی کے زیبا اور مفید تر ہی اب یہ سمجھنا چاہیے کہ سب جان والے جانورون کے واسطے حاجت اور تقاضا غذا کا ضرور ہی اور ہر جنبش کرنے والے جانورون کے رزق کا ذمہ دار اللہ ہی جیسا کہ فرماتا ہی وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا یعنی نہین ہی کوئی جنبش کرنیوالا بیچ زمین کے مگر اوپر اللہ کے ہی رزق اسکا پس اس طرح وعدہ حتمی رزق کا کئی جگہ متواتر کلام اللہ مین وارد ہے اور ایک جگہ بقید قسم کے ہی کہ تفصیل

اسکی رسالہ مفتاح الرزق مین بشرح و بسط تمام لکھی گئی ہے پس اس رزق معلوم نے
اس عالم اسباب دنیا مین ہر جانور اور ہر فرد بشر کے واسطے ایک حیلہ رزق کا بقدر
حال لگا دیا ہے اُن سب حیلون مین اکثر عورتون کے واسطے خاصتہً حیلہ رزق کا
باسباب ظاہر مردون کو قرار دیا ہی جیسا کہ حکایت تعلیم کاشتکاری جبرئیل کی حضرت
آدم کو بیشتر اِس کتاب مین مرقوم ہو چکی ہے کہ بدون جدا کر دینے حصہ حضرت حوّا کے
غلہ کاشتکاری مین حضرت آدم تصرف نہ کر سکے پس اس راہ سے عورتون کو محکوم اور
مطیع اور دست نگر اور محتاج ہونا مردون کا ضرور تر ہوا اس محتاجی اور تابعداری
مین ہر طرح کی تکلیفین اور قید و بند اور تحکمات مردون کے اُٹھانا پڑتا ہو اور کسیطرح
صورت آزادی کی نہین پس جس حالت مین رزق مقسوم کا ملنا عالم اسباب مین
کسی سبب اور حیلہ پر موقوف ہوا اور عورتون کا حیلہ رزق کا اس محتاجی اور تابعداری
کے ساتھ ٹھہرا خصوصاً اس ملک ہند مین کہ عورتین جوان بعد مرگ شوہرن کے
دوسرا نکاح نہین کرتی ہین پس اس صورت مین جب زنان بیوہ ہند کو کوئی علم و
ہنر اور حیلہ اور پیشہ واسطے حاصل کرتے رزق کے معلوم نہ ہوا اور نکاح کرنا گالی
سمجھین پس تم انکی خرابی اور آوارگی اور مصیبتون کو تصور کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ
کہانتک نوبت پہونچتی ہے تصور کیا بلکہ اِس ہندوستان مین بہتون کا حال
آنکھون سے دیکھ لیا جاوے پس شوہرون کی ہونے مین وہ محتاجی اور تابعداری
اور برداشت جور و جفا شوہرونکی اور نہونے مین یہ سب خرابیان صریح ظاہر ہین اسیر
بلاے بے درمان زنان جوان بیوہ کی واسطے نفس او شیطان ہی جب شوہر وسیلہ رزق کا نہ رہا
اور پیٹ کی تقاضے کو ناقص العقل کی مدد پہونچی اور آوارگی مین حصول رزق کا بہانی

تمام ساتھ لذت نفسانی کے جمع پایا پس اس حالت مین خرابی اور روسیاہی
دین و دنیا کو دیکھنا چاہیے کہ تصور سے روح کانپتی ہے پس اب یہان اندیکے عقل کو
کام فرمانا چاہیے کہ درصورت معلوم ہونے کسی علم و ہنر کے یا پیشے کے یہ سب خرابیان اور
آوارگیان اور محتاجیان خوبیون دین و دنیا سے بدل ہوجاتی ہین فائدہ اب یہ سمجھنا
چاہیے کہ کس قسم کے علوم اور ہنر عورتون کو سکھانا چاہیے کہ مفید ہون اور کون ضرر کرتا ہے پس
معلوم کرنا چاہیے کہ جن کامونکو مناسب عورتون کی طبیعت اور عضاے نرم اللہ تعالی نے
ازل سے پیدا کیے ہین اور بدون تعلیم کے کرنے لگتی ہین وہ اکثر دستکاریان کارسوزون
اور تارشماری سینے پرونے کاتنے کی قسم سے ظاہر اور معروف ہین بہت عورتین جانتی ہین اور
ایک دوسرے کو تعلیم کرسکتی ہین چہ جائیکہ سرکار فیض عام کو التفات اس طرف ہو
کہ دستکاریان صنعتون کار ولایت کی نصیب ہون پس اس قسم کی صنعتین دستی سیکھنا
البتہ رفع محتاجی غیر اور شکم پروری حلال کا سبب عالم اسباب مین حیلہ رزق کا بخوبی
تمام ہوسکتی ہین اور زندگی دنیا تک بکار آمد ہین اور قطع عذر آوارگی کا جو بعذر
شکم ناگزیر ہوگیا تھا نہ کرسکتی ہین بلکہ اگر زیادہ برکت اور ترقی کسی صنعت دستی کی
ہوگئی تو انکی شوہر خود انکو دست نگر اور محتاج ہوجاتے ہین کہ اسکو نظائر اندک استعداد
حرف شناسی مین خاص اسی دیار لکھنؤ مین بکثرت تمام دیکھی گئین کہ عورتین بان
خالاؤنین زوجہ دائی دوا آتو وغیرہ لوگون کی جو فقط قرآن کی تلاوت سے
اندک حرف شناس ہوگئی ہین یا کارسوزن کرنے لگین فوراً محلات وزرسلاطین دیار
لکھنؤ مین بہیج کر کوئی چیٹھی نویسی کوئی استانی جی کوئی مرثیہ خوانی کوئی کتاب خوانی
کوئی مصاحبۃ السلطان کوئی عمدۃ السلطان کوئی مقربۃ السلطان کوئی اشفاق السلطان

کوئی رحمت السلطان کوئی خواہر السلطان کوئی آتو جی کوئی اتا جی ہوگئی یا پیشتر
محتاج اور دست نگر اور تابعدار اپنے مردون اور وارثون کی تھین یا اندک ہنر کے
بدولت سب مرد لوگ انکو محکوم اور محتاج ہوگئے پس یہ سب فائدے اندک ہنر آموزی کے
عقل مین بھی آتے ہین اور بچشم ظاہر نظر بھی آتے ہین کہ محتاج شاہد اور گواہ کے نہین
پس اس قسم کے فوائد دنیوی اور حیلہ رزق حلال بے منت اور تجارت محتاجی اور
تابعداری غیر اور حصول آزادی بخوبی تمام ظاہر ہے اور عذر آوارگی کا جو بسبب
کمال تہیدستی اور بے ہنری اور تقاضائے تنگی کے فریب نفس و شیطان سے ناچاری
لاحق ہوجاتا ہے وہ بھی خود بخود قطع ہوتا جاتا ہے پس اس قسم کے فائدے دنیا اور حفظ
عصمت کو تو اندک ہنر دستکاری سیکھنے مین ہر صورت شوہر دار کو حاصل ہین چہ جائکہ
عورات بیوہ تارک النکاح ہندوستانی کہ انکو واسطے بمنزلہ فرض عین و جب تر سمجھنا چاہیے
کہ در صورت ترک ہنر آموزی کے گنہگار ہونے کا خوف ہے پس اس قسم کے فائدے ظاہر عقلی
ہر بندۂ خدا احمق بھی سمجھ سکتا ہے فقط اب اس سے بالاتر فوائد دینی اور دنیوی
ابدی لایزالی بدون مشقت دستی اور بے تکلیف اعضا اندک
تعلیم پذیری حرف شناسی اور نوشت و خواند مین ملاحظہ
کرنا چاہیے پس اب یہ سمجھنا چاہیے کہ سب فائدے ہنر آموزی اور
دستکاری وغیرہ جو تعلق اعضاے بدنی سے رکھتے ہین انکی بقا اور فائدے
فقط زندگی دنیا اور صحت اعضا تک ہین اور ہر صنعت دستکاری کی محتاج
آلات و اوزار کی ہے جب اسکے اوزار اور ہتھیار نہون یا ہاتھ انگلیان
تندرست نہون اگر ہزار صنعتین دستی جانتا ہو سب بیکار ہین بخلاف دولت

علم کے کہ ہمراہ روح کے موجود ہوا اور بعد تعلیم پذیری کے محتاج اوزار وغیرہ کی نہین ہوا اور
مرتبہ اسکا اللہ کے نزدیک اسقدر ہی کہ خود ہی اللہ معلم ہی کہ فرماتا ہے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی تعلیم کیا قلم سے اور تعلیم کیا انسان کو وہ کہ نہین جانتا
تھا انسان فقط اور اسکے سوا دو مرتبہ مکرر لفظ اقرأ کی وارد ہی اقرأ صیغہ امر کا ہی
یعنی حکم کرتا ہی کہ پڑھ اے انسان الی آخرہ۔ پس یہ تو حکم عام ہی زن و مرد کے
واسطے برابر ہے اسکے سوا خاص واسطے علم آموزی عورتون کے بصراحت تمام
احکام متواتر بصیغہ تانیث وارد ہین یہان تک کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب
کیمیاء سعادت مین لکھتے ہین کہ اگر مرد مانع ہونگے تو گنہگار ہونگے اس حالت
مین عورتون کو چاہیے کہ مردون کا کہنا نہ مانین اور تحصیل علم مین کوشش
کرین اسی نظر سے اللہ تعالی خاص مردونکے نام حکم تعلیم ازواج اہل خانہ کا بقید
وعید عذاب شدید آتش دوزخ کے کرتا ہی کہ اکثر آیات قرآنی بالفاظ مع ترجمہ
حاصل معنی اور عبارات کتاب کیمیاء سعادت کے کتاب مفید النسوان
مین لکھ دی ہین یہان بنظر طول کلام اور افہام عام کے مضامین دینی یکطرفی کا
لکھنا ضرور نہ معلوم ہوا امید خدا سے غالب تر ہی کہ کسی فریق اور کسی دین و مذہب عام
مین اس تعلیم علوم کی ممانعت نہو بلکہ حکم اور رواج ہر دین و مذہب مین بالاتفاق
ہو یہ فقط مرض بعض پردہ نشینان ہند مین تھے جسکے علاج کے واسطے خاصتہً کتاب
مفید النسوان پسند احکام دینی لکھنا ضرور ہوئی تھی غالب کہ یہ مرض خلاف
کتاب قید و بند اور ترک نکاح ثانی زنان جوان بیوہ کا اور کسی دین و ملت مین
نہ ہو فائدہ اب یہان یہ نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ زن شوہر دار کو محصنہ کہتے ہین محصنہ جو

حصاد سے ہی یہ صیغہ تانیث کا مفعول ہے اور حصن کہتے ہین قلعہ کو ہس اوسے
اسکے معنی لفظی یہ ٹھہرے کہ عورت قلعہ بند کی گئی اور اسکی جمع مونث مفعول محصنات ہی
جیسا کہ کلام اللہ مین ابتداے پارہ ۵ کے یہ لفظ ہی کہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ
اسکے معنی جمیع تفسیرون قرآن مین ملاحظہ ہون کہ عورتین شوہر دار مراد ہین یا عورتین
قیدی قلعہ بند پس اگر یہی معنی قید و بند کے مراد لیکر عورتین بے گناہ مثل قیدی کے
گھرون مین بند کی جاوین قطع نظر ظلم صریح کے خلاف معنی قرآن کے ہوتا ہی
اور سواے ظلم ناحق اور خلاف حکم الٰہی کے جو اصل قلعہ مقصود الٰہی ہی نہین
باقی رہتا یعنی جب شوہر سے جدا ہوکر چار دیوارون کی آڑ مین قلعہ بند ہوکر
تنہا پڑی رہین پھر یہان عقل کیا کہتی ہے اور تجربہ اکثر کیا ہی وہ قلعہ چار دیوار
خانہ سبب حفظ ناموس و پردہ داری کا ہوتا ہی یا شکار کھیلنے کی ٹٹی واسطے
آوارگی کے آڑ ہو جاتی ہے جسکے ہزارون نظائر کا لقب بلفظ خانگی ظاہر اور
نمایان ہی پس اس سے صاف پیدا ہی کہ عورت کی بڑی پردہ داری اور نگہبانی
اور قلعہ بندی شوہر کے ہمراہ رہنے سے ہی کہ وہی شوہر انکا قلعہ بند اور نگہبان اور
پردہ ہی اور پھر کسی طرح عورتین بھی مردونکا حصار اور نگہبان بدراہی لسبب
ہمراہ رہنے کے ہو سکتی ہین اور یہی مضمون معنی آیہ کلام اللہ مذکورہ بالا سے
پیدا ہی کہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ پس پردہ ستر عورت کا لباس سے ہی
نہ کی دیوارون سے اور یہی مضمون مفہوم معنی آیہ پردہ مذکورہ بالا سے پیدا ہی پس
اُس آیہ پردہ مین گھرون مین تنہا شوہرون سے جدا قید و بند کرنے کا حکم نہین
پایا جاتا ہان مگر وہ جو آیہ قرآنی پارہ ۴ سورہ نساء رکوع ۱۳ مین وارد ہی کہ

فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ یعنی پکڑ رکھو تم عورتون کو بیچ
گھرون کے یہان تک کہ وفات کرین اپنی موت سے پس اسکے ظاہر معنی ہین
قید وبند خانہ پر دلالت صریح کرتے ہین کہ کسی طرح تاویل کی بظاہر گنجایش نہین
پائی جاتی ہے لہذا یہان اندکے تامل درکار ہو کہ فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ کے
یہی معنی لفظی ہین کہ پکڑ رکھو تم عورتون کو بیچ گھرون کے اس سے تو یہ نہ پایا گیا کہ
مردون سے تنہا جدا چھوڑ دو تم عورتون کو بیچ گھرون کے جب پکڑ رکھنے کا اللہ تعالی نے
فرمایا اسصورت مین پکڑ رکھنے والا بھی وہی مرد ٹھہرا نہ شخص غیر پھر جدا تنہا گھرون مین نہ
چھوڑ دینا کہان پایا گیا اس صورت مین مفہوم معنی محصنہ کے اور هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ
وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ کے بخوبی درست ہو کر جمع بین القولین ہو گیا اسکی سوا بیوت
جمع ہے بیت کی اور بیت گھر کو کہتے ہین پس یہ لحاظ کرنا چاہیے کہ لفظ بیت کی کن
مقامون مین استعمال کیجاتی ہے اس لفظ سے کیا معنی مراد ہین پس وہ مراد معنی سب
اہل عرب عجم بیتوتت سے شب باشی مراد لیتے ہین بقول سعدی علیہ الرحمۃ کہ نہ شب را
بوستان با یکے از دوستان اتفاق مبیت افتاد یعنی اتفاق شب گزاری کا ہوا
پس یہ معنی مستعملہ متفق علیہ پر لحاظ کر کے مفہوم معنی آیہ کریمہ فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ پر
نگاہ کرنا چاہیے کہ عورتون کو سوائے اپنے گھرونکے اور خانہ غیر مین شب باش ہونا
کب روا ہے پس اسی مضمون کی آیہ قرآنی بھی تائید کرتی ہے اس مفہوم معنی سے
ہرگز عورتون کو شوہرون سے جدا کر کے گھرون مین تنہا قید بند کرنا پایا نہین جاتا
بلکہ لفظ مُحْصَنَةٌ اور لِبَاسٌ لَّهُنَّ اور لفظ بُیُوْت تینون آیتون سے
شوہرون کو ساتھ رکھنا اپنی عورتون کو مسلم پایا جاتا ہے اور یہی قرین عقل

اور احتیاط اور کمال پردہ داری اور حفظ و آسائش طرفین کا بھی بوثوقی ظاہر ہے

فائدہ آب اسپر ترقی سمجھنا چاہیے کہ احکام اور طریق پردہ داری سے کہ عقلاً اور نقلاً

اور حکماً از روے آیات قرآنی کے بخوبی معلوم ہوسے کہ کپڑے اور لباس سے ہر

اور لباس اُنکے شوہرون کو اللہ نے فرمایا ہے اُن احکام قرآنی مین کہین تنہا مردون سے

جدا قید و بند کرنا نہین پایا جاتا جیسا کہ توضیح تمام بیان ہو چکا ہان مگر مفہوم ظاہر

معنی دو آیتون سے البتہ جو سیاق کلام اور مقام پر نظر نہ کی جائے نا واقفونکو دھوکا

ہوتا ہے ایک وہی آیہ مرقومہ فَامۡسِكُوۡهُنَّ فِى الۡبُيُوۡتِ الی آخرہ اور دوسرا آیہ کریمہ

پارہ ۲۲ رکوع ۵ سورہ احزاب مین وَقَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ

تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى یعنی اے عورتون نبی کی قرار پکڑو اپنے گھرون مین

اور دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کے الی آخرہ پس

تاویلات معنی آیہ اول کے کچھ پیشتر بیان ہو چکے ہین کہ اس سے تنہا شوہرون سے

جدا گھرون مین قید و بند کرنا نہین پایا جاتا اب واضح تر سمجھنا چاہیے

کہ حکم گھرون مین پکڑ کر تا بمرگ قید و بند کرنے کا خاص اُن عورتونکو واسطے ہے

جنکی بد وضعی چار آدمیون کی گواہی چشم دیدہ سے ثابت ہو گئی ہو خاص اُنکو

واسطے تنبیہ کے تعزیراً یہ حکم ہے نہ کہ سب عورتون صالحہ کو بےقصور قید و بند مجبوسانہ

کہان پایا جاتا ہے پس تمام قرآن مین فقط لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوةَ پر عمل کرنا نہ چاہیے

بلکہ اسکے آگے لفظ وَاَنۡتُمۡ سُكٰرٰى کو بھی ملاحظہ کرنا چاہیے لہذا اس آیہ فَامۡسِكُوۡهُنَّ

قبل و بعد پر بھی لحاظ کرنا ضرور ہے پس یہ آیہ تمام و کمال اسطرح پر ہے پارہ ۴

رکوع ۳ سورہ نساء وَالّٰتِىۡ يَاۡتِيۡنَ الۡفَاحِشَةَ مِنۡ نِّسَآئِكُمۡ فَاسۡتَشۡهِدُوۡا

عَلَیۡهِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡكُمۡ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیۡلًا ۔ یعنی جو کوئی تمھاری عورتون مین برا کام کرے پس گواہ چشم دیدہ لاؤ انپر چار مرد اپنے پھر اگر وہ گواہی دیوین تب اُن عورتون کو پکڑ رکھو اپنے گھرون مین یہانتک کہ آجاوے موت انکو یا نکال دیوے انکی واسطے اللہ کوئی راہ فقط پس یہ حکم خاص ہی واسطے عورتون بدکار کے وہ بھی بشرط گواہی چار گواہون ہمقوم کے اور وہ دوسری آیۃ وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِكُنَّ الی آخرہ یہ خاص خطاب ہی طرف ازواج نبی کے کہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ الی آخرہ پس یہ حکم خاص سب عورتون عام کے قید بند کے واسطے سند نہین ہوسکتا ہان مگر یہ کہ عورتین صالحہ نیک بیبیان بحکم اسی آیۃ کے بنظر پیروی ازواج نبی اور حفظ الغیب کی خود اپنی خوشی سے اپنے گھرون سے باہر نکلنا یا اپنی آواز غیر مردون کو سنانا ہرگز روا نہین رکھتی ہین نہ یہ کہ جبراً اور بحکم اور زبردستی سے گھرونمین قید کیجاتی ہین جنکی صفت خود اللہ فرماتا ہی کہ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ الخ اور عورتون غیر صالحہ کو تو خاص حکم ہی کہ مجرم کو تعذیراً قید و بند کرنا ضرور ہوتا ہی فقط فائدہ اب اصل سخن کی طرف لحاظ کرنا چاہیے کہ عورتونکو فقط ہنر اور دستکاریان کارسوزن وغیرہ تعلیم کرنا محض رفع محتاجی اور پیٹ کی واسطے ٹھہرا اور قطع عذر آوارگی کہ حیلہ ناچارگی تقاضاے شکم کا نہ باقی رہے یہ درصورت عصمت فی الجملہ کے متصور ہی والا خود ظاہر ہی کہ یہ تقاضا آوارگی کا شکم سیری سے زیادہ ہوتا ہی پس دوا اس بلاے بد درمان کی تعلیم علم ادب اور اخلاق اور علوم دینی کی ہی اب اس علم نوشت و خواند کی فائدے دین و دنیا کی ملاحظہ ہون فائدہ ایک وہ صورت

مناسبت طبیعت کی جو اللہ نے اصل طبیعت عورتون مین ذہن و ذکاوت پیدا کی ہی اسکا
امتحان اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی کہ فقط ایک پارہ کلام اللہ جو بضرورت ادای نماز پڑھانا
ضرور ہوتا ہی فقط اسی حرف شناسی مین اکثر عورتین چٹھی نویسی اور مرثیہ خوانی اور کتاب
خوانی اور استانی ہو جاتی ہین پس اصل خلقت الٰہی کی تو ایسی امتحانات سے ظاہر ہی
اور احکام شدید واسطے تعلیم عورتون کے مردون کو بقید وعید عذاب آتش کے
کتاب مفید النسوان مین اکثر مرقوم ہین اور کچھ مجمل اس کتاب مین بھی بالا مرقوم
ہین اور فوائد دین و دنیا کی خود ظاہر ہین فائدہ سردست یہی ملاحظہ ہو کہ انسان
ناطق اور حیوان مطلق مین بظاہر یہی فرق ہی ظاہر ہی ورنہ کھانا اور سونا اور اعضای
قوی حیوانات بھی رکھتی ہین بلکہ بمدارج انسان سے قوی تر ہین پس انسان کا غلبہ اور
ترجیح اسی علم سے ہی ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ٭ ہر چند اس تعلیم مین مرد عورت
دونون شریک ہین مگر عورتونکی جانب غالب معلوم ہوتی ہی عقلاً اور نقلاً اور حکماً
نقلاً اور حکماً اسی کو سمجھنا چاہیے جو احکام دینی ہین اور عقلاً محتاج بیان کی نہین
قدر اور وقعت اور عزت اور اعتبار اور وقار اور وسیلہ بہتر کسب معاش اور رفع محتاجی اور
رفع دست نگری مردونکی محتاج بیان کی نہین خصوصاً جب مردون کے ساتھ رہنا بحکم تعلقون
مذکورہ بالا کے ضرور ٹھہرا تو کار قلم مین کیسی مدد قوی مردونکو عورتون سے ہر حال مین
پہونچ سکتی ہے کہ مرد لوگ عورتونکی محتاج ہو جاتے ہین اور کسی حالت مین جدا نہین کر سکتے
ہین اس صورت مین مفہوم معنی پردہ داری اور لباس ہمدگر اور محصنات کے موافق آیہ
مرقومہ بالا کے خود بخود حاصل ہین اس قسم کے فوائد تو عورتون شوہردار غیر محتاج
فارغ البال کے واسطے ظاہر تر ہین اور محتاجون بیوہ بے شوہر کے واسطے جو فائدے

دین و دنیا اور صورت حصول رزق حلال کے ظاہر ہے جسکے نظائر ہزاروں ظاہر ہین
اور بیشتر بیان ہو چکے ہین کہ اندک حرف شناسی سے محلات امرا مین پہونچکر امیر کبیر
ہو گئی ہین کہ سب لوگ عزیز و اقربا انکی دست نگر اور محکوم ہو گئے پس اور سب صنعتین
دستکاریان وغیرہ فقط پیٹ پالنے اور کسب رزق کے واسطے در صورت درستی اعضا اور
مہیا ہونے آلات و اوزار کے تا زندگی دنیا مین اور یہ علم دولت بے زوال جو کچھ محتاج
درستی اعضا اور آلات کا نہین فقط اندک حرف شناسی سے اُس مرتبہ کو پہونچا دیتا ہی
جسکے نظائر ظاہر ہین پس جب اندک حرف شناسی سے کچھ ذوق اور مزا سیر کتب در
مضامین علیہ کا ہو گیا تو اُسکا اور ہی عالم ہو گیا کہ تمام دنیا اور دولت دنیا اُسکی نظر مین
خاک ہو جاتی ہی اور بدون اکتساب در کسی پیشہ کے خود بخود تمام دولت دنیا کی بصد منت
پذیری ہر طرف سے من اللہ اُسکو پہونچتی ہی اور سب آدمی بصد ارادت اُسکی خدمت اپنا فخر جانتے
ہین بخلاف اور سب صنعتون دستی کے کہ جب محنت مشقت کرکے کوئی چیز بنائی جاوے اور
بک بھی جاوے تو صورت رزق کی ہی کچھ ملا تو روزی نہین تو روزہ ہی اور علم آموزی یہ
بے محنت ہر روزہ عید ہی اور عزت اور وقعت علاوہ اور اکتساب رزق کی واسطے تو اندک
حرف شناسی عورتون کو کافی ہی اور اُسکی فضائل عند اللہ جو حدیث اور قرآن مین بحد
حساب ہین وہ بیان نہین ہو سکتے یہانتک حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایکساعت بیٹھنا
صحبت علم مین اسطرح سے کہ نہ قلم ہاتھ مین لیوے نہ کاغذ چھوے خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ
یعنی بہتر ہی عبادت دونون جہان سے اسمقام مین ایک کتاب منظوم بنام گلستان ارم
مین ایک حکایت دیکھی گئی تھی اُسکو قریب پچاس برس کے گذرے ہونگے کہ اُسکی سب
بیتین یاد نہین مگر ابتداے حکایت کے یہ چند اشعار یاد پڑتے ہین ؎

گفت شخصے کہ عالم طالح	ہست بہتر ز جاہل صالح	وگرے را ازین تعجب شد	جہل و زہد و در تعجب شد
گفت بر ہر دو کس گذر آریم	محک امتحان بکار بریم	نیم شب رفت مردم عاقل	بر در مرد عابد جاہل
گفت من یک حضرت جبریل	بر تو آوردہ ام سلام جلیل	مرد جاہل فتاد بر پایش	چشم خود دوخت بر قدمہایش
کرد باور کہ جبرئیل است این	گمرہان ہیچ و لیس است این	عالمے مست خفتہ بود مگر	سوی او رفت عاقلی بر در
کیست گفتا حبیب رب جلیل	گفت بکشا درم منم جبرئیل	گفت جبرئیل بعد تعظیمہ	نا بدا از بہر ہیچ شخص گر
	گر نہ مجنونی درین سخن بگذار	بگذر از این سخن زدن بگذار	

الغرض نکتہ یہ ہے کہ بدون علم خدا کو نہیں پہچانتا اور جب تک خدا کو نہ پہچانا اسکی عبادت بیکار ہے اور فریب نفس و شیطان کو انکی مزاج پر دخل و اثر زیادہ ہے خصوصاً عورتون کی طبیعت اصل خلقت مین بمصلحت الٰہی نرم پیدا ہوئی ہے ہر بات نیک و بد کو انکی طبیعتون نرم پر جلد اثر ہو جاتا ہے اسی سبب سے تعلیم علم کو بھی انکی طبیعتین نرم جلد قبول کر لیتی ہین لہذا حکم تعلیم کا بھی خاص عورتونکو بہ نسبت مردونکے زیادہ تر تاکید تمام ہے اور عقلاً بنظر ظاہر بھی عورتون کو تعلیم بڑی بہت مفید بکار آمد دین و دنیا اور نگہبان عصمت کی ہے اور سب ہنر دستکاری فقط پیٹ پال سکتے ہین آن حضرت شکم سے جب پرورش پائی اور دانہ کے روٹی کی طرف سے اطمینان ہوا پھر حفظ فریب نفس اور شیطان سے سوائے علم کے کون کر سکتا ہے خصوصاً عورتون نرم طبیعت کا حفظ جنکو پھانسی شیطان کی لکھا ہے کہ اسی پھانسی سے بندگان خدا کو شیطان گرفتار کرتا ہے لہذا عورتونکو تعلیم کرنا اور علم سکھانا ضرور ہوا کہ دخل شیطان کو یہی علم دل سے دور کرتا ہے اسی مقام مین ایک حکایت کتاب اخلاق نوری مین دیکھی گئی ہر چند حکایت وقوعی نہو مگر بخوبی عقل قبول کرتی ہے حکایت لکھا ہے کہ کسی شخص نے شیطان کو دیکھا کہ ایک ٹیلے پشتہ بلند پر بیٹھا ہوا ہے اور سب اخوان الشیاطین اسکے گرداگرد جمع ہین

ہر ایک کا جائزہ اور امتحان لیکر موافق کام کے انعام دیتا ہے اور ہر ایک اخوان شیطان اپنی خوش کرواریان بیان کرتا ہے کہ ہمنے اتنے لوگون سے چوریان اور خون ناحق اور فسق و فجور اور ترک نماز اور شراب خواریان اور دغا بازیان اور مکر و فریب اور کذب و غیبت اور تغلیات وغیرہ کرائے شیطان سب سنتا ہے اور کچھ خوش نہین ہوتا اور نہ انعام دیتا ہے اُن سب اخوان الشیاطین مین ایک شیطان خاموش تھا اور کچھ اپنی خوش کرواری بیان نہین کرتا تھا جب اُس سے شیطان نے پوچھا کہ تو کیون نہین اپنا کام بیان کرتا ہے اُسنے کہا کہ جب ایسے ایسے بڑے بڑے کامون کا کچھ انعام نہ ملا ان کامون کے مقابلے مین مجھ سے کون ایسا کام ہوا ہے جسکو منھ پر لاؤن شیطان نے کہا کہ اطلاعاً بیان کرو بیکار رہنے سے تو بہر حال اچھا ہوگا تب اُسنے بکمال عجز و کم زدنی بیان کیا کہ مجھ سے کوئی کام انعام کا نہین ہوا مگر جب یہان جائزہ کیواسطے آتا تھا راہ مین ایک لڑکا ملا کہ سبق پڑھنے کو جاتا تھا مین نے اُسکو اتنا کھیل مین لگایا کہ اُسکا سبق ناغہ ہوگیا پس یہ کون بڑا کام تھا جسکو مین زبان پر لاتا فقط اِسکو سنتے ہوئے شیطان بہت خوش ہوا اور کمال وجد مین آکر خلعت و انعامات سے مالا مال کردیا تب سب اخوان الشیاطین بگڑے اور کہنے لگے کہ ہمنے ایسے بڑے بڑے کام کیے اُنکی کچھ قدر نہ ہوئی اور یہ تھوڑا خفیف کام جسکی اسقدر قدر اور انعام یہ کون انصاف ہے تب شیطان اُنکو سمجھا کر کہنے لگا کہ تم سب نے ہرچند بظاہر دیکھنے کو بڑے بڑے نمایان کام کیے ہین مگر جب علم نے اُنکی دستگیری کی اور مرتبہ توبہ کا اُنکو علم ہوا کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ پس بسبب علم کے وہ فوراً توبہ کرکے گناہ سے پاک ہوسکتا ہے جب اُس شخص نے اول سے اِس کے

گناہ اور توبہ کی جڑ کاٹ دی اور علم حاصل نہونے دیا اور سبق ناغہ کروا دیا پھر
آدمی بے علم ہر چند عابد زاہد متقی پرہیزگار ہو مگر ہر حال میں ہمارے قابو میں
اور ہمارا مرکب ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ زاہد بے علم مرکب شیطان تھی کہ عابد جاہل کا
ظاہر تقوی عبادت دیکھ کر بہت بندگان خدا دھوکا کھاتے ہیں خصوصًا عورتیں بچاری
نرم طبیعت کہ پھانسی شیطان کی کہی جاتی ہیں جب بے علم ہوئیں تب اُنکے مکر اور کید
ہزار درجہ شیطان پر غالب ہو جاتے ہیں جنکو خدا خود فرماتا ہے کہ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ اور
کید شیطان کو ضعیف فرمایا کہ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ کَانَ ضَعِیْفًا پس اس کید عظیم کی وجہ
یہ ہے کہ عورتوں کی اصل طبیعت میں اللہ نے تیزی ذہن اور ذکاوت کی واسطے
حاصل کرنے علم کے بالطبع پیدا کی ہے جب اُنھوں نے علم نہ حاصل کیا وہ سب تیزی
ذہن اور عقل کی بسبب تنہا بیکار خانہ نشینی کے کید و مکر و ضلالت میں صرف ہوئی
پھر اسکی خرابیاں دین و دنیا اور عدول حکمی خدا کی خود ظاہر ہیں اور جو مرد کہ اس
خیر دارین کا بفریب شیطان مانع ہوا وہ سب خرابیاں دنیا کی اپنی آنکھوں دیکھتا ہے
اور خرابیاں عاقبت کی اسکی لازم ملزوم ہیں کہ صریح عدول حکمی خدا کی ہے اور جو
لوگ کہ یہ خیال خام کرتے ہیں کہ عورتوں پردہ نشین کو نوشت و خواند سکھانا اور قلم
راز دار مخفی اُنکے ہاتھ میں دینا خلاف پردہ داری اور خلاف احتیاط کے ہے پس
اسطرح کے خیالات مانع تعلیم کو دل میں جگہ دینا اور اس عیب کو اچھا سمجھنا اسی کا نام فریب
نفس و شیطان ہے ایسے ہی مقام میں اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا
پس وہ شخص کہ زینت دیا گیا واسطے اسکے برا کام پس دیکھتا ہے اسکو اچھا اب اس فریب شیطان کا
علاج یہ ہے کہ جب ایسا خیال فریب شیطانی دل پر گذرے فورًا لاحول پڑھ کر دل سے دفع کرے

ترجمہ حاصل معنی پس وہ شخص کہ زینت دیا گیا ہے اوسکو برا کام اسکا اور دیکھتا ہے اُس بُرے کام کو اچھا ۱۲

اور انکے عقل و انصاف کو کام فرماکر دل مین تامل کرے اور فضائل دینی اور فوائد ظاہری دنیوی علم کے دیدۂ دل سے نگاہ کرے پھر امید خدا سے ہی کہ اگر مرد عاقل او رمنصف ہی تو بخودی چونک پڑیگا اور فریب شیطان سے آگاہ ہوکر تعلیم علم مین مصروف ہوگا لہذا اندک فوائد ظاہری دنیوی بیان کیے گئے اور ہزار چند اسکے خود ظاہر اور نمایان ہین کہ عاقل کو اندک تامل اور انصاف سی معلوم ہوسکتی ہین

اب کچھ فضائل و مدارج علم کے عند اللہ بھی ملاحظہ کرنا چاہیے

فصل بیچ بیان فضیلتون علم کے عند اللہ

یہ بخوبی ظاہر اور متفق علیہ ازروے قرآن کے منصوص ہی کہ اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً یعنی مین پیدا کرنے والا ہون بیچ زمین کے اپنا جانشین پس اُسیوقت سے فرشتون کے دلون مین انکار پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ انسان فسق و فجور اور فسادات اور خونریزیان کرینگے اور ہم سب فرشتے بے گناہ تیری حمد اور تسبیح اور تقدیس کرتے ہین اسکی جواب مین اللہ تعالی نے فرمایا کہ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی جو ہم جانتے ہین تم نہین جانتے الخ تب فرشتون نے سکوت کیا یہانتک کہ حضرت آدم کا پتلا بنایا اور اُسمین اپنی روح پھونکی اور فرشتونکو حکم سجدہ کا فرمایا جب یہ سجدہ کرنا بھی فرشتونکو اکراہ دل سے خالی نہ تھا اور اللہ تعالی تصرفات قلبی کا علیم ہی اُسوقت اللہ تعالی نے آدم کو اسما تعلیم فرماے جیسا کہ فرماتا ہی کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا یعنی تعلیم کیے آدم کو اسماے الٰہی تمام تر پس یہانسے ابتداے مرتبہ تعلیم علم کی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ معلم اول کون ہی اور تخصیص اس تعلیم کی فرشتون کے مقابلہ مین کسکے واسطے ہے اب ترجیح بنی آدم کی فرشتون کے مقابلہ مین ملاحظہ ہو کہ خاص یہی تعلیم علم کی سبب ترجیح کا واقع

ہوتی ہے پھر اسکے آگے خود معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے بعد تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے
سب فرشتون سے کہا کہ خبر کرو تم ہمکو ان سبھون سے اگر ہو تم سچے انکی جواب مین ملائک
اپنے قصور پر معترف ہو کر لَا عِلْمَ لَنَا الی آخرہ کہنے لگے اور واسطے سجدہ آدم کے
جھکے جیسا کہ یہ توضیح تمام سب تفسیرون قرآن مین بالاتفاق مرقوم ہے پس اہل
اندکے عاقل کو بچشم تامل ملاحظہ کرنا چاہیے کہ معلم اس علم کا خود خدا ہی اور تخصیص
تعلیم کی علی الرغم فرشتونکی اللہ کی طرف سی خاص حضرت آدم اور بنی آدم کو ہی اور
یہی تعلیم علم کی سبب ترجیح آدم کا اوپر سب فرشتون کے اور یہی وجہ ساکت اور
لاجواب ہونے اور سجدہ کرنے فرشتونکی بحکم خدا ثابت اور متحقق بالاتفاق ہے ہرچند یہ مضمون
اس صراحت سی کتاب اللہ نازلہ اہل اسلام مین یکطرفی باعتقاد ایک فریق اہل اسلام کے
مسلم ہے مگر غالب اور کتب آسمانی کا مضمون اسکا مناقض نہو اور کسی فریق کو اسکی
تصدیق مین کلام نہو پس حضرت آدم کا تعلیم فرمانا اسی اخبار قول الہی سے ثابت ہے
اور سب بنی آدم کی تعلیم نوشت و خواند اللہ کی طرف سے سورہ اقرا سے ظاہر ہے کہ
لفظ اقرار کی تکرار واقع ہے اور لفظ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تعلیم کتابت پر دلالت صریح کرتی ہے
اسکو سواے تعریف علم اور صاحب علم کی اور درجے صاحبان علم کے خود اللہ تعالے
یون بیان فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پارہ ۲۸ سورہ
مجادلہ اور صاحبان علم کی شان مین فرماتا ہے کہ شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ الی آخرہ
اب اسکے سواے اس علم ظاہر مین علم کا مرتبہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ مثل حضرت
سلیمان کے پیغمبر اور پادشاہ تمام روے زمین جن و پری خشکی تری کے کہ ہوا کو

اللہ نے بحکم سَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ انکا مسخر کردیا ایسا پادشاہ غالب اور پیغمبر تخت بلقیس کے لانے مین عاجز تھا کہ انکے وزیر آصف برخیا نے بزور اسی علم کے فوراً ایک ماری ہوے حاضر کردیا جسکو اللہ فرماتا ہی کہ دَعِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتٰبِ یعنی نزدیک آصف برخیا کے علم تھا کتاب سی جسکے زور سے بیک چشم زدن تخت بلقیس کا حاضر کردیا یہ مرتبہ سرعت کا محض بزور علم تھا کہ تخت ہوا سلیمان پر ہزارون درجہ سرعت مین غالب تر تھا کہ وہ تخت سلیمان کا تمام رات مین ایک مہینے اور دن مین ایک مہینے کی راہ طی کرتا تھا جسکو اللہ فرماتا ہی کہ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ پس یہ مرتبہ علم کا عند اللہ ملاحظہ ہو پھر وہ علم خاص کون ہی علم معرفت کا ہی اور خلقت انسان کی محض اسی معرفت کے واسطے ہی جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہی کہ اللہ فرماتا ہی کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی تھا مین خزانہ مخفی پس دوست رکھا مین نے اس بات کو کہ پہچانا جاؤن مین پس پیدا کیا مین نے خلق کو جیسا کہ ثنائی خرسانی فرماتے ہین ؎ خلق انسان برای معرفت ست * کنت کنزاً دلیل این صفت ست * اور سعدی علیہ الرحمت کا شعر مشہور اسی مقام سے خبر دیتا ہی کہ ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار * اسپر کسی حالت مین مؤلف کی دل پر تین مصرع وارد ہوے کہ ؎ ہرچہ بود در جہان صنعت پروردگار * جلوہ صانع بہ بین ہست رد شکار چشم کجا باشدت دیدہ معنی بیار * برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار * پس درحقیقت علم سے خاص علم معرفت مراد ہی اسی مقام مین سب بندگان خدا بلکہ سب انبیا اور ملائک اور حکما عاجز اور معترف بعجز و قصور ہین پس اللہ اس مقام مین یہ فرماتا ہی کہ مَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً یعنی

نہین دیے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا اور فرشتے یہ عجز ظاہر کرتے ہین کہ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ یعنی نہین کچھ علم ہو واسطے ہمارے مگر اُسی قدر کہ تعلیم کیا تو نے ہمکو تحقیق تو ہی جاننے والا حکیم اور انبیا اسمقام مین یون معترف ہین کہ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ یعنی نہین پہچانا ہمنے تجکو جیسا کہ حق پہچانے تیرے کا ہو اور حکماے متاخرین شیخ بو علی سینا سے زیادہ کمتر کسی کو نشان دیتے ہین اُنکا یہ قول ہے کہ ؎ کم ماند ز اسرار کہ مرقوم نہ شد + در پردہ سخن نیست کہ مفہوم نہ شد + در معرفتش چو نیک فکرے کردم + معلومم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد + چونکہ یہ علم معرفت الٰہی کا ولایت ناطقہ سے اور قلم و قلم سے باہر ہو بلکہ روحانی سینہ بسینہ ہو سفینہ مین گنجایش پذیر نہین اسواسطے سوائے عجز اور عذر اسکے قصور کے چارہ کیا ہو کہ مصرع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد + یہ علم روحانی من اللہ ہو کہ تعلیم اور تحصیل سے تعلق نہین رکھتا ہے مصرع این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند + اس مقام تک سوائے محبت خاص الٰہی کے کوئی باختیار خود نہین پہونچ سکتا ہو بقول سعدی علیہ الرحمۃ کے ؎ پاے طلب بدینجا برسی + وز ینجا ببال محبت پری + پس یہ محبت کب اپنے اختیار مین ہو اس جذب محبت کی بھی ابتدا اُسی طرف سے ہے کہ فرماتا ہو کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اس نکتہ باریک کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ لفظ یحبھم کی پہلے ہو یعنی دوست رکھتا ہو انکو اللہ تعالی پس پہلے تقدیم محبت کی اللہ کی طرف سے ہو اُسی جذب کی تاثیر سے اس طرف بندے کے دل مین بھی محبت پیدا ہوتی ہے کہ لفظ یحبونہ اُسکے بعد ہو یعنی دوست رکھتے ہین وہ بندے مجذوب حقیقی اُسکو اس مقام مین کسی حالت مین اسطرح قلم سے نکل گیا کہ ؎

محبتیم و محبوبیتہ چو فرمودی ‌ ‌ ‌ محبتیم همه شد از محبتت پیدا
نگر و حب تو تا از محبتم متعالیم ‌ ‌ ‌ اثر نه شد ز محبوبیتہ من اصلا
مرا که با تو محبت بود بجاے خود است ‌ ‌ ‌ که هر نمط بتو اغراض لاحق است مرا
ترا که هیچ بمن حاجت و غرض نبود ‌ ‌ ‌ بحیرتم که ترا این محبت است چرا
غضب که با همه حاجات من ز تو تغافل ‌ ‌ ‌ نه غافلی تو ز من باکمال استغنا

اور شعر مشہور سعدی علیہ الرحمۃ کی مناسب یہ تین مصرع چسپان معلوم ہوے

کہ اختیاری محبت او نیست ‌ ‌ ‌ تا کہ خود جذبہ از انسو نیست
آدمے را مجال و تابو نیست ‌ ‌ ‌ این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خداے بخشندہ

پس منتہاے مقام علم کا معرفت ہی اور عالم لاہوت اُسکا مقام ہی یہ مرتبہ حق الیقین کا ہی اس مقام معرفت کو حقیقت الحقیقت کہتے ہین اُس سے نیچے کا درجہ عالم جبروت ہی اُسکو حقیقت کہتے ہین یہ مقام عین الیقین کا ہی اُس سے نیچے کا درجہ عالم ملکوت کا ہی اُسکو طریقت کہتے ہین یہ مقام علم الیقین کا ہی اُس سے نیچے کا درجہ عالم ناسوت کا ہی جس سے یہ عالم شہادت دنیا مراد ہی اُسکو شریعت کہتے ہین یہ یقین کا مقام ہی یہ علم شریعت ظاہر محض عقل سلیم ہی یہ علم تعلق تحصیل اور اکتساب سے رکھتا ہی اور اسی پر بناے کار اور مدار کار ہاے دین و دنیا کا ہی اسی کی تعلیم اور تعلم کا ہر زن و مرد کو حکم ہے مگر بضرورت دریافت مسائل ضروری شرعی عورتون کے واسطے ضرورتر ہی اور حکم تعلیم کا بھی بصیغہ تانیث خاص عورتون کے واسطے بتاکید مزید ہی اور یہی علم اصلاح اُنکی طبیعتون کی بھی بخوبی کرسکتا ہے

اور نگہبان عصمت کا بھی یہی علم بخوبی تمام ہو سکتا ہی پس عورتونکی بڑی پردہ
داری ظاہری عقلاً اور نقلاً لباس سے ہی اور لباس سے مراد موافق آیۂ قرآنی
مرقومہ بالا کے مرد لوگ ہین نہ دیوارین مٹی چونے کی اور انھین عورتون شوہر دار کو
اللہ نے بلفظ محصنہ لقب کیا ہی یعنی عورتین قلعہ نشین پس پردہ داری او قلعہ نشینی
ظاہری از روے حکم خدا کے ہمراہی شوہر کی ظاہر ہی اور باطنی پردہ داری علم شریعت
اور ادب اور اخلاق تہذیب کی کتابین پڑھنا کہ اسکو واسطے امام محمد غزالی کتاب کیمیائے
سعادت مین بتاکید تمام لکھتے ہین جسکا ترجمہ اُردو کتاب مفید النسوان مین لکھ دیا ہی
اور اِس تمام کتاب کا ترجمہ اُردو مین بھی ہو کر چھپ گیا ہی جسکا نام اکسیر السعادت ہی پس اسطرحکی
کتابین عورتونکو پڑھانا مفید دین و دنیا اور عین صلاحیت مزاج کی صورت ہی نہ کہ مثنوی
عشق بازی کی یا فسانہ عجائب یا گل بکاولی چار درویش وغیرہ کہ اسطرحکی کتابین
مردون نوجوان کو آوارہ کر دیتی ہین چہ جا کہ عورتونکو جو اصل خلقت مین نرم طبیعت
ہین کہ دیوانہ را ہوے بس است ۔ پس جو اکثر عمائد شہر یا شرفاے قصبات کے
زنان پردہ نشین کا پڑھنا لکھنا یا دوات و قلم کا گھرونمین جانا نا پسند کرتے ہین اسی
سبب سے ہی کہ ضرر اسکی نفع سے زیادہ دیکھتے ہین بلکہ اکثر لوگ اسکا ضرر امتحان کر چکے
ہین اِس نظر سے باوجود فوائد علم کے سوائے کلام اللہ کے بضرورت نماز اور کسی کتاب
اُردو فارسی یا دوات قلم کو بمزید احتیاط گھرون مین کمتر جانے دیتے ہین بلکہ معیوب
سمجھتے ہین پس ایسے صاحبان احتیاط کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ سب ضرر اور فتنے ہین علم کے
حاصل کرنے مین ہرگز نہین بلکہ ایسی کتابون اور مثنویون اور حکایات عاشقانہ پڑھانے
مین دخترون کا کیا بلکہ لڑکون کا بھی ضرر ہی بھلا یہ کون کہتا ہے کہ ایسی کتابین

جانب صریح عورتونکے پاس آنے بھی دیجاوین پڑھنا کیسا پھر اس تصور باطل سے
ترک تعلیم ایسے عام شریف کی کون عقل کی بات ہی اگر بہت احتیاط و حفظ پردہ نشینی اور
خانہ نشینی کا پیش نظر ہے تو وہ لوگ جو عورتونکی محرم شرعی ہین اور اُنکے سامنے آنے
اور پردہ نہ کرنیکا نام بنام کلام اللہ مین حکم ہی مثل شوہر پدر برادر یا چچا ماموں
برادر زادہ خواہر زادہ برادر عم زاد خالہ زاد بخوبی تعلیم پڑھا سکتے ہین کہ آخرکار اُنکو فائدے
اور حفظ عصمت یا درصورت محتاجی اور بیوہ ہوجانیکے وسیلہ رزق حلال اور دافع عذر
آوارگی اور نگہبان بدکاری کا یہی علم ہوجاتا ہی پس تعلیم حرف شناسی کے واسطے
اس قسم کے فوائد دنیا کے مقدم ہین پس یہ حرف شناسی کیا ضرور ہے کہ انھین
کتابون عاشقانہ یا قصہ کہانیون فضول خیالی دماغی سے کیجاوے کہ محنت
بیفائدہ اور سبب ہرگونہ خرابیون دین و دنیا اور دروازہ آوارگی کا کھلا ہے کہ
جس سبب سے اکثر ارباب احتیاط نے ترک تعلیم نسوان اختیار اور ضرر اُسکا
نفع سے زیادہ دیکھا کاش اتنی محنت مشقت کتب تہذیب و اخلاق و دینیات
مین کیجاوے کہ حرف شناسی اُسکے ضمن مین خود حاصل ہو اس اندک حرف
شناسی سے سب فوائد اور رفع محتاجی دنیا کی بھی رزق حلال سے بخوبی تمام با
ہزاران عزت اور وقعت ہوسکتی ہی اور جس حالت مین یہ حرف شناسی
کتب اخلاق اور تہذیب سے ہوئی فوائد دینی اور حفظ عصمت بھی بخوبی
تمام حاصل ہے اب اس مقام مین عقل سلیم کا کیا حکم ہی پس ان حاجتمند
محتاجون تہیدست کی واسطے یہ فائدے دین و دنیا کے ظاہر ہین ہرچند فقط
پیٹ پال لینا اور دفع محتاجی اور قطع عذر بدکاری کہ بعد محتاجی اور

ف برادر عم زاد اور برادر خالہ زاد یہ محرم شرعی نہین ہین [illegible]

بے ہنری کے ناگزیر ہو جاتا ہے فقط اندک حرف شناسی اور اُردو نویسی سے
بعنایت الٰہی بآسانی تمام ہو سکتا ہے مگر جب اِس حیلہ سے محتاجی نہ رہی اور پیٹ بھرا
پھر گیہون کا فساد غضب کرتا ہے کہ ابتدا سے بنا اِس فساد گندم کی عورت سے ہے
کہ حضرت حوا نے پیشتر نوش بجان فرمایا تھا اسی فساد گندم نے بہشت سے نکالا ہے
پھر بھلا بہشت مین کب جانے دیتا ہے اِس فساد کا نام حمقائے زمانہ نے عشق بازی
رکھ لیا ہے بقول کار افتادہ صاحبدل کے ؎ عشق آن نبود کہ در مردم بود؂
این فساد خوردن گندم بود ✦ پس وہ عشق جو مراد مولانا رومی علیہ الرحمۃ کی ہے
وہ محبت الٰہی کا نام ہے کہ وہ عشق ترک گندم اور شکم خالی سے پیدا ہوتا ہے اسکا نام
عشق حقیقی ہے بقول مؤلف ؎ باعث عشق حقیقی و مجازی گندم است
یک نخوردن یک زنا خوردن عیان در مردم است ✦ اور عشق محبت مین بڑا
فرق اور بڑی بحث ہے کہ خامہ اِس ہیچمدان سے دو رسالہ مبسوط اس بحث مین برآمد ہوئے
ہین ایک کا نام دستور المحبت اور دوسرا عقل و عشق ہے مگر پھر بھی عشق اور
محبت کا فرق نہ معلوم ہوا کہ خود بخود رسالہ طہیر الاسلام کے لکھنے کے وقت
یہ بھید دل پر کھلا کہ عشق و محبت مین بڑا فرق ہے پس اِس مرض فساد گندم کا
نام عشق مجازی رکھ لیا ہے یہ بیماری سوائے پیٹ بھرے کے مر بھلے کو کمتر سنی گئی
اگر کسی بے فکرے کو ہوئی بھی جب دو تین روز فاقہ دیا اور لیمون نچوڑ ملے ٹھیک ہو گیا
پس جب عورتون نرم طبیعت اور ناقص العقل کا اندک حرف شناسی
کتب مثنویات عاشقانہ فضول سے تقاضائے شکمی رفع ہوا پھر فساد
گندم کا غضب کرنے لگتا ہے اسکا بھی امتحان اِس ملک و دہ شہر لکھنؤ مین بہت

دیکھا گیا کہ اکثر عورتونکو اُنکے وارثون اور شوہرے حمیت کا بل مزاج نے بطمع
دنیوی یا تقاضاے شکمی اپنی خوشی سے جوان زوجہ یا خواہر کو اندک جوہر حرف
شناسی کے سبب سی محلات سلاطین مین بنام حبشی نویسی یا مرثیہ خوانی یا کتاب خوانی کے
بھیج دیا اور وہ عورتین بدولت اندک جوہر علم کے مقرب السلطان خطاب پاکر امیر ہو گئین
پس جنکی حرف شناسی کتب مثنویات اور حکایات عشقبازی سے تھی وہ اپنی منتہاے
کار فساد گندم مین نام بر آوردہ ہین کہ وہی حال دیکھا عمدگان شہر و شرفاے حنا حسب
احتیاط کو زیادہ تر عبرت اور تنبیہ ہوئی اور بمزید احتیاط ترک تعلیم کو تقویت ہو گئی اسکے
مقابلہ مین جن عورتونکی حرف شناسی کتب تہذیب اخلاق و ادب سے تھی اُنکا
منتہاے کار اور عزت اور وقعت اور منزلت اور تعظیم ایام پیری تک بڑھتی گئی کہ
اِن دونونکی نظائر ابتک شہر لکھنؤ مین موجود ہین پس اسکا نتیجہ قول فیصل یہ نکلا کہ درحقیقت
تعلیم نوشت و خواند کی عورتونکے واسطے معیوب نہین مگر اِس قسم کی کتابون سے حرف شناسی کا
یہ ثمرہ ضرر کا ظاہر ہے اور اُس قسم کی کتابون سے وہ ثمرات منافع دینی اور دنیوی کے
ظاہر ہین پس عاقل اِس نفع اور نقصان کو باندک تامل سمجھ سکتا ہے چہ جا کہ اِس بار
لکھنؤ مین بچشم ظاہر نمایان ہے دوسری نظیر یہ ملاحظہ ہو کہ وہ عورتین جو صنع
اور بے پردہ جنکا پیشہ بے پردگی تھا اُنکی نائکہ نے جو بنظر علم مجلس اور علم صحبت
واسطے بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی کے اپنی پروردہ کو علم نوشت و خواند کی تعلیم کی
اُنکو جو بعد حرف شناسی کے کوئی کتاب اخلاق اور تہذیب کی نظر پڑ گئی اُس عین
ضلالت سے ہدایت مین آ گئین اور سب اپنے افعال ضمیمہ پیشہ زشت ترک کرکے
عابدہ زاہدہ تائبہ متقیہ پردہ نشین ہو گئین پس یہ فوائد اور تاثیرات

علم شریف مین ڈھلے کھلے ہین اور اسیطرح سے ایک جانب ضرر اور ایک جانب نفع
کی ہر کار اور ہر پیشۂ دنیا مین عاقل کو تھوڑے تامل مین معلوم ہو سکتی ہی بلکہ ہر عبادت
مین ایک جانب گناہ اور ہر گناہ مین ایک جانب عبادت کی موجود ہی کہ شرح
اسکی دراز ہی اور عاقل خود سمجھ سکتا ہی پس انسان کو ترجیح اوپر حیوان کے اور عقل
و تمیز اسیواسطے اللہ نے دی ہی کہ ہر کار مین خصوصاً علم و ہنر مین جانب نفع اور
ضرر اور نیک اور بد مین تمیز کر کے جانب نیک کو اختیار اور جانب بد کو ترک
کرے نہ کہ خوف ضرر قلیل موہوم سے نفع کثیر موجود کو ترک کرے اور خوف ضرر موہوم
خار سے منافع کثیر گل سے بھی ہاتھ اٹھاوے یہ کون عقل کی بات ہی پس اس
تعلیم حرف شناسی مین کتب جانب ضرر سے احتیاط اور کتب جانب نفع کو اختیار
کرنا چاہیے پس یہ معاملات اور تاثیرات نفع اور نقصان کے ہر بندہ محتاج کے
واسطے ہین آپ باقی رہے اہل مقدور سرمایہ بعضے باطمینان مایۂ دولت اسطرف
التفات کمتر کرتے ہین کہ عورتون سے کچھ ہمکو منشی گری یا متصدی گری یا
مرثیہ خوانی کتاب خوانی نوکری چاکری کمائی کرانا ہی جو ہم انپر تعلیم نوشت خواند
کی مشقت ڈالین بعضے بسبب اسی خوف ضرر قلیل کے جو تعلیم کتب مثنویات اور
حکایات عشق بازی مین مذکور ہو چکی ہین یا بسبب نہ سمجھنے ہزار گونہ فوائد تعلیم کے
اسطرف التفات نہین کرتے پس ایسے صاحبان دولت کو اس قسم کے خیالات
مانع تعلیم علم شریف کی فریب نفس اور مکر شیطان کا سمجھنا چاہیے کہ یہی کام شیطان کا ہی
کہ ایسے ہی خیالات باطلہ مانع تعلیم کو پردہ نیکو خواہی مین چھپا کر دلون مین
آراستہ کرتا ہے تا کہ اس دولت عظمیٰ دینی اور دنیوی سے انکو محروم کرکے اپنا

کام کرے لہذا اہل مقدور کو بہ نسبت محتاجون کے زیادہ تر ضرورت تعلیم نسوان بمنزلہ فرض و واجب کے ہے کس واسطے کہ اُن محتاجون کو وہ مرض گندمی درصورت تعلیم کتب ممنوعہ بعد پیٹ بھرنے کے موہوم ہے اور وہ بھی کتب غیر ممنوعہ تہذیب و اخلاق سے اصلاح پذیر ہے بخلاف اہل دولت کے کہ وہان فساد گندم کا پیشتر سے موجود ہے اُسپر مزید جب ہر طرح کی آسایش اور اطمینان خاطر حاصل اور سب مشقتون اور مشغولیون کاروبار خانگی سے فارغ اور گھرون کے اندر تنہا بیکار بس ایسی جگہ تو حضرت شیطان اور فریب نفس کا گھر ہی یہان بیچارہ فساد گندم کا کمترین پایہ ہے کہ خانہ خالی را دیو میگیرد چہ جا کہ فساد گندم یہان پیشتر سے شریک غالب ہے اور روز اول سے یہی ہتھیار شیطان کا چلا آتا ہے اور مخصوص عورت نرم دل پر اسکا اثر بھی روز اول سے غالب تر ہے کہ شجرہ ممنوعہ اسی درخت کا نام ہے اسکا دنیا مین کھانا جو منع نہ ہوا اسکی بھی ایک وجہ موجہ ہے کہ یہان اُسکے لکھنے کی ضرورت نہین لیس اسی فریب نفس و شیطان اور فسادات گندم اور تنہا بیکار خانہ نشینی اور فراغ بالی زنان محلات سے اُسی محاورات اردو زنان محلات مین بیچ زمانہ نواب آصف الدولہ کے کہ سنہ ۱۲۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۶ عیسوی کی تھے کتاب اُردو مثنوی میر حسن بمصارف از خطیر اور اہتمامہائے کثیر مضامین خیالی حکایات عاشقانہ بے نظیر اور بدر منیر کے تصنیف ہوئی تھی کہ سب مثنویان اور کتب نثر اُردو بمضامین عاشقانہ خیالی اُسی مثنوی کی تتبع ہین جو کہ زبان اُردو کا محاورات بول چال مستعملہ قصہ خوانان بازاری علم کی ہے اور مضامین دروغ دماغی اور خیالی بے اصل محض مثل داستان امیر حمزہ او عمر عیار

وغیرہ اُنکی عشق اور پیشہ ہے پس اس قسم کی کتابین بیفائدہ محض بلکہ درصورت
مضامین عشق بازی کے بگاڑ دینے والی مزاجون زنان نرم مزاج کی صحیح ترہین
البتہ کسی صاحب علم با استعداد سے بدشواری متصور ہین نہ اُس محاورات بول
چال سے آگاہ نہ اصطلاح مضامین دماغی کا شعور نہ ایسے مضامین سے غیر کا نفع
بلکہ ضرر صریح اور اپنی اوقات ضائع نہ فائدہ دین نہ فائدہ دنیا اسکی سوا بہت
کتابین اس قسم قصہ کہانی فضول خیالی خلاف واقع مضامین دروغ کی قصہ
خوانان زمانہ نے تصنیف اور تالیف کرکے چھاپ بھی دی ہین لہذا ایسی کتابین
لکھنا تحصیل لاحاصل اور تضییع اوقات بیفائدہ محض معلوم ہوا پس اب تک بنا
اس فساد عظیم کی وہی مثنوی میر حسن کی اس دیار لکھنؤ مین نام برآوردہ ہے اور
اُسکی بنا محلات ہی دیا سے ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا اسکی اصلاح اور تدارک مین
کسی نے فکر اور تامل شفقت سمجھ کر کم تر کیا فقط اسقدر تدارک سہل و آسان سمجھ لیا
کہ یکقلم قلم مارا اور قلم دوات کا محلات مین جانا عیب سمجھا اور تعلیم نسوان کو
ترک کیا پس اسکا علاج کامل اور عاقلانہ اُسکی ضد سے چاہیے نہ ترک تعلیم
کسواسطے کہ نفس اور شیطان اور فسادات گندم بدستور محلات دولتمند
ہین موجود اور بیکاری اور بے شغلی اور اطمینان خاطر اور تنہائی اور جدائی
مردون سے اُسپر مزید اور اگر تنہائی نہ ہوئی چند مصاحبات یا دایہ ضعیفہ بھی واسطے
دفع تنہائی اور دلچسپی کے نہیں تنہائی وہ خود ناخواندہ شیطان لاانس اخوات الشیاطین
کہ واسطے آوارگی کے اور مشاطہ درمیانی ہو جاتی ہین اور اگر خواندہ حرف شناس
ہین تو اُسی قسم کی کتابین مذکور الصدر جنکا محلون مین اندر جانا بھی نہ چاہیے

پس اب لحاظ کرنا چاہیے کہ ایسے محلات عمدہ با احتیاط مین فقط ترک تعلیم اور ترک تعلم سے کیا فائدہ متصور ہوسکتا ہے بلکہ ایسے مقامات مین تعلیم کتب تہذیب و اخلاق کی بہ نسبت زنان محتاج کے ضرورتر ہو کہ اس بلائے فریب شیطان و نفس و رفساد گندم کے علاج سوائے علم شریف کی نہین اور یہ علم شریف دفع کرنے والا ایسے امراض کا سوائے کتب دینیات اور عبادات اور تہذیب اخلاق و ادب کے نہین متصور چونکہ علم کی قسمین بہت ہین اور بہت قسمین علم کی کتابون مین قلمبند اور انکے معلوم کرنے کے واسطے حرف شناسی ضرورتر اور حرف شناسی کے واسطے زبان دانی ضرورتر پس اس راہ سے تعلیم پذیری صبیان مین مشقتین بہت ہین پہلے حرف شناسی مقدم ہو پھر زبان دانی پھر بعد اُسکے علم آموزی پھر اُسکا سمجھنا اُسکو واسطے محبت اور مشقت اور مدت چاہیے پھر فہم اور ادراک اور عقل و شعور درکا ہو یہ بدون سن تمیز لڑکون کو کہان نصیب ہے چہ جا کہ لڑکیان کم سن چھوٹی چھوٹی جو پردہ نشینی کے لائق بھی نہین جب حد نکاح اور سن بلوغ کو پہونچین اپنے حال پر کب رہین اپنے شوہرون کے گھر گئین اور دنیا کے کاروبار خانگی تیمار لڑکون بالون مین مصروف ہوئین پھر پڑھنے اور سمجھنے کی فرصت کہان لہٰذا اسہل طریق جلدی کا کام یہ عقل مین آتا ہو کہ بڑی دشوار ہی اور دیر طلبی تو زبان دانی مین متصور ہو اسکی تدبیر یہ عقل مین آتی ہے کہ جو زبان انکے دیار مین مروج ہو اُسی زبان مین پانچ برس کے سن سے بے تکلف باتین کرتی اور سمجھنے لگتی ہین کچھ تعلیم کی حاجت نہین پس اُسی زبان مین اُنکی حرف شناسی بہت آسان اور جلد متصور ہے

حرف شناسی مسلمہ ہند مین اندک قرآن خوانی سے بخوبی تمام بہت جلد ہوجاتی ہی
پھر فقط دو ایک رسالے حکایات مختصرہ اردو جو متعارف ہین اسکے واسطے حرف شناسی کے
کافی ہوجاتے ہین ازبسکہ زبان بول چال اردو سے بالطبع انکی زبان آشنا
ہوتی ہی بہ آسانی اور جلدی تمام حرف شناس ہوجاتی ہین کہ اصل طبیعتین نرم و سریع القبول
ہوا کرتی ہین چہ جاکہ دختران دوشیزہ ہفت سالہ پس یہ بات از روے امتحان کے
معلوم ہوتی ہی کہ لڑکون کی بہ نسبت لڑکیان بہت جلد حرف شناس ہوجاتی ہین
اور بعض لوگون نے اسی اردو کے قاعدے مقرر کیے ہین کہ یہ فاعل یہ مفعول
یہ ماضی یہ مضارع یہ امر یہ نہی یہ موصوف یہ صفت یہ اضافت یہ تانیث
یہ تذکیر یہ مبتدا یہ خبر اور ایسے قاعدے مقرر کرکے رسالہ ترتیب دیکر اوسکا نام قواعد اردو
رکھا ہی البتہ بڑا کام اور بڑی محنت اور مشقت اور دماغ سوزی کی ہی مگر صبیان
اردو بولنے والون کو یہ قواعد اردو عربیہ مضاف مضاف الیہ موصوف صفت
وغیرہ سمجھنے اور یاد کرنے مین نہایت دقت اور عرصہ اور دشواری ہوتی ہی اسی
محنت اور عرصہ مین زبان غیر حاصلہ عربی بخوبی تمام حاصل کرسکتے ہین پھر کیا حاصل
لہذا اس زبان حاصلہ کے حاصل کرنے مین اتنی مشقت اور عرصہ طلبی بے حاصل
معلوم ہوتی ہے مگر جو اشخاص غیر زبان بنگالی انگریزی جو زبان اردو سے بالکل
ناآشنا ہون انکو کتاب قواعد کی البتہ مفید ہوسکتی ہی اگر انکو مضامین کی زبان
مین مضامین علم ادب و اخلاق و تہذیب انکے دین آئین کے موافق تعلیم ہون
تو اسکی بھی وہی آسانی اور جلد تعلیم پذیری متصور ہے جیسا کہ اردو دان کو
اردو مین کہ ہر مریض اپنے مسکن کی سرزمین کی اوگی ہوئی دوا سے جلد تر بدیہہ

اور صحت پذیر ہو جاتا ہے پس جب اس تدبیر سے لڑکیان تا حد نکاح دو تین
برس مین اپنی زبان پیدایشی مین حرف شناس کر دی گئین پھر امتحان مؤلف کا
اپنی ذات خاص کند ذہن پر تو یہی دیکھا گیا کہ فقط یک نیم پارہ کلام اللہ
بضرورت نماز اور کریما مقیمان آمدنامہ اور شاید دو تین باب گلستان اور یک
یا دو ورق بوستان اور کچھ صرف نحو کافیہ تک یا شاید کچھ کتاب زلیخاے جامی البتہ
اُستادون معلم مختلف سے بلا ترتیب تحصیل کرنا پڑتا ہے پھر ۱۲۳۴ھ ہجری سے
کہ غالباً تخمیناً ۱۸۱۹ع ہون عہد سلطنت غازی الدین حیدر سے لغایت آخر عہد
حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ تک کہ ۲۲ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ ہجری مطابق ۲۱
جنوری ۱۸۵۶ع روز پنجشنبہ تھا اور بعد انقضاے میعاد ے روز کے ۷ فروری ۱۸۵۶ع
عیسوی اور بہ حساب فصلی نصف ماہ ماگھ ۱۲۶۳ فصلی تھا تبدیلی عملداری اور بندوبست
انگریزی شروع ہوا اُس ابتدا سے اس انتہا تک کہ پانچ دورے سلطنت کے
برابر گذرے مؤلف کو بسبب کار ہاے وقائع خاص سرکار اودھ کے مہلت تحصیل
علوم عالیہ کی نہ میسر ہوئی مگر بزور اُسی قدر حرف شناسی کے جو کتاب تفسیر حدیث سیر
تواریخ کی یا کتب اخلاق وتہذیب اور تصوف کی نظم و نثر نظر پڑ گئی کمتر بدون
مطالعہ تمام بالاستیعاب کے ضبط ہو سکا پس اندک حرف شناسی کی بدولت بقدر ضرورت
کار خامہ فرسائی مالا یحتاج مین احتیاج امداد غیر کی کمتر پائی گئی ابتدا اس تحصیل کی
کہ مولف کو شاید ۱۲۳۰ھ ہجری عمر دوازدہ سالگی سے تخمیناً سمجھنا چاہیے کہ باہم غدر
وامتناع منشی محمد مسعود والد مؤلف کو کہ نائب وزیر سکرٹر دفتر وزارت کے تھے زیر سایہ اعظم
عہد نے خانہ مکتب سے بہ تحکم تمام کھینچ کر کار مسودات نویسی دفتر راز خاص مین مامور فرمایا

پھر مہلت تحصیل علم کی ہمین قدردانی اور ترقی ہر دورۂ سلطنت اودھ کو کہان
میسر پس ایسی صحبت وضع سے اِس ہیچمدان کو اپنی ہیچمدانی کا اور لاعلمی کا اعتراف ہے
یہ امر صحیح ظاہر ہو نہ از راہ کسر نفسی نہ کمزدنی سے من آنم کہ من دانم بارے مقام
ما نحن فیہ مین یہ مضمون عذر ہیچمدانی اپنی کا واسطے نظیر کے کام آگیا اس سے بچشم
ظاہر دیکھ لینا چاہیے کہ ایک لڑکے دوازدہ سالہ کند ذہن نے حقیقت نا لائق
محض نے بدولت اندک حرف شناسی کے مدۃ العمر اپنی قریب پچاس برس تک
پانچ دورۂ سلطنت اودھ تک اس ترقیات روز افزون سے بسر کی کہ جسکی حکایات
دیار لکھنؤ مین معروف عام ہین اور تحریر حال دست و قلم خاص حضرت تارک السلطنت
سلطان عالم باقی دام بقاءہ اور تحریر خاص صاحب قدر شناس چیف کمشنر بہادر
سابق بول صاحب بالقابہ بمنزلۂ شاہدین عادلین اور تحریرات مبسوط دست و قلم
مؤلف کی بقدر دو جزو کے بیچ باب مدد دہی حساب لون اول کے زیادہ ایک کرور
روپیہ سے بمنزلۂ شہود عدول و ثقات کی دفتر وثیقہ سرکار قدر شناس انگریزی مین
موجود ہے اس قسم کے فائدے اور عز و اعتبار اور مرفہ الحالی مدۃ العمر دنیا کی فقط
بدولت اسی اندک حرف شناسی کے ایک ایسے ذلیل بندہ کو بعنایت الٰہی حاصل ہے
اور ثمرہ اسی حرف شناسی کے جو نعمتین معنوی فقط برکت مطالعہ کتب تصوف بزرگان
دین سے بعنایت الٰہی دل کو حاصل ہین انکا مزا اور حظ وجدانی نہ بیان ہو سکتا ہے
نہ کوئی سمجھ سکتا ہے نہ یہ مقام بیان کا ہے کچھ کچھ جو باوقات حالیہ نظم یا نثر قلم سے خدا نے
نکال یا ہے اسکو جو کبھی کوئی اہل دل ملاحظہ کریگا خود سمجھیگا کہ در حالیکہ شہ زمانہ حیثیت بقول مؤلف

حال مرحوم کس نداند در زمان زندگی | گر بمیرم در جہان نامے برآرم بعد مرگ

اب اصل مطلب کو دیکھنا اور سمجھنا چاہیے کہ دختران دوشیزہ کو مدت
تعلیم پذیری کی کمتر حاصل ہے اور مدت حد بلوغ کی بھی نسبت لڑکون کے کمتر
لکھی ہے مگر چونکہ آنکی طبیعتین نرم اور جلد قبول محض واسطے اسی تعلیم پذیری کے
اُس حکیم مطلق نے پیدا کی ہین لہذا فقط حرف شناسی تھوڑی محنت اور مدت مین
بآسانی تمام حاصل کر سکتی ہین چہ جا کہ وہ حرف شناسی انھین کی زبان مستعملہ روزمرہ
مین ہو کہ فقط ایک پارہ عم کے پڑھنے سے چٹھی نویس اُردو کی ہو جاتی ہین پس بعد اس
اندک حرف شناسی تمہان کی انکے فوائد دینی اور دنیوی زنان محتاجہ بیوہ اور زنان نادار
یا مقدور کے اندک مجملاً بچشم دیدہ اور بر خود گذشتہ بعد اجمال و اختصار لکھ دیے گئے اور
انکے نظائر خود بچشم ظاہر دیکھتے اور سمجھتے ہین یہ سب فائدے اور خوبیان صریح دین و دنیا
کی فقط اندک حرف شناسی مین عورتونکو واسطے حاصل ہین اور حفظ عصمت اور ناموس کی
اور دفع عذر تقاضائے سکھی رزق حلال سے علاوہ پھر بعد اس اندک حرف شناسی کے
جب اندکے مطالعہ کتب اخلاق کا مزا حاصل ہوا پھر انکو کیسی تعلیم اور ترغیب کی کون
حاجت ہوگی کہ ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست + امتحان مؤلف مین
تعلیم کی حاجت فقط حرف شناسی تک ہی پھر طبیعت خود لے اُڑتی ہے کہ ذہن اور زود کاد
اور تیزی عقل و فہم عورتونکی پیدایشی ہے جیسا کہ پیشتر مرقوم ہو چکا ہے یہی تیزی عقل
و ذکاوت کی بسبب نہ پڑھنے اور ناچار دیوارونکی آڑ مین نام پردہ نشینی بیٹھنے اور
بے شغل بیکار مردون سے دور اور جدا رہنے سے مکر و کید سے بدلا ہو جاتی ہے جسکی حکایتین اور
معاملات بہت مشہور اور کتابین معمور ہین یہانتک کہ خدا بھی قرآن مین مکر عورتون کو
عظیم اور کید شیطان کو ضعیف فرماتا ہے جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا پس یہ

فائدے تعلیم اور قباحتین ترک تعلیم کی مخصوص نسبت عورتون محتاج اور مالدار کے ظاہر
ہین باقی رہے متوسطین یعنی درمیانی لوگ کہ نہ بہت مالدار ہین نہ زیادہ محتاج ہین
اُنمین بہت اقسام ہین کوئی نوکری پیشہ کوئی تجارت پیشہ کوئی دکاندار کوئی کاشتکار
کوئی اہل حرفہ پس بہر حال ہر پیشہ مین مردونکا جدا باہر دور و نزدیک کسب معاش مین
مشغول رہنا اور عورتون کا تنہا بے شغل چار دیوار کی آڑ مین بنام پردہ داری
بیٹھا رہنا ناگزیر ہوا پس ایسی عورتین بیکار تنہا خانہ نشینی کی قباحتین اور آفتین
محتاج بیان نہین کہ سب دیکھتے اور جانتے ہین اور بہت نظائر ظاہر ہین وہ جو قباحتین
دونون اقسام مالدارون اور محتاجون مین بیشتر نشان دی گئی تھین وہ دونون بیان
متوسطین مین بدرجہ غالب موجود اور نظائر اور صدہا نمونے اسکے بملاحظہ حال اُن زنان
پردہ دار خانہ نشین کے ظاہر ہین کہ کمال پردہ دری سے خانگی لقب پایا ہے کہ بظاہر بنام
پردہ نشینی اور پردہ داری کے چار دیوارونکی آڑ مین بیٹھی ہین اور پردہ اُنکا اُٹھا ہوا ہر کوچہ و
بازار مین پڑا ہوا ہے اور وہ آڑ چار دیوار خانہ کی شکار کھیلنے کی واسطے آڑ کی ٹٹی ہو جاتی ہے
اور اُس پردہ داری کی پردہ دری ہو جاتی ہے پس اگر ایسی عورتون کی پردہ داری
ظاہری موافق حکم خدا مذکورۂ بالا کے ستر عورت ظاہر لباس کپڑے سے اور ستر باطن
لباس حضوری اور ہمراہی شوہرون سے اور در صورت خانہ نشینی شغل تعلیم پذیری
علم شریف نوشت و خواند سے ہوا کرے تو تبدیل سب قباحتونکی بخوبی تمام خوبیون سے
از روے عقل ظاہر کے بھی ظاہر تر ہے اور نقلاً بھی حکم خدا بصراحت تمام پیشتر مذکور
ہو چکا ہے اور ابتک اسیطرح کی پردہ داری رسم عرب مین بھی مرسوم ہے کہ ابتک مکہ کربلا مین
یہانکی پردہ نشین عورتین جاتی ہین وہ سب بے تکلف موافق حکم قرآن کے ستر سے

پانون تک کپڑے سے چھپاکر منھ پر برقعہ ڈالے ہوے پیادہ زیارت کو باہر نکلتی ہین
جیسے خلاف اسکے معاذ اللہ زنان خانگی نے بظاہر دیوارونکی آڑ مین برقعہ بیحیائی کا
منھ پر ڈال لیا ہی اگر موافق مصلحت عقل ظاہر کے اور موافق حکم خدا کے برسم عرب
برقعہ حیا کا منھ پر ڈال کے مردونکے ساتھ اور سب کامون خانگی اور بیرونی مین معین اور
مددگار یکدیگر گذران کرین تو بحکم هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ لباس اور
پردہ ہمدیگری کا عقلاً اور نقلاً کیسا درست ہوتا ہی اور یہ خود ظاہر ہی کہ جب بدن سے
لباس جدا ہوا پھر لباس کہان رہا اور اُس سے ستر پوشی کسطرح ہو سکتی ہی جیسا کہ
منزلون اور برسون دور شوہر سے جدا رہین پھر اسکی قباحتون اور بے پردگیون کے
بیان کی کون حاجت ہی کہ عیان ہی اسی معنی پر زن شوہردار کو اللہ نے زن محصنہ
فرمایا ہی یعنی عورت قلعہ کے اندر بیٹھی ہوئی نہ کہ زن جوان بیوہ خانہ نشین کو محصنہ
فرمایا ہی کہ وہان وہ قلعہ نشینی شوہر دار کی کہان ثابت ہی اور بنظر عقل ظاہر بھی یہ قید و بند
بیگناہ صریح ظلم نمایان ہی اور خلاف حکم خدا ترک نکاح بیوہ مین عقلاً اور نقلاً اور شرعًا
اور عرفًا گناہ عظیم اور مظلمہ صریح ہی اگر اُس مقیدہ بیوہ بیگناہ کو اللہ نے آوارگی سے
بچایا بھی پھر بھی مقیدی ایسی معصومہ بیگناہ کی کیسا گناہ عظیم ہی پس ایسے مقام مین عقلا کو
البتہ غور و تامل اور انصاف ضرور تر ہی اور ساتھ اس تدارک شرعی اور عقلی کے یہ بھی لحاظ کرنا
ضرور تر ہے کہ عورتون کو کچھ حرف شناسی بھی اپنی زبان اُردو روزمرہ سہل مین ہوا کرے
اِس صورت مین اُنکا ہر وقت مردون کے ہمراہ رہنا سواے اُن سب مصلحتون پردہ پوشی
اور قلعہ نشینی حکم خدا کے کیسا مفید امداد کارہاے مردان اہل قلم کے ہی اگر وہ
حرف شناسی بقدر نقل نویسی بھی ہو پھر بھی کسیقدر مفید اور مددگار ہی مردون کی

متصور ہے خصوصاً وہ عورتین عام کہ عادت اور خو پذیری پردہ نشینی کی بظاہر نہ رکھتی ہون وہ اگر حرف شناس بھی نہ ہوئین پھر کس کام کی انکو تحصیل حرف شناسی کا کون مانع ہے اور ہزار گونہ فائدے اور خوبیان حرف شناسی کی وہ کیا ایک احمق بھی جانتا ہے کہ ظاہر اور نمایان ہین اور کچھ مجملاً اندکے بیشتر بیان بھی ہو چکی ہین اور سب فائدون اور مصلحتون دینی اور دنیوی پر حکم خدا کیسا غالب تر ہے اور کیسا حکم شدید کہ درصورت ترک تعلیم کے وعید عذاب شدید جلا دینے آتش دوزخ کا ہے کہ فرماتا ہے اللہ تعالی پارہ ۲۸ سورہ تحریم رکوع ۸ مین یعنی بچاؤ تم اپنی جانونکو اور اپنے اہل خانہ کو اُس آتش سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین الی آخرہ ہر چند اس حکم خدا کی سند کتاب خدا سے واسطے ایک فریق اسلام کے مسلم ہے مگر امید خدا سے ہے کہ کسی فریق کی کتب دینی مین اس جوہر شریف تحصیل علم کی ممانعت ہو چونکہ تمام صنف علوم قلم کی قلم مین قلمبند ہین اور سلسلہ بندی زنجیر حروف مین زنجیرہ بند لہذا واسطے حاصل کرنے ہر علم کے حرف شناسی اور کار قلم مقدم تر ہے اسکے بعد محاورات زبانی سیکھنا باقی رہا جب وہ بھی خاص اپنی زبان پیدائشی رواج و یار ٹھہری پھر فقط حرف شناسی اور حرف نویسی لکھ لینا واسطے حاصل کرنے ہر علم قلمی کے کافی ہے اور یہ حرف نویسی اور حرف شناسی تمام نسوان کو بہ نسبت مردون کے بہت جلد بآسانی و بخوبی تمام حاصل ہو سکتی ہے کہ انکی طبیعتین نرم علم کو جلد قبول کر لیتی ہین اور عضائے نرم انکے کار قلم کو بہت جلد سیکھ سکتے ہین اور بہت بہتر کر سکتے ہین کہ اسیواسطے موضوع ہین اور اسی کا حکم بھی ہے اور ایسے ہی کارہائے باریک صنعتین دستکاریان انکے لائق بھی ہین اور مفید دین و دنیا بھی ہین و السلام

باب چوتھا بیچ بیان قباحتون ترک تعلیم علم وہنر کے عورتون کو

اب معلوم کرنا چاہیے کہ جب یہ سب فائدے تحصیل علم وہنر کے ہر عاقل بلکہ ہر
احمق بھی جانتا اور دیکھتا ہے اور بیان بھی کیے گیے اور امتحان بھی ہر شخص کو بقدر
حال حاصل ہے پس اسکے مقابلے مین اسکی ترک مین اسیقدر نقصانات اور آفتین اور
قباحتین دین و دنیا کی ہر شخص ادنےٰ تامل سے معلوم کر سکتا ہے ہر چند وہ سب فائدے
تعلیم اور نقصانات ترک تعلیم کے سب زن و مرد کے واسطے کھلے کھلے ہین مگر اکثر وجھون سے
عورتون کے واسطے زیادہ تر ہین عقلاً اور نقلاً صحیح ظاہر تر ہین کہ مردون کا واسطے
کسب معاش کے جابجا دوڑنا دھوپنا سفر کرنا نوکری یا کوئی پیشہ کرنا معیوب بھی
نہین اور دشوار بھی نہین کہ اس کسب معاش کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور اعضا
بھی انکے ایسے ہی کامون جفاکشی کے واسطے سخت اور توانا و قوی پیدا کیے گئے ہین
اور حکم بھی مردون کو واسطے محنت مزدوری کسب معاش کے ہے کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے دو بیل سیاہ و سفید بحکم خدا لاکر طریق جوتنے بونے کھیتی کرنے کا
حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا تھا نہ حضرت حوا کو اور بعد حاصل ہونے غلہ کے آدم
بدون تقسیم جدا کرنے حق حضرت حوا کے آدم کو حکم تصرف کا نہو جیسا کہ پیشتر اسی
کتاب مین مرقوم ہو چکا ہے اور یہ مضمون تعلیم کاشتکاری کا حضرت آدم کو
کتاب قصص الانبیا مین دیکھا گیا اور یہی عملدرآمد قدیم اب تک سب اولاد آدم
مین دیکھا جاتا ہے پس جب اسطرح کے کام محنت کے مردون سخت اعضا
قوی دل سے اللہ تعالےٰ نے تعلق فرمائے اور انھین کے لائق بھی ٹھہرے
بہر نمط سلسلہ حاصل کرنے رزق کا عالم اسباب مین مردون کے ہاتھ آیا

اور عورتین ناچار انکی محتاج اور دست نگر محکوم زیر دست ہوگئین مرد لوگ ہر چند انکو
حق مہر کا رزق نان ونفقہ دیتے ہین مگر کس قدر ظلم اور قید وبند اور تحکم سے کہ سب
عورتین جانتی ہین اور سب پر بقدر حال گذرتی ہے پس اپنا حق لینے مین اسقدر
تابعداری اور فرمانبرداری عورتون کو محض اپنے حق اور نادانی سے ہے اگر انکو ہاتھ مین
کوئی ہنر واسطے پیدا کرنے رزق کے حیلہ عالم اسباب مین مہیا ہوا کرے پھر کیون اسقدر
دست نگر اور محتاج قید وبند خلاف کتاب مین گرفتار اور محکوم رہا کرین پھر یہ تو
اپنے ہاتھ اور عقل سے مبتلا ایسی بلاؤن کی ہین آخر ہاتھ پانون چشم وگوش دل و
زبان عقل وفہم ہزار درجہ بہتر نرم ونازک تعلیم پذیر رکھتی ہین اور دستکاریان باریک
ہزار درجہ بہتر بنانے کی استعداد درست رکھتی ہین کہ مرد اگر تمام دن محنت اور مزدوری
سخت مین شام تک چار پیسے پیدا کرین عورتین اندک کار سوزن یا تار کشی یا تار باقی
یا پارچہ دوزی مین بآسانی اور بآسایش تمام بدون مشقت سخت کے زیادہ حاصل
کرسکتی ہین پھر یہ کچھ ضرور نہین کہ جب کچھ رزق حاصل کرلینے کا ہنر دستکاری سیکھ جاوین
مردون سے جدا اور طاعت سے باہر ہوجایا کرین بلکہ جب کچھ بھی ہنر رزق پیدا کرنے کا
سیکھ جاوینگی مرد لوگ خود انکے دست نگر اور محکوم اور محتاج فرمانبردار ہوجایا کرینگے
اور وہ سب زور آور حکومت اطاعت اور کمزوری اور تابعداری اور جاہ پیار سے
بدل ہوجایا کریگا اور عورت مرد کی ولی نعمت اور حاکم ہوجایا کریگی پھر ممکن نہین کہ
ایسی عورت ہنرمند جو رزق اپنی زور بازو سے بھی پیدا کرسکتی ہو اور اطاعت اور
رضا جوئی مرد کی بھی ملحوظ رکھتی ہو پھر بھی مرد زور وظلم کرسکے یا اسکے خلاف مرضی کسی اور
عورت کی طرف التفات کرے پس اسطرح کی خوبیان اور آزادی عورتونکو واسطے

اندک تعلیم پذیری ہنر دستکاری سوزن وغیرہ مین ظاہر ہی سپر ترقی کرکے جو حرف
شناسی کی طرف توجہ کرین اُس دیدہ ریزی اورکار سوزن شقت دستی سے
آسان تر اور فوائد دینی اور دنیوی خود عقلاً از روے مشاہدات نمایان کے ظاہر
ہین اور پیشتر باب سوم مین اندکے مذکور ہو چکے ہین اُسی کے مقابلہ مین اسکی ترک کی
قباحتون اور آفتونکو سمجھ لینا چاہیے بلکہ آنکھونسے دیکھ لیوین کہ عورتونکی بسبب
بے ہنری کے نوبت تباہی اور ذلت وخواری کی کہان تک پہونچی ہے ہر چند
مرد لوگ بھی بے علم وہنر خراب دربدر ہوتے ہین مگر چندان مردونکو واسطے عیب
نہین کہ ایسی دوا دوش کے واسطے پیدا ہوے ہین مگر عورات کو جو اللہ نے مایہ
ننگ وناموس کا بنایا ہی وہ اگر شوہر دار ہوئین تو بسبب بے ہنری کے شوہر نکی
نگاہ مین ذلیل وخوار دست نگر محتاج ہین اور اگر موافق رسم خلاف کتاب ہندوستانکی
جوانی مین شوہر نرہا یا طلاق ہوگئی ایسی بیوہ نوجوان کم سن کو جو کچھ ہنر اور فن
اور علم حیلہ کسب معاش کا نہ آیا اُسکو حال تباہ کو خیال کرنا چاہیے کہ نکاح دوسرا
کرتی نہیکن اور کچھ پیشہ ہنر جانتی نہین اور تقاضاے شکم ایک دم نہین بانتا بجز سوا
آوارگی کے اُس بیچاری کو کیا چارہ ہی اِس ذلت وخواری دنیا کا یہ حال اور عقبی
مین وبال اسپر بھی غضب یہ دیکھا جاتا ہی کہ درصورت ناچاری اِس بیحیائی اور
آوارگی مین بھی شکل وصورت اور خوش لباسی اور آرایش ظاہری درکار ہوتی ہے
وہ چار پیسے جو اِس ذلت اور رسیاہی دین ودنیا سے ہاتھ لگے انہین پیٹ کو سمجھاوین یا
آرایش مین صرف کرین اور یہ چار پیسے روسیاہی کے بھی ساتھ اِن سب شرطونکی جبتک ہین
کہ سب طرح سے تندرست صحیح الاعضا چالیس برس سے تجاوز نہین کیا ہی بعد اسکے

یہ شکل و صورت ظاہری بھی وسیلہ رزق کا نہین ہوسکتی یہ سب خرابیان اور ذلتین عقلاً بھی ظاہر ہین اور آنکھون سے بھی ہزارون کا حال تباہ سب دیکھتے ہین پھر بھی کیا غضب ہے که آنکھین نہ ہون پس یہ سب باتین عورتون بن شعور کے دیکھنے اور سمجھنے کی ہین اور جنکے شوہر لوگ زندہ موجود ہون وہ جہان عورتون کا سب جاہ و پیار زنان و نفقہ زر و زیور لباس وغیرہ کی تیار کرتے ہین اس سب پر انکو ہنر آموزی کا اہتمام کرنا اس سب مراعات زر و زیور وغیرہ پر اہم اور غالب تر سمجھنا چاہیے کہ وہ سب رعایتین مال و زر کی عارضی اور ممکن الزوال ہین اور وہ ذلت و خواری کہ در صورت زوال دولت عارضی کے در صورت بیوہ ہوجانے کے متصور ہے ہرچند تا بہ زندگی عورتونکو واسطے ظاہر ہین مگر آخر کار وہ روسیاہی اور بدنامی شوہرونکے واسطے بعد مرنے کے بھی قبر مین ہمراہ رہتی ہے کہ سب عالم مین نامرد اور انگشت نما ہوجاتی ہے کہ فلان شخص کی جورو ایسی ہے اسکے بھی نظائر بہت جگہ موجود ہین یہ بعد مرنے کے مردونکی ناک کٹتی ہے کاش اگر انکے مردون نے اپنی زندگی مین کوئی ہنر پیشہ و حیلہ حاصل کرنے رزق کا انکو تعلیم کردیا ہوتا اور پیچھے بعد مرگ شوہرونکے اگر بحسبِ تقاضائے شکمی انکی آوارگی ظاہر ہوتی اس حالت مین مرد مردہ کو کوئی کچھ نہ کہتا اُسی عورت بد وضع کو سب برا کہتے اسکے نظائر بہت دنیا مین موجود ہین پس یہ سب دیکھنا اور سمجھنا اور عبرت پکڑنا عورتون اور شوہرن جوان بن شعور پر واجب ہے کہ حکم خدا بھی واسطے تعلیم اور حفظ آتش دوزخ کے مردون پر ہے اب کلام رہا ہنر اور پیشہ اور تعلیم مین کہ کون ہنر اور پیشہ اور علم عورتون کو تعلیم کرنا ضرور ہے اسکا مفصل انشاء اللہ باب آئندہ پنجم مین بیان ہوتا ہے مگر اتنا تو سب سمجھتے ہین اور ذکر بھی ہوچکا ہے کہ سب صنعتین دستی درستی اور

صحت اور قوت اعضا اور آلات و اسباب پر موقوف ہین اسکی مساعدت ضعیفی
تک دشوار اور وہ بھی زندگی دنیا تک بس ہو بخلاف تعلیم علم کے کہ ہر دم بعد
مرگ بھی روح کے ہمراہ اور جب استعداد علمی حاصل ہو گئی ایام ضعیفی مین قوت
اور اعتبار بڑھ جاتا ہے اور محتاج آلات اور صحت اعضا کا بھی مثل صنائع دستی کے
نہین یہ سب خوبیان جوہر علم مین سب دیکھتے اور جانتے ہین اور ظاہر ہین پس یہ
باتین زن و مرد جوان کو دیکھنے اور سمجھنے کی ہین آب باقی رہین چھوٹی چھوٹی لڑکیان
معصومہ بیان انکو وارثون والدین کو اندکے غور اور تامل کرنا چاہیے کہ لڑکی
معصومہ کا بہ نسبت لڑکے کے زیادہ تر حق والدین پر لڑکا جب جوان ہو بطرح
دوڑ دھوپ کرکے رزق مقسوم حاصل کر سکتا ہے کہ معیوب نہین بلکہ حکم اکتساب
رزق کا ہے مگر لڑکی جب بے ہنر ہوئی اور غیر گھر مین محکوم ہوئی انکو اسباب
جہیز نقد و جنس سریع الزوال کے واسطے کیا کیا فکرین اور تدبیرین اور
زیر باری قرضداری گوارا کیجاتی ہے اور وہ بات کہ انکی ہمیشہ ہر ج دنیا مین
بکار آمد دولت بے زوال مایہ عزت و اعتبار اور حافظ ننگ و ناموس اور وسیلہ
رزق حلال کا ہو اور مثل ضروریات سامان جہیز کے سررشتہ حاجت نہ نقد کی بھی
نہ رکھتا ہو اور نہ تاوان بھی ہو اس جانب کسیکو التفات اور خیال نہ ہو پس یہ کام اور سمجھ
انکے وارثون کو کسقدر اہم اور ضرور تر از روے عقل کے ہے چہ جائکہ حکم خدا بھی
مخصوص شوہرون کو واسطے تعلیم عورتون کے بتاکید مزید بقید وعید شدید الیش
دوزخ کے ہو جیسا کہ بالا مذکور ہو چکا ہے پس یہان عقل انصاف کا کیا حکم ہے

تعلیم کرنا مناسب اور ضرور مفید دین و دنیا کا ہے

اب معلوم کرنا چاہیے کہ علم کے معنی لفظی معلوم کرنا یعنی جاننا پس یہ جاننا
عام ہے جس چیز کو انسان جانے اور معلوم کرے گویا اسکا علم اسکو حاصل ہوا
پس اس معنی سے جو ہنر پیشہ اور فن اور بات اور حکایت اور خبر آدمی معلوم
کرے اسکا عالم ہوا اور اسکو مقابلہ مین لفظ جہل کی ہے کہ جس چیز کو نہ جانے اسکا
جاہل ٹھہرا اس راہ سے سب حیوانات ناطق اور مطلق ایک معنی کر عالم اور ایک
معنی سے جاہل ٹھہر سکتے ہین پھر انسان کی تخصیص نہ رہی پس وہ علم جسکے واسطے
انسان مخصوص ہے اسکا نام علم معرفت ہوا اور معرفت کے معنی پہچاننا یہ پہچاننا
بھی عام ہے جس چیز کو انسان نے پہچانا گویا اسکی معرفت اسکو حاصل ہوئی
اس معرفت عام مین بھی سب ناطق اور مطلق شریک ٹھہرے انسان کی
تخصیص کچھ نہ ٹھہری جس چیز کو جسنے پہچانا وہ اسکا عارف ٹھہرا پس انسان کی
تخصیص فقط معرفت الٰہی سے ہے اس مقام مین سب انسان اور ملائک اور
انبیا اور اولیا عاجز اور حیران معترف بعجز و قصور ہین کہ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ
مَعْرِفَتِكَ یعنی نہین پہچانا ہمنے تجکو جیسا کہ حق پہچاننے تیرے کا ہے اور
فرشتے لَا عِلْمَ لَنَا کہتے ہین اور اولیا لوگ خود اپنے پہچاننے مین عاجز ہین بقول
شمس تبریز کے کہ مصرع چہ تدبیر اے مسلمانان کہ من خود را نمیدانم
اور عقلا کا وہ قول ہے کہ بیشتر مرقوم ہو چکا ہے یعنی ع درمعرفتش خود نیک
فکرے کردم + معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد یہان عین شناسائی اعتراف
ناشناسائی کا ہے کسو واسطے کہ کمال شناسائی اور تعقل تعلق عقل سے ہے یہان بھی عقل

وفہم کے بیشتر پاؤن کاٹتے ہین کہ ع سمند عقل در صحرای او لنگ + لباس فہم بر بالاے او تنگ + اسکے واسطے کہ ع عقل انسانی پذیرائے خطاست + آنچہ در عقلت نہ آید آن خدیست + پس جس مقام تک انسان کا سمند عقل پہونچا اُسی غائب فہم کو نافہمی سے خدا سمجھنے لگا جیسا کوئی کار افتادہ کہ گیا ہی کہ ع آنچہ پیش تو پیش از ان رہ نیست + غایت فہم تست اللہ نیست + پس عقل وفہم کا مقام معرفت مین یہ حال ہی باقی رہا علم یہ علم اکتسابی اور کتابی جو تعلیم قلم اور روایت ناطقہ مین ہے یہ بھی یہان حجاب اکبر لکھا ہی اَلْعِلْمُ حِجَابٌ اَکْبَرُ اس مقام حیرت مین سب اہل دلون کا یہ قول ہی کہ ع این عجب راہی کہ در پیش آمدہ است + عقل مفلس علم درویش آمدہ است + پس اسی راہ سے جس بندہ خاص انسان کامل کو یہ علم معرفت کا عطا کیا اُسکو علم کتابی سے بالکل لا علم امّی پیدا کیا اور کہدیا ہی کہ نہین لکھتا ہی تو اپنے داہنے ہاتھ سے جسکے الفاظ وعبارت یہ ہی کہ مَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ پس جو خاص علم معرفت کا واسطے انسان اللہ نے خاص کیا ہی اور اسی واسطے انسان کو پیدا کیا ہی کہ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ یعنی دوست رکھا مین نے اس بات کو کہ پہچانا جاؤن مین اُس پہچانے کا یہ حال ہی کہ محال ہی یہانتک کہ خود اللہ فرماتا ہے کہ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی نہین دیا گیا تمکو علم سے مگر تھوڑا وہ تھوڑا فقط ایک ذات ختم رسالت پر ختم ہو گیا جسکا اشارہ کلام اللہ مین یہ ہی کہ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ یعنی تعلیم کیا ہمنے تجکو وہ علم کہ نہین جانتا تھا تو اسی کا نام بار امانت ہی اسی کے اُٹھانے سے سب آسمان وزمین اور پہاڑ عاجز ہوے اور ڈر گئے کہ حضرت انسان نے بے سمجھے بوجھے بے تکلف اُٹھا لیا کہ ظالم اور جاہل کہلایا گیا جسکی عبارت

کلام اللہ مین ان الفاظ سے وارد ہو کہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا فَحَمَلَهَا
الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اسکے حاصل معنی پیشتر بیان ہو چکے
ہین اور شرح تفصیلی اسکی بہت دراز ہو کہ اندکے بقدر حصہ مؤلف کی کتاب
سراج النبوت اور مہر النبوت مین مذکور ہو گئی ہو کہ اس مختصر مقام تعلیم پذیری
صبیان مین مناسب نہین اس علم کتابی کہ سابق ہین جو ولایت خاصہ اور ناطقہ
مین داخل ہو حضرت امام فخر رازی مسلم الثبوت تھی اسکے مقابلہ مین وہ دوسرا علم
معرفت روحانی ہو جو قایم قلم اور ناطقہ سے باہر ہو اسکے ارباب حضرت نجم الدین کبری
علیہ الرحمہ تھے یہ دونون معصر تھے جو کہ یہ علم معرفت علم کتابی کا محتاج نہین اور علم
کتابی اسکا محتاج ہو لہذا امام فخر رازی حضرت نجم الدین کبری کے مرید ہوے جسطرح یہ علم
کتابی شاگرد کو استاد سے بواسطہ کتابت و قلم نوشت و خواند سے حاصل ہوتا ہو اسکے
مقابلہ مین علم معرفت روحانی بے واسطہ قلم و کتابت کو مرید کو پیر سے سینہ بسینہ حاصل
ہوتا ہو بیان پڑھنے لکھنے ناطقہ کو دخل نہین جیسا کہ کہا گیا ہو ؏ این مدرسہ نیست
جاے آواز + از سینہ بسینہ میرسد راز + جیسا وہ علم کتابی سفینہ مین ہو ویسا یہ علم
روحانی سینہ مین ہو ابتدا بنا اسکی صحبت بالمشافہہ شب معراج سے ہو جسکا اشارہ
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی کلام اللہ مین ہو یہان بھی اللہ نے پردہ کیا اور مبہم
بیان کیا کہ وحی بھیجی ہمنے اپنے بندے کو جو کچھ کہ دل مین آیا وحی بھیجی اور خبر اسکی
بجاے خود وہی ہو کہ پیشتر مرقوم ہوئی عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ پس وَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ
اشارہ ہو طرف علم معرفت باطنی کے جو بے واسطہ قلم و کتابت کو سینہ بسینہ حاصل ہوتا ہو

اور یہ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ خبر ہو اس علم کتابی ظاہری کی جو بواسطہ قلم پڑھنے
لکھنے سے حاصل ہوتا ہے جسکی خبر ہنگام تحریر وثیقہ مصالحہ مقام حدیبیہ مین ظاہر
ہوئی کہ اس وثیقہ صلح مین حضرت امیر علیہ السلام نے لفظ محمد رسول اللہ کی
لکھی تھی اور طرف ثانی کے منکر لوگ نہین مانتے تھے کہ ہم رسالت کی قائل نہین
رسول اللہ کی لفظ کاٹ ڈالو ہم نہین لکھنے دینگے یہ کاٹنا اس لفظ کا جناب امیر
علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کب وارکھتے اسپر جب گفتگو طول ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے خود کاغذ وثیقہ ہاتھ مین لیکر اپنے دست مبارک سے لفظ رسول اللہ پر بحکم
مصلحت وقت کے قلم مارا اور اسکی جگہ پر لفظ محمد بن عبد اللہ کی لکھدی کہ فقط
یہی کتابت قلمی اس عالم علم لدنی کے دست وقلم سے مدۃ العمر مین برآمد ہوئی ہے غرضکہ
بعد شب معراج کے وہ علم روحانی باطنی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا مین چند صحبت تخلیہ
طویل مین سینہ بسینہ حضرت امیر علیہ السلام کو آپنے تعلیم فرمایا کہ نام اسکا طریقت ہے اسکا
اعلان بحکم اور تاکید خدا کے بعد معاودت سفر حجۃ الوداع کے عین اثنائے راہ مین
بمقام خم غدیر واقع ہوا اس ابلاغ حکم موکدہ کی آیۃ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۳
مین وارد ہے عبارت اسکی ان الفاظ سے ہے کہ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ
مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
یعنی اے رسول پہونچادے جو حکم تجکو اترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے
کچھ نہ پہونچایا اللہ کا پیغام اور اللہ تجکو بچا لیویگا لوگون سے فقط اور
اسی حکم کے ابلاغ کے واسطے عین راہ روی سفر مین بیچ مقام خم غدیر کے
مقام کرکے اور بجائے منبر اونٹون کے کئی کجاوے نیچے اوپر باعانت حضرت جبرئیل

رکھ کر اور جناب امیر علیہ السلام کا بازو پکڑ کر اپنے برابر اُس منبر کجا دون پر بٹھا کر
اور تمام سب لشکر ہمراہی کو کہ راہ چلنے مین دور ونزدیک متفرق تھے ایک واز طلب
جبرئیل سے اکٹھا کر کے حدیث معروف من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا بسط تمام
فرما کر ابلاغ حکم علم معنوی اسرار طریقت اور معرفت کا باعلان تمام فرمایا جیسا کہ
شاہ عبد الحق محقق دہلوی علیہ الرحمہ مقتدا ہم سب اہل سنت کی کتاب
مدارج النبوت مین بشرح و بسط تمام لکھتے ہین فقط چونکہ یہ علم طریقت اور
معرفت کا بمنزلہ اسرار الٰہی بار امانت ہی لہذا اسکی تعلیم بے حرف و آواز صحبت سے اجے
سینہ بسینہ بصورت سے قرار پائی اور جناب امیر علیہ السلام سے حضرت حسن بصری
علیہ الرحمۃ اور بارہ امام کو نسلاً بعد نسل اور حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے
حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ بسلسلہ سینہ بسینہ ابتک ارباب
سلاسل مین جاری ہی دوسرا علم شریعت ظاہر کا جسکی تصریح احکام مین تمام کلام اللہ
ناطق ہے اسکو بواسطہ خلفاے اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم کے علی الترتیب
جاری فرمایا جو کہ علم طریقت اور معرفت کا اسرار الٰہی سے تھا اور ناطقہ اور جامہ سے
باہر اسکی تعلیم اسطرح سینہ بسینہ قرار پائی اور علم شریعت ظاہر احکام الٰہی مین سے کا
علانیہ بواسطہ ناطقہ اور قلم کے سفینہ بسفینہ جاری ہونا ضرور رہوا کہ اسرار کو چھپانا
چاہیے اور احکام کا اعلان ضرور تر ہوتا ہی کہ بدون اعلان کے تعمیل غیر ممکن ہی
پس اسمین اگر کوئی ناواقف شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کو
جدا اور متناقض سمجھے یہ محض اسکی نافہمی سمجھنا چاہیے پس اسکو یون سمجھ لینا
چاہیے کہ شریعت بمنزلہ حرف اور لفظ کے ہی کہ دیکھنے مین بھی آئی ہی اور لکھنے

بولنے مین بھی آتی ہے اور طریقت بمنزلہ معنی کے کہ بولنے مین ہو اور دیکھنے مین نہین اور حقیقت بمنزلہ مدعا کے کہ نہ دیکھنے مین نہ بولنے مین بلکہ دل سے سمجھنا چاہیے اور معرفت بمنزلہ نفس المدعا کی سمجھنا چاہیے جسکی سمجھنے کی شان حیرت اور خاموشی بلکہ بیہوشی ہے ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد ٥ کسی را درین بزم ساغر دہند + کہ داروی بیہوشیش در دہند + پس اسصورت مین ملاحظہ کرنا چاہیے کہ شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت سب باہم گر لازم اور ملزوم متفق ہین اور مانند لفظ و معنی و مدعا اور نفس المدعا کی سب باتفاق ہمد گر ایک ہین کہ کسی طرح جدائی یکدیگر کی امکان پذیر نہین کسواسطے کہ لفظ سے معنی اور معنی سے مطلب اور مطلب سے نفس المطلب کسی حال مین جدا نہین ہوسکتا ہے مگر جو شریعت مین خام ہے وہ بسبب لاعلمی اور خامی کے اہل طریقت پر طعن کرتا ہے اسمقام مین اہل دل یون کہگئے ہین ٥ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست + سخن شناس نہ جان من خطا اینجا ست + اسی طرح سے جو عابد جاہل مرتبہ شریعت کو نہین سمجھتے ہین اور کسی اہل طریقت ظاہر کے مرید ہوگئے ہین وہ علماء اور فضلا کو کاغذ کا کیڑا کہنے لگتے ہین اور سوا تقدر ضرورت نماز کے اور سب تحصیل نوشت و خواند کو اوقات ضائع سمجھتے ہین یہ محض بسبب خامی طرفین کے ہے جیسا کہ خود کتاب ظہیر الایمان مین لکھا گیا کہ مفہوم معنی چند شعر سے ظاہر ہے ٥ شریعت است و طریقت چو لازم و ملزوم + یکی بدون دگر ناتمام کالمعدوم + کسی کہ خام بشرع است منکر است این را + چنانکہ خام طریقت دران کند غوغا + زہے وہ گر بیکے ہم کسی کہ شد کامل + بود بآن دگرے نیز بالیقین قابل + نہ عقل تا کہ بود حکم شرع دستور است + چو عشق آمدہ و عقل رفت معذور است + غرض کہ راہ

طریقت بے از شریعت نیست ۔ چنانکہ را حقیقت بجز طریقت نیست ۔ سوائے این
رہ دیگر صریح پُر خطر است ۔ طریق پُر خطر البتہ واجب الحذر است ۔ پس ابتدا اور بنا
علم جامع دین و دنیا کی علم شریعت سے ہے تمام انتظام امور سلطنت و دنیا کا
عدالت پر موقوف ہے اور احکام شریعت عین عدالت ہیں جب موافق احکام شرع کے
دستور انتظام سلطنت کا عدالت پر قرار دیا سب کار سلطنت دنیا کا بخوبی درست
اور دین خود بخود حاصل ہے کہ امر الٰہی مخصوص واسطے عدل و احسان کے بصراحت
تمام ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ یعنی بہ تحقیق اللہ
حکم کرتا ہے واسطے عدل و احسان کے پس سب احکام شریعت محض عقل و
حکمت ہیں کہ امام فخر الدین رازی نے سب احکام شریعت حدود و قصاص
خرید و فروخت تقسیم سہام شرعی اور حقوق عباد وغیرہ پر دلائل عقلی قائم کی ہیں
کوئی حکم شرع کا خالی از حکمت نہیں اور کوئی مسئلہ اور فتوی شرعی خالی حکمت حکیمانہ سے
نہیں پس ابتدا اور مناسب علوم کی شریعت کو شریعت کو سمجھنا چاہیے اور شریعت
اور احکام شریعت ہر دین و ملت کی موافق آئین اس دین کے عین مفید اور حکمت اور
مصلحت ہیں اور اسکے بالعکس غیر رہی مثلاً احکام شریعت اسلام ہنود میں اور
احکام شاستر ہنود کے اہل اسلام میں جاری کیے جاویں نہایت فتور اور فساد متصور ہے
اور ہر فریق کو اپنے احکام مسائل ضروریہ دینی پر آگاہ ہو جانا اور طریق عبادات
دینی پر آگاہ ہونا ضرور مقدم ہے اور اختلاف دینوں اور مذہبوں اور شریعتوں کا
ابتدا سے اللہ کی طرف سے ہے کہ ہر نبی کے واسطے کتاب جدا احکام جدا دین
جدا شریعت جدا جیسا کہ خود اللہ فرماتا ہے پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۱

لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ
واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اتٰکم فاستبقوا الخیرات
الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون یعنی ہر ایک کو
تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ شریعت کی اور اگر اللہ چاہتا تو تمکو ایک
دین پر کرتا لیکن تمکو آزماتا ہے اپنے تعمیل احکام مین سو تم بڑھکر لو خوبیان نیکیان
اللہ کے پاس تم سبکو پہونچنا ہے پھر آخر کو آخرت مین جتاویگا یعنی آگاہ کر دیویگا تمکو
اللہ تعالی جن باتون مین آپسمین اختلاف کرتے ہو تم فقط پس جسصورت مین اللہ
یہ فرماتا ہے اور سب دین اور مذاہب اور انبیا اور کتابین اور احکام شریعت اور عبادات
ہر دین کے جدا اختلاف ازل سے پیدا فرمائے کہ لکم دینکم ولی دین اور اس دستور
احکام الٰہی کو تسلیم کر لینے کا نام اسلام اور اسی کا نام ایمان ہے کہ امنت باللہ وملئکتہ
وکتبہ ورسلہ انکی شان ہے پھر کسی اہل اسلام کو کسی پر اعتراض اور انکار کرنا
یا کسی کو آپ سے برا سمجھنا کب اسلام کی شان ہے جیسا کہ ارباب طریقت اسلام
صوفیہ صافیہ کا طریقہ ہے کہ آپ سے زیادہ کسی کو برا نہین سمجھتے پس اس مقام
فقر و فنا توحید اور معرفت مین جو اکثر فریق کی کتابین اور حالات دیکھنے
سننے مین آئے کمتر اختلاف اور نزاع پائی گئی یہانتک کہ اس ہندوستان مین
ہندو اور مسلمان کا بڑا اختلاف دینی ظاہر ہے کہ ہندو مسلمان کو اس قدر برا
اور نجس جانتے ہین کہ کہتے ہین اگر مسلمان کا سایہ یا پانون انکی رسوئی مین
پڑ جاوے تو نہین کھاتے اور چھوڑ جاتے ہین اسی طرح بعض مسلمانون کا بھی
یہی حال دیکھا گیا کہ نفرت کرتے ہین اور نجس جانتے اور اس خاص ملک ہندستان ہین یا

اکثر یہی دونون فریق بہت مین جب آئین اسطرح خلاف دینی ہوا پھر باہم معاشرت
اور معاملت کیسی دشوار ہو جب اسپر یہ غضب ہوا کہ سلاطین اسلام کو بھی تعصب
دینی ہوا اس سبب سے اسکی خرابیان اور فسادات اور ہزارون جدال و قتال
اور خونریزیان سلف سے آج تک ظاہر ہین کہ یہی بنا فساد بعد قتل ہزارون بیگناہ
طرفین کے سبب تبدیلی عملداری سلطنت اودھ کا ہوا اور ابتک اگر کبھی محرم
عشرے مین کوئی برت ہنود کا واقع ہو یہی بنا فساد کی موجود ہے اسی نظر سے
سرکار عالم پرور نمونہ رحمت عام الٰہی نے کسی تالیف اور تصنیف فرمایش اشتہاری
مین مضامین مذہبی دینیات کو روا نہ رکھا اور مستثنا کر دیا تا یہ فیض عام
رحمت شاملہ کسی دین و مذہب کی خلاف نہو اور اس کتاب کا سرشتہ سلسلہ سخن
ایسے مقام مین طول ہو گیا یہ صریح خلاف ہے منشاے سرکار کے اور خلاف نفع رسانی
عام کے ہے لہذا مولف کو اس مضمون کا واضح کرنا اور حسب منشاے سرکار کی رعایت
اور تدارک ضرور تر ہوا پس صورت اس رعایت کی یہ ہے کہ امتناع سرکار محض
بنظر اصلاح اور رعایت طرفین کے ہے ایک دین و مذہب کی احکام بے شبہہ خلاف
طرف ثانی کے ہونگے پھر ایسی کتاب سبب نفع رسانی عام اور مقبول خاطر طرفین کی
کب ہو سکتی ہے کہ مذاہب و ادیان مختلف ہین لہذا یہ مولف دست بستہ عرض
کرتا ہے کہ ایسے اختلافات اور منازعات دینی کو کہ مایہ ہزارون فسادات و خونریزیون
اور عداوت کے ہین تا امکان اصلاح کرکے تبرفی طرفین بہ تصنیف و تالیف الفت
اور موافقت سے بدل کر دینا چاہیے نہ کہ ترک تالیف دینیات سے ایسی آتش عداوت
دینی کو زیر خاکستر چھپا دینا نہ چاہیے کہ کبھی نہ کبھی خالی نا کردہ فسادات ایام عذر کے احتمال

پھڑک اٹھنے کا ہو خصوصاً حکام مصلح کل فیض عام کو اس قسم کی تالیف کتب مین
کہ باعث تالیف قلوب خاص و عام اور سبب اصلاح اختلافات دین کی ہون اہتمام
فرمانا قرین صلاح معلوم ہوتا ہو نہ امتناع مگر ہان کہ یہ اختلافات ادیان اور
مذاہب اور تناقض ہمدگر سلف سے بحکم خدا چلا آتا ہو جیسا کہ پیشتر آیہ قرآنی مرقوم ہو
پس اس فعل قدیم الٰہی کی اصلاح جسکو خود خدا نے ازل سے مختلف اور متضاد
پیدا فرمایا ہو بندہ بے اختیار مجبور محض سے کیا ہو سکتی ہو جو تالیف کتب سے ایسے
اختلاف آفریدۂ الٰہی کی تالیف کرے اندا یہ امر محال امکان بشر سے باہر سمجھ
کرکے سرکار والا نے امتناع اولی سمجھا اور انسان مجبور کو تکلیف مالایطاق سے
معاف رکھا الحق کہ یہی سبب ممانعت تالیف کتب دینیات مذہبی کا قرین العقل
اور بجا معلوم ہوتا ہو پس باوجود جاننے اس ممانعت بجا اشتہار ہی کے جو سلسلہ سخن
جولانی قلم سے اس مقام تک پہونچا البتہ بہ ارادہ مولف نہ سمجھنا چاہیے بلکہ فعل کسی
اور مولف حقیقی کا سمجھنا چاہیے کہ جسنے روز ازل سے اجتماع نقیضات سے وجود
اس پیکر خاکی کو مرکب کیا اور یہی تالیف اضداد کو سبب بقا اور زندگی کا
قرار دیا اسکی شرح بہت دراز ہو کہ بجائے خود قطعہ صراط المستقیم مین لکھوں تو خوف ہو
خامہ اس سیہ نامہ سے نکل گیا ہو پس جب فعل اس حکیم مطلق کا بلا ارادہ مولف کے
ٹھہرا اب اس حکیم کی مصلحت اور حکمت ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جبتک اس کا یارا دو ہی مین
عمل اہل اسلام ابنائے جنس کا رہا ہمیشہ تعصب مذہبی اور خود پسندی اور
نفسانیت مسلمانون مین باہم یگر نزاعین اور خونریزیان رہین اور ہندو سے
مقاتلات کا کچھ حد و حساب نہین جسکا ادنےٰ نمونہ معاملات نادر شاہ و جنگ کا تھا

واقع فیض آباد در مقام ایسا مولوی میر علی مرحوم باصدہا ہمراہیان ہوئیں تبا تیر
وقت اُس زمانہ مین کبھی مولف کے دل پر مضامین اصلاح اور موافقت دینی ہنود
مسلمان کے وارد نہ ہوے نہ اس قسم کی کتابین نظر مین آئین اور اگر کوئی کتاب بہم بھی
پہونچی اور ارادہ ترجمہ کا ہوا زمانہ نے مہلت نہ دی اور وہ کتاب بھی تلف ہو گئی جھگڑوں
ایام غدر مین غارت گر سیلاب متواترہ ہر روزہ سے جو نوبت پہونچی ظاہر حال سے ظاہر ہے بعد
اسکے جب بہر تسلط ثانیہ عمل عالم پرور سرکار انگلشیہ نے حیات تازہ بخشی اور یکبار عفو عند القدر
جان بخشی اور خطا بخشی ہزارون مقیدان مجرم و حسب القصاص کی فرمائی جیسا بعد اختصار
مقدمہ کتاب مین مذکور ہو چکا ہے پس اس حال مین بتاثیر اس عہد صلح کل حمیت شاملہ
عام کے مولف کے دل مین مضامین اصلاح دینی ہنود مسلمان کے وارد ہونے لگے اور
ہنگام دیکھنے قرآن و حدیث کے جداگانہ امداد ہونے لگی اور کتابین معتبر ہنود کی ہندین
قومی بہم پہونچنے لگین اور فرصت تالیف اور ترجمہ اردو کی بھی من اللہ مہیا ہو گئی ان کتابون سے
جو احکام دینی قدیم ہنود کے زبان مہادیو سے لاکھون برس پیشتر قبل خلقت آدم
علیہ السلام کی بابت زمانہ ستجگ کے معلوم ہوے اکثر صلح کل خیر محض مطابق دین اسلام کے
اور سب اخبار مطابق قرآن و حدیث کے پس ان سب کی تصدیق اور تطبیق آیات قرآنی
اور احادیث نبوی سے کر کے اور اخبار پیشین گوئی مہادیو کو اخبار جد الوقوع سے مطابق
کر کے او تائید اور تقویت احکام دین اسلام کی کتب معتبرہ ہنود سے اور تصدیق اخبار
اور اقوال مہادیو کی کتب اسلام سے اس طرح سے ترجمہ اردو اللہ نے کتاب عجیب النفع
صلح کل ترتیب کروا دی ہے کہ طرفین کو مایہ تصدیق اور تسلیم اور سبب اصلاح باہدگر
کی ہے اور کسیکو طرفین مین مقام انکار اور تردید کا نہین کہ ایک معنی سے ہم آہی

ہدایت المومنین ہی اور دوسرے معنی سے نام اسکا تقویت الاسلام زیبا ہی لہذا و وایسے ہیں چونکہ خلاف ان دونون فریق کا دینیات مین ہی لہذا وہ کتاب بھی تطبیق احکام دینی مین لکھنا مصلحت معلوم ہوا پس جو ممانعت سرکاری واسطے تالیف کتب مذہبی کے ہی محض بنظر خلاف فریقین کے لائق تقسیم نفع عام کے نہ سمجھی گئی ہوگی کہ ما یہ مناظرہ کا ہی اب جس حالت مین محض صلاح اور موافقت اور تالیف طرفین کی اسمین لکھی پائی جاوے پس امید خدا سے ہی کہ ایسی کتاب صلح کل کا قدر شناس اس کار مصلح عام زیادہ اور کوئی کمتر ہوگا لہذا حکم اسکو چھاپہ کا دیا گیا بلکہ کئی کاپی غبایت آگی چھپ بھی چکی ہین امید خدا سے ہی کہ تا اختتام اس سودہ کی وہ بھی چھپ چکی بعد چھپ جانے کے چھپ نہ رہیگی انشاء اللہ پیش نظر سرکار والا قدر ہوگی پس اس تقویت پر باوجود علم خلاف منشاء سرکار کے مقام دینیات مین بے اختیار قلم درازی ہوگئی ہی اگر عذر معقول ہو مقبول ہو والا اختیار باقی ہی کہ ہنوز مسودہ اول ہی پس جس جامع نقیضات نے ترکیب اور ربابا اس جسم ظاہر خاکی کی اجتماع نقیضات سے قرار دی اور باطن کی اجتماع نقیضین روح نفس سے قائم کی اسی جامع نقیضات نے سبب ضد او مذہب بارسال انبیا اور کتب آسمانی باحکام مختلف قرار دیے ہین جو بسبب تعصبات مذہبی کے باہمدگر تناقض او اختلاف بلکہ عناد اور خونریزیون کی نوبت پہونچی لہذا وہ جامع نقیضات متوجہ بطرف اصلاح ظاہر و باطن کے ہوا اسکا سبب عالم ہما یہی ہین یہ قرار دیا کہ ایسی قوم جمعت عاقبت عمیم متعصب عفو عند القدرت کا طینت النیکاتیم محض عباد صالح کو بحکم اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ وارث خاص اس سرزمین خاص کا کرنا چاہا یہ حصہ اختلاف مذہبی کا مدت دراز سے جمع تھا اور ہمیشہ باہمدگر جدال و قتال در

خونریزیان ہوتی چلی آتی تھین اور سلاطین عہد بھی باستدلال فاقتلوهم حيث
وجدتموهم اسی جدال و قتال مین اکثر مصروف رہتے تھے پس ان حکام صلح کل خیر
محض نے اصلاح ظاہر کی اس خوش انتظامی اور تالیف اور عفو عند القدرت سے قرار دی
کہ باہمہ خلاف مذہبی کے سب ہندو مسلمان بموافقت ہمدگر باسائش تمام بسر کرتے ہین اور
اصلاح باطنی کے واسطے حکام خیر محض کے دل مین یہ تقاضا فیض عام کا غالب ہو گیا کہ
بہزاران قدرشناسی اور مصارف کثیر مدارس قایم کر کے کتب لائق منافع عام کہ کسی دین و
مذہب کی خلاف نہو بہزاران قدردانی اور داد تحسین تالیفات اور تصنیفات کر کے تقسیم
عام فرماتے ہین اور اسی حکیم مطلق جامع نقیضات مصلح کل نے ارباب تصنیف اور تالیف کو
اسطرح کی تالیف قلوب کی مضامین دلون پر القا کیے اور اپنی کتاب اور حدیث سے
مدد دی کہ مثل کتاب ہدایت الہنود اور تقویت الاسلام کی مرتب ہو گئی اور نوبت
چھاپنے کی بعنایت الٰہی پہونچی لہذا اسی قسم کی کتابین بمضامین اصلاح کل و رفع
نزاع اور اصلاح فریقین یا کتب علم و ادب اور تہذیب اخلاق اور طریق کاروبار اور
معاملات داد و ستد اور خرید و فروخت دنیوی کی جنسے جانب دین کی بھی ہاتھ سے
نہ جاوے مثل کتاب اردو مسمی اکسیر السعادت مذکورہ بالا یا کتب مضامین عبادات
دینی برعایت دین اور زبان پڑھنے والون کے نسبت اور کتب قصص و حکایات خیالی
وغیرہ کی واسطے حرف شناسی کے تعلیم کرنا مفید اور اولیٰ تر معلوم ہوتا ہے کہ تا مدت
حرف شناسی جب تھوڑی مدت مین آہستہ آہستہ سن تمیز کو پہونچتی گئین اور سمجھ آنے
لگی اصلاح طبیعت بھی بتدریج ہوتی گئی کہ شوہر پہونچنے تک عاقلہ بالغہ صالحہ متقیہ صاحب
علم و ہنر ہو گئین پھر جب بعد حرف شناسی کے ایسی کتب کا مزا اور ذوق دلکو حاصل ہو گیا ہے

پھر انکو ترغیب اور تعلیم کی کون حاجت رہیگی ان کتب کا انسے ترک اور جدا کرنا
مشکل پڑے گا بخلاف انکے اگر یہی حرف شناسی اور کتابون قصہ کہانی یا حکایت
خیالی اور مضامین دماغی یا معاذ اللہ مثنویات اور حکایات عاشقانہ سے ہوتی
جسقدر بتدریج سن بلوغ جوانی کو پہونچتی گئین اسیقدر مشق گمراہی مین قوی ہوتی
گئین ہر چند پیٹ پالنے کے لائق استعداد اندک حرف شناسی کی ساتھ بشرط تائید تقدیر
ممکن ہو بعد پیٹ بھرنے کے فساد گندم کی اصلاح اس حرف شناسی سے عقل مین نہین
آتی بلکہ اس مرض کی ترقی متصور ہی جسکے ہزارون امتحانات نمایان ہین یہانتک
کہ اکثر ارباب احتیاط نے اسی سبب سی ترک تعلیم کا اولی جانا پس یہ آفت اس طرح کی
حرف شناسی مین محتاجین کے واسطے آخر کار بعد شکم سیری کے ہی اور سر دست ادراک
تقاضائے شکمی اور باعث رفع محتاجی فائدہ نقد ہی بخلاف شکم سیری غیر محتاج کی وہان
سب فسادات گندم کی پیشتر سے مہیا ہین انکو ان قسم کی کتابون سے حرف شناس کرنا
ایسا ہے جیسا خوب باروت کا گلہ و لاتیی رنجک یا دیا سلائی تیز کو اندک خوب
تیز یا آگ دکھادی اسکی بھی حکایتین بلکہ کتابین اور مثنویات مشہور ہین اور
عقل بھی بخوبی تمام قبول کرتی ہی پس خود تو منصف باش عاقل اینکہ با آن نکو

باب چھٹا بیچ بیان اُن علوم و ہُنر کے جو عورتون کو سکھانا چاہیے

اب پہلے یہ قاعدہ کلیہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ ہر دختر و پسر کے ساتھ نفس اور ہمزاد
شیطان کا ہمراہ پیدا ہوتا ہی کہ یہی معنی لفظ ہمزاد کی ہین پس اسی کا دخل و تصرف
ایام طفلی سے تا حد بلوغ بڑھتا جاتا ہی اور لطیفہ روح انسانی جسکو مدد زیر عقل سلیم سے

پہونچتی ہے وہ زمانۂ طفلی مین محض بیکار اسکی تکمیل بعد پہونچنے عمر چالیس برس کے
ہوتی ہے جیسا کہ سورۂ احقاف پارہ ۲۶ مین اللہ فرماتا ہے کہ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً
یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب عقل کامل کو صلے اللہ علیہ وسلم حکم بعثت کا
بعد چالیس برس کے دیا اسی سے قبل کی عمر یعنی روز ولادت سے تا چہل سالگی ایام
جہالت کہوجاتے ہین جب اُس عقل کامل کی نسبت یہ معاملہ ہو پھر اور کسی فرد بشر کے
ایام جہالت کو کیا سمجھنا چاہیے اس امر خاص مین فقط حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام
کی تخصیص از روے اخبار قرآنی کے پائی جاتی ہے کہ جب بحکم فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا
فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطن مادر مین آئے
اور بمفاد فَاَجَاءَھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ زیر درخت خرما ولادت
شریف علیہ السلام واقع ہوئی تب حضرت مریم علیہا السلام بہت متردد ہوئین اور
خوف بدنامی اور بدگوئی قوم سے کہنے لگین کہ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا
وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا یعنی اے کاش کہ مرجاتی مین قبل اسکے اور ہوجاتی مین
فراموش ولہذا فقط تا اِس بدگوئی اور بدگمانی خلق سے نجات پاتی اُس وقت
اللہ تعالیٰ نے واسطے تسکین حضرت مریم علیہا السلام کے فرمایا کہ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ
اَحَدًا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا
یعنی اے مریم جب دیکھے تو کسی آدمی کو پس کہے تو کہ مین نے نیت کی ہے
واسطے اللہ کے روزہ کی پس نہین کلام کرونگی مین آج کے روز کسی ادمی سے یعنی
یہ مضمون نہ بولنے کا اشارہ سے ادا کیا جاوے اور یہ بھی اس سے پایا گیا کہ اُس وقت
مین شرط روزہ کی نہ بولنا تھا بہر حال آخر کار جب سب اہل قوم آئے اور اُس حمل روح اللہ بے شوہر

انکار کرکے حضرت مریم علیہا السلام کو الزام دینے لگے کہ اے خواہر ہارون کی نہ تھا باپ
تیرا بدکار آدمی اور نہ تھی مادر تیری باغی یعنی خدا کی اطاعت سے بغاوت نہین کرتی
تھی تو نے یہ کیسا برا کام کیا یہ مضمون کلام اللہ مین ان الفاظ سے مذکور ہے
فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ط قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ۔ یٰۤاُخْتَ
هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ۵
پس اُسوقت بحکم فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ اشارہ کیا طرف حضرت عیسی طفل نوزاد کے
یعنی بحکم خدا بعذر صوم منھ سے حضرت مریم علیہا السلام نے کلام نہ فرمایا اور اشارہ سے
کہا کہ اسی طفل نوزاد سے پوچھو تب سب اہل قوم کہنے لگے کہ کسطرح ہم کلام کرین
اُس لڑکے سے جو بیچ منھ کے چھوٹا لڑکا ہو جسکی عبارت ان الفاظ سے کلام اللہ
مین وارد ہے کہ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ۵ تب اُسوقت
حضرت عیسی علیہ السلام نے اُس حالت جنین نوزادگی مین یہ کلام ہدایت نظام کے
فرمائے جسکی عبارت قرآن مجید مین ان الفاظ سے اللہ تعالی بیان فرماتا ہے
قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۔ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا
اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۔ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ
وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۔ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَ
یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا پس یہ سب کلام زبان عیسی علیہ السلام سے اللہ تعالی خبر دیتا ہے
اسکا لفظی ترجمہ اُردو حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ یون لکھتے ہین کہ کہا

حضرت عیسی علیہ السلام نے کہ مین بندہ ہون اللہ کا کہ مجکو اُس اللہ نے کتاب دی ہے

اور مجکو نبی کیا ہے اور بنایا مجکو اللہ نے برکت والا جس جگہہ مین ہون وہان برکت [illegible]

اور تاکید کی مجکو نماز کی اور زکوۃ کی جب تک مین رہون جیتا اور سلوک نیک
کرنے والا اپنی مادر مہربان سے اور نہ بنایا مجکو اللہ نے ظالم بدبخت اور سلام ہو
مجھپر جسدن مین پیدا ہوا اور جسدن مین مرون اور جسدن پھر مبعوث ہون زندہ
ہوکر فقط اب بیان اسکو بعد اللہ فرماتا ہو کہ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي
فِيهِ يَمْتَرُونَ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا
يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۔ یعنی یہ ہو عیسی مریم کا بیٹا سچی بات جسمین جھگڑتے
ہین اللہ ایسا نہین کہ رکھے اولاد وہ اللہ پاک ذات ہو جب چاہتا ہو کچھ کام
کرنا یہی کہتا ہو کہ ہوجا پس وہ کام فوراً ہوجاتا ہو فقط پس بیان مراد اس بیان سے
یہ ہو کہ اسطرح سے بیٹھے ہی نکلتے ہوے ایسے کلمات ہدایت کی سوے اس اعجاز عیسوی کے
اور لڑکون صغیر نادان کا کام نہین یا اسی سورہ مریم مین چند سطر اسکے ماقبل حضرت
یحیی علیہ السلام کی بشارت اللہ نی حضرت زکریا علیہ السلام کو اس عبارت و الفاظ
سے وی ہو کہ یَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى یعنی اے زکریا ہم
بشارت دیتے ہین تجکو ایک لڑکے کی جسکا نام یحیی ہو فقط پھر اسکی چند سطر وکے بعد
فرماتا ہو کہ یَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا یعنی اے یحیی
اُٹھاے کتاب کو قوت سے اور دیا ہمنے اُسکو حکم کرنے کا حکم لڑکپن سے فقط پس
اُنھین دونبی کی خبر اسطرح کلام اللہ مین پائی گئی کہ اُنکو پیدا ہوتی ہوے آغوش
مادر سے حکم ہدایت اور رہنمائی کا اللہ کی طرف سے حاصل تھا اور باقی سب انبیا
اور سب بندگان خدا کے واسطے حکم تکمیل عقل و فراست کا بعد چالیس برس عمر کے
کہ حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً الخ جیسا کہ پیشتر مرقوم ہوچکا ہو پس جب

تکمیل مدت عقل کی میعاد چالیس برس کی عمر مین ٹھہری پھر لڑکون کو نرم طبیعت
کی عقل و تمیز اور فہم و ادراک ظاہر ہی ہے چاکہ لڑکیان صغیرہ جنکی اصل طبیعت باطنی مین
اور اعضاے ظاہری مین بالطبع نرمی اور نازکی اور رقیق القلبی پیدا کی گئی ہے
اور اسکی وجہ اور مصلحت حکمت الٰہی پیشتر مذکور ہو چکی ہے پس جب ایسی نرم طبیعتین ایام
طفلی صغیر سنی سے عقل سے خالی اور شوہرون سے جدا ہین اور نفس و ہمزاد شیطان
روز ولادت سے ہمراہ کہ اسی سبب سے لڑکونکی شرارتین خود ظاہر اور مشہور ہین اور جسقدر
روز بروز لڑکے بڑھتے جاتے ہین جوش جوانی اور مستی اور مدہوشی اور قوت نفسانی کو ترقی
ہوتی جاتی ہے اور جو کچھ عقل اور تمیز اور سمجھ آتی جاتی ہے وہ جہل جوانی اور قوت نفسانی
اور مغلوب الغضبی مین صرف ہونے لگتی ہے اور مغلوب الغضبی اور نفسانیت کا
نام ایام جوانی مین حمیت مردی اور غیرت اور جوانمردی رکھ لیا کرتے ہین جب
آہستہ آہستہ چالیس برس کے بعد یہ جوش جوانی لچتا ہے اور نرمی پکڑتا ہے
تب جاے کر عقل سلیم کی ابتدا ہوتی ہے اور صلاحیت آنا شروع ہوتی ہے پس
ایسے طبائع نرم بعید العقل سے نفس شیطان کی اصلاح اگر ابتداے صغیر سنی سے
بنا درست نہوئی پھر جوانی اور پیری مین کب اصلاح پذیر ہوتی ہے پس اس
بنا کی درستی سواے علم کے کون کر سکتا ہے اور علوم ہر طرح کے ہوتے ہین شیطانی مایہ
ضلالت اور بطالت اور رحمانی مایہ ہدایت اور صلاحیت پس سب طرح کی علوم
مقید ہین سلسلہ حروف اور الفاظ و عبارات مین لہذا اسکے حاصل کرنے
کے واسطے اولاً حرف شناسی شرط جب ہوئی اور یہ حرف شناسی دو طرح سے
ہو سکتی ہے کتب شیطانی زیا کتب رحمانی پس کتب شیطانی اسی قسم کے مضامین

سمجھنا چاہیے جیسے مثنویات اور حکایات عاشقانہ فسادات گندمی قوتی و خیالی بے حاصل محض اس سے حرف شناسی بسبب مناسبت طبائع طفلی اور جوانی کے اگرچہ جلد متصور ہے مگر ایسے طبائع نرم بعید العقل اسیر نفس و شیطان کے واسطے رنجک تیز پر آتش ہو جاتی ہے بلکہ کتب قصص و حکایات خیالی سے بھی حرف شناسی بسبب مناسبت طبع طفلی اور ابتدائے جوانی کے اسی جانب بد اہی کی طرف پھیر دیتی ہے اور آیندہ کو اصلاح دشوار ہو جاتی ہے یہ حال طبائع مردون مستقیم المزاج کا امتحان میں آچکا ہے چہ جا کہ لڑکیان نرم طبائع سریع القبول بعید العقل پس سوائے کتب دینیات یا تہذیب ادب و اخلاق پند و نصائح عبادات مذہبی دینی کے اور قسم کی کتاب لہو و لعب ہزل یا زمی قصص و حکایات فضول خیالی یا دیوان اور مثنویات عاشقانہ چند مدت نزدیک نہ آنے پاوین تو عقل کے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے ہان مگر جب ابتدائے زمانہ طفلی سے جوانی تک کتب اخلاق و تہذیب کی حرف شناسی سے طبائع نرم آہستہ آہستہ اصلاح اور تقویت پکڑ جاوین پھر جن کتابون کو جی چاہے مطالعہ کرین گمان ضرر کا کمتر ہے مگر بعد اصلاح طبیعت کی کتب اخلاق اور تہذیب سے پھر ایسے کتب فضول مہمل کی طرف طبیعت کب مائل ہوگی کہ بالطبع نفرت ہو جائیگی اس حالت مین سوائے کتب سیر اور تواریخ اور قصص الانبیا اور حدیث اور تفسیر کے کب اور کتاب فضول کی جانب توجہ ہوگی اور اگر کہین کتب تصوف کی طرف توجہ ہو گئی پھر تو اور ہی عالم اور ہی مقام ہے بیان تعلیم اور مدد اور ہی مقام سے پہونچا کرتی ہے کہ حرف اور آواز اور ناطقہ اور خامہ کو بھی دخل و بار نہین جیسا کہ بیشتر مرقوم ہو چکا ہے کہ ۵ این مدرسہ نیست جائے آواز

از سینه به سینه میرسد راز + جیساکه عورتین پرده دار ہوا کرتی ہین اسی طرح
یہ اسرار طریقت کا بھی بے تعلیم اکتسابی پردے مین دل کو دل سے پہونچ جاتا ہی
اسی واسطے خاص واسطے بیعت اور ہدایت عورتون کے خدا نے اپنے حبیب
صلے اللہ علیہ وسلم کو بصراحت تمام بلفظ صیغہ اور ضمیر مونث کے حکم فرمایا کہ
یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ
شَیْئًا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ
یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ
فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی
اے نبی جسوقت آوین نزدیک تیرے عورتین مومنہ واسطے بیعت کے اوپر
نہ شریک کرنے ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ کرنے بہتان اور افترا جھوٹ کو
درمیان ہاتھون پانون انکے کے ہی اور نہ گناہ اور معصیت کرین بیچ امر معروف کے
پس بیعت قبول کر انکی اور طلب مغفرت کی کر واسطے انکے اللہ سے بتحقیق اللہ
بخشنے والا رحم کرنے والا ہی فقط پس یہ علم اور ہی آور مقام اور ہی یہان بیچ مقام
تعلیم نسوان اور صبیان کے اول حرف شناسی مقدم ہی لہذا یہ جاے سخن بیان
ہوسکتی ہے کہ لڑکے بے بوجھ نافہم کم عقل سوائے کھیل کود ہنسی دل لگی قصہ
کہانی کے اور باتین علوم دینی اور تہذیب ادب و اخلاق کے کیا سمجھتے ہین لہذا
ایسے علوم مشکلہ سے انکی طبائع وحشی زیادہ تر وحشت کرینگے اور گھبرا اٹھینگے اور جب کچھ
مضمون سمجھ مین نہ آیا ہرگز انکا جی نہ لگیگا اور گھبرا جائیگا اور یاد نہ رہیگا لہذا بقدر
فہم و ادراک مخاطب کے کلام اور تعلیم کرنا قرین عقل کے معلوم ہوتا ہی کہ کلموا الناس علے قدر

عقول لهم آیا ہی پس یہ جاے سخن بہت بجا اور مناسب بجاے خود قرین عقل
معلوم ہوتی ہے لہذا ایسے مقام مین عاقل کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اول صبیان محض عقل سے
خالی اور بے سمجھ محکوم نفس اور رہنمزاد اور جسقدر جوش عنفوان جوانی کا بڑھتا جاتا ہی
نفس کو قوت اور غلبہ ہوتا جاتا ہی کہ عقل مہمان تازہ وارد بھی ایام جوانی مین
مغلوب نفس کی ہو جاتی ہی پس ایسے مرض کی دوا نقیض سے چاہیے نہ موافق سے
کہ مرض کو قوت دینا ہوتا ہی اور اسی زمانہ طفلی مین طبائع نرم دواپذیر ہوا کرتے ہین
جب ابتدا سے علاج مین مرض کا ہو گیا پھر اُس مریض کا انجام کار کیا متصور ہو خصوصًا
دختران دوشیزہ کہ مدت لیاقت تعلیم پذیری مکتب کی بہت کم اور طبائع سریع القبول
بہ نسبت لڑکون کے زیادہ نرم انکو جب تک تعلیم حرف شناسی کی علاج موافق مرض
ہوئی تب تک وہ سن بلوغ کو پہونچ کر بجاے زنان شوہرون کے گھر گیئن
پھر اُس تعلیم حرف شناسی مین نفس کا وہی ثمرہ پیش نظر ہی کہ ارباب احتیاط کے
امتحان مین اگر سبب ترک تعلیم آیندہ کا ہو گیا ہی اور اگر یہ کہا جاوے کہ صبیان کا
جی کب ایسے مضامین مین لگیگا جب جی نہ لگا حافظہ کب قبول کریگا اور یاد کیا
رہیگا پس محنت رائگان ہوئی پس اسکے جواب مین یہ سمجھنا چاہیے کہ صبیان کا جی
اس طریق حرف شناسی رعایت طبعی مین مرض مین کب لگتا ہی اور کب
اپنی خوشی سے آپ پڑھنے لگتے ہین یہ بھی تو بزبردستی مار پیکر کے پڑھائے جاتے ہین
ہر چند کتاب مین ہنسی دل لگی حسب مزاج طفلانہ باتین ہون مگر خوشی و شوق سے
جی لگا کر کمتر پڑھتے ہین پس جب مار پار کر بجبر و تحکم پڑھانا فرو ٹھہرا اس صورت مین
یہ جبر و تحکم کاش اُسی حرف شناسی علوم حکمت و صلاحیت مین ہوا کرے تو مناسب تر ہی

جسقدر عقل و شعور اور ذہن و تمیز آتا جائیگا اصلاح مزاج اور مدد عقل سلیم کی بڑھتی جائیگی اور جسقدر شعور بڑھتا جاویگا غور و نجور و مزا اور شوق اور امداد روحانی روز بروز بقدر ترقی عمر کے بڑھتی جائیگی کہ تصانیف اور اشعار فضول عاشقانہ ایام جوانی کو مہمل اور بیہودہ جانکر چاک کر ڈالتے ہین کہ یہ بھی امتحان مین آچکا ہی جیساکہ زمانہ طفلی اور ابتداے نوخیزی جوانی مین بسبب ضعف اور مغلوبیت عقل سلیم کے غلبہ نفس اور قوت غضبی اور شورش ہوانی اور فساد گندمی حجاب عقل سلیم کے ہوجاتے ہین اسی قدر اسکو مقابلے مین جب عمر چالیس برس سے تجاوز کرتی ہی روز بروز ندامت ایام گذشتہ سے اور عقل سلیم کو قوت اور شورش نفسانی کو ضعف اور حسرت اور ندامت بڑھتی جاتی ہے اور قوت روحانی کو قوت ہوتی جاتی ہی یہان تک کہ وہی نفس امارہ سرکش محکوم اور مطیع روح کا ہوکر مطمئنہ خطاب پاتا ہی اور عالم قدس سے بصد رضا اور خوشنودی ندا آتی ہی کہ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي یعنی ای نفس مطمئنہ رجوع ہو تو طرف رب اپنے کے راضی برضا پس داخل ہو تو بیچ بندون خاص ہمارے کی اور داخل ہو تو بیچ جنت ہماری کے پس یہ مرتبہ اور صلاحیت اس نفس سرکش کی آخر کار ہوجاتی ہی مگر یہ صلاحیت نفس کی جبھی ہوتی ہے کہ ابتدا سے طفلی سے بطرف علوم صلاح اور تقوی اور تہذیب اخلاق اور کسب سعادت کی رجوع ہو اور ایسی ہی کتابون تہذیب سے تعلیم پذیر ہو ورنہ حرف شناسی کتب باطلہ کا معاذ اللہ نائب ابلیس کا ہوکر اورون کو گمراہ کرتا ہی أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ بقول سعدی علیہ الرحمہ کہ

۵ ترک دنیا بمردم آموزند + خویشتن سیم و غلہ اندوزند + پس جس صورت مین تعلیم حرف شناسی مین باوجود رعایت مزاج شیطانی لڑکونکی بھی دلچسپی نہ ہو اور اسمین بھی جبر و تحکم ناگزیر ہو کہ طفل بمکتب نمیرود و لے برندش اور اگر باوجود جبر اور تحکم کے تعلیم پذیر بھی ہون تو انھین مضامین لغویات حسب طبیعت شیطانی سے اس صورت مین ایسے علاج معین مرض سے سوائے ضرر کے کیا فائدہ متصور ہو سکتا ہی کاش اسقدر محنت اور جبر و تحکم تعلیم علوم تہذیب اخلاق مین ہوا کرے تو اولی تر اور مفید زیادہ معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ علاج مرض کا نقیض ہے دستور ہی جب بیماری گرمی سے ہو گی تب سرد دوا دیتے ہین اور سردی مین گرم یہان مرض بے عقلی اور لہو بازی اور شرارت ہمزاد تقاضاے سن ابتدائی عارض ہی پھر آہستہ آہستہ جب ابتداے عقل و شعور حد بلوغ جوانی شروع ہوئی فساد نفسانی اور شورش جوانی عقل کو مغلوب کر دیتی ہی ایسے دنون مین علاج ان امراض کا موافقت مرض سے کیا گیا اور اسی طرح کی کتابین لغو لہو لعب یا مثنویات عاشقانہ اور حکایات فضول خیالی پڑھائی گئین سمین ہر چند سرست حرف شناسی جلد ہو جاتی ہی مگر فسادات بھی ظاہر ہین خصوصاً عورتون خانہ دار پایہ ننگ و ناموس کے واسطے احتیاط اولی معلوم ہوتی ہے اور بے پردہ غیر محصنہ عوام بے احتیاط کو اختیار ہی کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ سب طبیعتین یکسان نہین ہوتین بعضی لڑکے ذہین تیز طبیعت ہنسی کھیل قصہ کہانی کی کتابین خوب جلد جلد لگا کر پڑھکر اور سمجھکر استعداد حرف شناسی کی حاصل کر لیتے ہین اسی طرح بعضی لڑکیان بھی حاضر طبیعت اور ذہین تیز فہم ہوتی ہین اور اصل طبیعت اور تقاضاے سن بھی مضامین نصائح اور

تہذیب و صلاحیت سے متنفر اور نافہم ہوتی ہے ایسے طبائع کو اس قسم کی کتابین موافق
طبیعت سے حرف شناسی بہت جلد باسانی تمام متصور ہے کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلیٰ قَدْرِ
عُقُوْلِہِمْ پس اسکے جواب مین یہ سمجھنا چاہیے کہ جب طبیعت ذہین اور تیز فہم ہے اسکو ایام
طفلی سے جس راہ پر لگاوگے بہت جلد سیکھیگا اور سمجھ سکتی ہے کہ ذہین ہے پس ایسی طبیعتون
تیز فہم کو جب مضامین عالیہ تہذیب اور صلاحیت حرف شناسی اُسی کی زبان مین سمجھاوینگے
اُسکو بھی ایسے طبائع بخوبی سمجھ بھی لیوینگی اور اصلاح مزاج کی بھی کرینگی اور جب آہستہ آہستہ
سمجھ آتی جائیگی تو بیشک ہزار درجہ زیادہ تر نسبت مضامین فضول خیالی کے ان
مضامین عالی مین ایسی طبائع ذہین کی دلچسپی اور زیادتی شوق کی متصور ہے اور
جسقدر عمر زیادہ ہوتی جائیگی اُسیقدر ایسے مضامین صلاحیت اور تہذیب اخلاق کے
اُنکے طبائع ذکیہ کے موافق بڑھتے جاوینگے پھر اُنکے علوے مرتبہ اور فضائل کمالات
دینی اور دنیوی کو کیا پوچھنا ہے پھر ایسے زن و مرد اہل کمال کو وجہ معاش کے
واسطے کوئی پیشہ اور کسب کرنے کی کیا حاجت ہوگی بقول سعدی علیہ الرحمۃ
ع بہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند + پس اگر لڑکے فرزند نرینہ اس قسم کی کتابون
مثنویات لہو لعب یا ہجویات سودا وغیرہ بنظر دلچسپی اور مناسبت طبیعت پڑھ کر
جلد حرف شناس ہوجاوین پھر وہ سن بلوغ ابتداے شباب کی اکثر بحکم موزونیت
طبع کے بدون تعلیم علم عروض کے خود بخود شعر کہنے لگتے ہین ہکا جب عزا ایڑا
سب پڑھنا لکھنا اور تحصیل علم چھوڑ کر شعر گوئی کے پیچھے پڑجاتے ہین اور وہ شعر مین
بسبب تقاضاے سن کے اکثر مضامین ہزلیات یا مضحکات یا ہجویات یا عاشقانہ
کہنے لگتے ہین پھر آخر عمر مین جب خدا صلاحیت دیتا ہے چالاک و ترک بھی کردیتے ہین آمین

جو بعض بعض اشعار مشہور ہوکر لوگون کے حافظہ مین رہ گئے یا چاک نہ ہونے پاسکے وہ آخر عمر مین خلاف انکی تقدس اور ریا یہ حجاب کی ہوتے لگتے ہین اور دیوان لغویات فضول عاشقانہ مجازی تو اکثر لوگون کے چاک سے بچکر باقی رہجاتے ہین چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ کی ہزلیات اور مضحکات جو چاک ہونے سے بچ گئے ہین اور مشہور بھی ہین اور زمانہ سابق مین چھپ بھی گئے ہین اسیطرح حکیم انوری کے بھی ہزلیات اکثر سنے گئے ہین اور جن لوگونکی زمانہ طفلی سے مدت العمر اسی مین بسیر ہوگئی ہے اور آخر عمر مین بھی بسبب غلبہ عمل نفس و شیطان کے صلاح اور انتباہ نہ ہوئی انکے تو دفتر و فتر مثل ہزلیات جعفر زٹلی اور داستان صاحبقران اور ہجویات سودا اور انشاء اللہ خان کے مشہور عالم ہین پس اس بیان سے یہان مراد یہ ہے کہ تیزی فہم اور موزونیت اور ذکاوت طبع عورتونکی کہین غالب تر مردون سے ہوتی ہے پس جب لڑکیان ہین ایسی کتابین فضول خلاف تہذیب پڑھکر بحکم موزونی طبع کے شعر عاشقانہ اونکی طرح کہنے لگین تو عوام بے پردہ یا فواحش بازاری کے واسطے کچھ عیب نہین بلکہ ہنر ہو کہ انکا پیشہ رونق پکڑجاتا ہے جیسے کوئی زہرہ مشتری تخلص اور چھپی رستم نام کے اشعار اہل مطبع بطور ظرافت عام کے چھاپ یا کرتے ہین اور ان فواحش بازاری کی بازار گرمی ہوتی ہے اور کمال اپنی ناموری سمجھتی ہین پس اگر کتابون فضول کی حرف شناسی بتقاضاے موزونیت طبعی یہی حال دختران اور زنان پردہ دار گرست شوہردار بانام و ننگ کا ہوجاوے اسکی قباحتین اور آفات ظاہر ہین بالفرض بسبب غلبہ و تسلط وارثون اور شوہرون کے یا صلاحیت مزاجی سے آوارگی سے محفوظ رہین مگر عورتون پردہ نشین محصنہ کی زبان سے اشعار عاشقانہ غیر مردون کی زبان پر آنا یا کوچہ و بازار مین

مشہور ہونا کیسے عیب کی بات ہی اور شرفاے قصبات اور عمدگان شہر بہت معیوب اور بے پردگی جانتے ہین لہذا ایسی عورتونکو واسطے ایسی کتابین خلاف تہذیب البتہ عقلاے دور اندیش کمتر پسند کرتے ہین کہ شرفاے قصبات ہین لڑکیونکو واسطے ایسی کتابین پڑھانا اور شعر گوئی کرنا عیب جانتے ہین چہ جا کہ دختران دوشیزہ جیسا کہ حسب حال اس مؤلف کی یہ اشعار استاد کی حافظہ مین ہگئے ہین کہ مایہ رحم تو بیخ پدری ہوگئے تھے ۵

یاد دارم کہ بہر کسب ادب	میشدم طفل جانب مکتب
طبع موزون مرا غریزی بود	فہم من درکمال تیزی بود
ہرچہ رو مینمود وی گفتم	نیک و بد ہرچہ بود میگفتم
شعرم از روی شوق سر میزد	بے تکلف نہ وقت سر میزد
بودم اندر میانہ اطفال	متعین بوصف حسن مقال

الی آخر پس امتحان بر خود گذشتہ ہی کہ ایسی مثنویات اور دیوان غزلین عاشقانہ اور قصص فضول خیالی فساد گندمی کے دیکھنے سے حرف شناسی تو آگہی اور بہت مہملات بک ڈالا مگر اسکے ساتھ ابتداے سن بلوغ یا نزدہ سالگی مین شورش بہی آگئی اور کیا کچھ بے محابا مدہوشانہ موزون کرنا شروع کیا اگرچہ بسبب موزونیت طبع کے سب بوزن و قافیہ درست مگر خالی از فضولی نہین کہ سب مضامین ذاتی عاشقانہ مجازی فساد گندمی تعریف دروغ معشوقان مجازی صفت خال وخط مین کہ آخر کار اکثر چاک کر کے اپنی ہجو آپ کہی اس مرض مین تکلیف قید و بند کی بہی قریب سال بہر تک اٹھائی اور بسبب کمال توجہ بادشاہ اور وزیر عہد کے اصلاح مزاج کی بہی ہر طرح سے بمصارف خطیر عمل مین آئی کہ اسکی بہی اکثر حکایتین

اسی شہر لکھنو میں مشہور ہیں اور اسی اصلاح مزاج کے ضمن میں اس قسم کی سب کتابیں
اور مثنویاں اور دواوین غزلیات عاشقانہ وغیرہ کے دیکھنے اور روبرو آنے کا مال
قدغن اور تہتک رہا اور اسکی بدل میں کتابیں تہذیب اور اخلاق اور تصوف فقر و فنا
جذب سلوک کی دیکھنے کو ملیں مثل باغ ارم اور نفحات اور مرج البحرین اور کیمیاے سعادت
اور فتوح الغیب اور شرح عوارف مصباح الہدایت اور رقعات یحیی منیری اور کحل الجواہر
اور سالک السلوک اور لطائف اشرفی اور اخلاق انوری اور اکثر تصنیفات دارا شکوہ
کی مقام تصوف میں اور مثنوی حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ اور تفسیر ملا حسین علیہ الرحمۃ
اور فواتح ملا میبندی اور قصص الانبیا اور تذکرۃ الاولیا اور اخبار الاخیار اور مدارج النبوۃ
اور معارج النبوۃ و دقائق الاخبار و منہاج السالکین زاد الآخرۃ وغیرہم مطالعہ کے
واسطے بحکم سلطان وقت اور وزیر اعظم کے مقرر کی گئیں کہ یہی وزیر اعظم تاریخ خلعت
وزارت کی ہے ۱۲۶۳ پس ان کتابوں کی بدولت جو یکبارگی طبیعت غافل چونک پڑی تو
اسطرح کے اشعار حسرت و ندامت کے خود بخود دل سے نکلنے لگے کہ ؎ طفلی
بہزل و بازی و ترک ادب گذشت ٭ عہد شباب رہمہ عیش و طرب گذشت ٭ مو سیہ
سفید شد و غافلی ہنوز ٭ بیدار شو کہ صبح دمید است و شب گذشت ٭ الغرض یہ تو
امتحان ان دون قسمون کتابون سے خاص اپنی ذات پر ہے معاذ اللہ جو کسی دختر
پردہ نشین کا بدولت ایسی کتابون فساد گندمی کے یہ حال ہوتا کیسا غضب ہوتا
لہذا لڑکیونکی تعلیم میں ایسے کتب فضول سے بچنا مناسب معلوم ہوتی ہے جب
حرف شناسی اپنی زبان مستعملہ روزمرہ مین ٹھہری تو نہایت آسانی ہوگی ہے اس
صورت میں جو کتاب پند و نصیحت اور اخلاق تہذیب کی ہو کافی ہوسکتی ہے خواہ یہی

کتاب فوائد النساء بشرط منظوری ارباب اولو الالباب علم و ادب کی کافی ہوسکتی ہے

باب ساتوان بیچ بیان اُس قسم کی کتابون کے جو عورتون کو ضرور پڑھانا چاہیے +

اب اولاً یہ سمجھنا چاہیے کہ خاص مطلب معاش کے واسطے اللہ نے مردون کو پیدا کیا ہے کہ اسمین محنت و مشقت نوکری چاکری سوداگری کشتکاری جدال و قتال سب کرنا پڑتا ہے اسی واسطے مردون کے اعضا کو قوی جفاکش اور دل سخت اور دلیر پیدا کیا ہے پس مردون کو بضرورت کسب معاش کے اول حرف شناسی کتب متعارف عام سے مقدم ہے جو بسبب استداد مدت عملداری سلاطین عجم اور فارس کے اس ملک ہند مین اکثر علوم کتب درسی فارسی عربی مین منضبط ہین لہذا طالب علمون کو قواعد عربی اور فارسی غیر زبان سیکھنا ضرور ہوتا تھا اسمین وقت اور مدت ناگزیر ہوتی تھی اور اُس زمانہ مین بسبب سلطنت اہل فارس کے فارسی دانی اور انشا پردازی اور عبارت آرائی اور قافیہ پیمائی اور الفاظ بافی بے فائدہ کی بھی رواج تھی کہ مطلب تھوڑا اور لفظین فضول بہت اس سبب سے فقط تحصیل زبان دانی اور محاورہ دانی غیر زبان مین اہل ہند کی مدت العمر بہت صرف ہوا کرتی تھی حصول فائدہ کمتر اور مشقت بیشتر اور ضائع ہونا مدت العمر عزیز کا علاوہ اب دانایان فرنگ حکام وقت نے اس مشقت مشکل بے فائدہ کو بہت آسان کر دیا ہے کہ جس زبان کی عادت اور رواج اپنے دیار کی ہو اُسی زبان مین تحصیل علم کی حرف شناسی آسان تر ہے اور اُس قافیہ پیمائی اور رنگینی الفاظ بے فائدہ کے بدل مین رنگینی مضامین کی اولی تر ہے کہ جس زبان

غیر مین اگر ترجمہ کیا وے لطف رنگینی مضمون کا حاصل ہے رنگینی الفاظ مین یہ بات
کہان مثلاً ابو الفضل و ر طاہر وحید وغیرہ کی انشا پردازی اور عبارت آرائی اور
لفاظی مشہور ہے کہ لفظین بہت اور مضمون کچھ نہین فقط اتنا مضمون کہ خط تمھارا
اس اتنے مضمون مین ایک صفحہ کاغذ کا سیاہ ادھر کاتب اور قلم کاغذ پر مصیبت اُدھر
پڑھنے والے مکتوب الیہ پر مصیبت اور طبع خراشی مضمون فہمی مین علاوہ اور اُس
نافہمی مکتوب الیہ سے کاتب کا مطلب جدا فوت ہوتا ہے اور مشقت الفاظ بافی کی علاوہ
خصوصاً جب مکتوب الیہ کی زبان اور ہو مثل انگریزی یا عبرانی یا عربی یا ناگری
یا بنگالی وغیرہ ادھر کاتب احمق نے دماغ سوزی اور جانکاہی تمام سے لفظین اور
قافیہ اور لغتین اور مضامین فضول و زائد غیر متعارف مشکلہ جمع کرکے بعبارت
طول خط لکھا اُدھر مکتوب الیہ کو بسبب لاعلمی زبان کے ترجمہ کی حاجت ہوئی پس اُس
ترجمہ مین وہ عبارت آرائی اور قافیہ پیمائی فارسی کی کہان باقی رہی خصوصاً ترجمہ
لفظی مین اصل مطلب کاتب کا کب باقی رہتا ہے پھر اس محنت اور مشقت اور تضییع
اوقات فارسی آموزی بے فائدہ سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اب یہ نکتہ بدون نظیر
واضح کے ہر مبتدی کی سمجھ مین کمتر آویگا اسواسطے نظیر ملاحظہ ہو کر مثلاً شعر مولف کا
دعائیہ بادشاہ عہد کی مدح مین ہے ؎ بفرق عالمیان ظل او چو ظل ہما ٭ بود کہ ظل خدا
ہست مد ظلہما ٭ اس شعر کی لطافت لفظی اسی زبان خاص فارسی مین ظاہر ہے مگر جب
ممدوح مخاطب الیہ بھی فارسی دان اور معنی فہم با استعداد ہو جیسا کہ حضرت سلطان عالم
تارک السلطنت واجد علی شاہ نے تین ہزار روپیہ بعد ترک سلطنت کے بیچ زمانہ
زاویہ نشینی قلعہ ولیم فورٹ کے باہزاران مراحم خسروانی مصنف شعر کو مقام کلکتہ سے بھیجے

پس جب ایسے شعر کا بضرورت فہم مکتوب الیہ اور زبان مین ترجمہ کیا گیا یہ صنعت
لفظی کہان باقی رہتی ہو اور شقت مصنف کی خاک مین ملجاتی ہو اب اسکے مقابل مین
نظیر لطافت مضمون کی ملاحظہ ہو کہ جس زبان غیر مین ترجمہ کیا جاوے لطف معنی کا
حاصل ہے مثلاً مضمون شاعرانہ دماغی مولف کا مدح حضرت اعلی شاہزادہ ہندوستان
اور انگلستان ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر بالقابہ مین ملاحظہ ہو کہ ٭ خدا جلالت
قدر ترا چو وزن نمود ٭ بعرش و کرسی و شمس و قمر بچرخ برین ٭ بگفتہ کہ تو بودی چنان
گران آمد ٭ کہ آن سبک بفلک رفت و این گران بہ زمین ٭ اگر غلط نکنم اندرین
مبالغہ نیست ٭ کہ خود معائنہ باشد بچشم ظاہر بین ٭ بشرط صدق عزین شود بدین لطف حق
ہمین فقط صلا خواہد ز تو ظہیر الدین ٭ پس ظاہر ہو کہ یہ مضمون جس زبان کے ترجمہ مین
ادا ہو لطف معنی کا مکتوب الیہ ممدوح کو اسکی زبان مین بخوبی حاصل ہوسکتا ہو
پس اسطرح کے مضامین معنوی جو لطف معنی کا ہر ترجمہ مین بخشا کرین تحصیل مشقت
زبان فارسی اور عربی اور لغت دانی سے نہین حاصل ہوتے ہین بلکہ تلاش الفاظ
لغت اور قافیہ مین جب طبیعت مستغرق ہوتی مضامین عالیہ سے دور تر ہو جاتی ہو
فقط لفظون اور قافیہ کا جمع کرنا رہجاتا ہو اور خون معنی کا گرایا جاتا ہو اور مشقت
بے فائدہ اسکی تحصیل اور تحریر مین علاوہ بہر مشقت تحصیل زبان سے کیا حاصل ہوا
اور اوقات عمر عزیز جدا ضائع ہوئی کاش اسقدر محبت تحصیل علوم کی اپنی زبان
مستعملہ مین کیجاوے تو کیسی آسانی ہو جاتی ہے جیسا کہ حکام عاقل نے
واسطے آسانی کے یہی زبان مستعملہ اردو رواج دیا ہندو دفترون مین
جاری کی ہے اور سب مدارس اور اسکولون اور کالج مین اسی زبان مستعملہ

اہل دیار مین تحصیل سب علوم کی جاری کی ہو کہ بہت کتابین ہر علم کی تصنیف اور
ترجمہ اُردو ہو گئی ہین کہ کثرت اعمال و مطالعہ سے حاجت شرح کی نہین یہانتک کہ
کتب حدیث اور فقہ اور تفسیر کلام اللہ تک ترجمہ نظم اُردو مین بکمال سلامت بیانی
مع لطافت نکات قرانی چھپی ہوئی دیکھی گئین کہ چھپی نہین اور کتب مسائل اور
تاریخ عربی فتوح شام اور کتب قصص حکایات وغیرہ کی تو کچھ حد حساب انتہا
نہین یہ سب ترجمہ اُردو مین موجود ہین پھر محنت بے حاصل تحصیل زبان عربی اور
فارسی سے کیا حاصل ہان مگر جب حکام سلاطین وقت عجمی تھے اُنکی زبان اہل
فارسی تھی تب ناچار ہر فرد بشر کو محنت اور مشقت اور صرف اوقات سے تحصیل
زبان فارسی کی ناگزیر تھی کہ یہی زبان سب دفترون اور تحصیل ملک مین جاری
تھی اُس حالت مین سب مردونکو بضرورت کسب معاش یہ سب مشقت عربی فارسی
کی تحصیل مین ضرور تھی کہ سب احکام عدالت اور تقسیم سہام اور مسائل شرعی
زبان عربی مین تھے بخلاف اس زمانہ کی عقلا کے کہ آسان کیا اور مشکل گزار
ہین اور محض بنظر رعایت اور آسانی اہل دیار کے اپنی زبان انگریزی کا تعصب کیکے
خاص اسی زبان اُردو مستعملہ اہل دیار مین سب تعلیم اور کار دفترونکا جاری فرمایا
یہانتک کہ خود اپنی ذات پر مشقت روا رکھے بنظر رعایت اہل دیار کے خود تحصیل زبان
اُردو مین مصارف خطیر روا رکھتے ہین اس حالت مین ہم اہل دیار نوکری پیشہ کو کون
ضرورت ہو کہ ایسے وقت مین اپنی زبان ترک کرکے تحصیل زبان مشکل غیر مروجہ بیفائدہ
بلکہ مضر کار مین اپنی اوقات ضائع کرین اگر ایسی ہی ہمت شوق تحصیل کرنے
علم کی خدا نصیب کرے تو عقل یہ حکم کرتی ہو کہ تحصیل زبان انگریزی مستعملہ حکام وقت مین

صرف اوقات اور محنت عمل مین آیا کرے جیسا کہ حکام فارسی کے زمانہ مین تحصیل علم فارسی مین مصارف اور مشقتین ناگزیر ہوتی تھین اُسکی مقابلہ مین یہان اُسقدر مشقت اور مصارف بھی نہین ہین کہ حکام وقت محض بنظر رفاہ حال رعایا کے بمصارف خطیر اہتمام تعلیم کا فرما رہے ہین پس ع خود تو منصف باش عاقل این نکو یا آن نکو + اور فوائد ہر قسم کی واسطے کسب معاش دنیوی ضروری سکے بھی اہل نوکری اہل پیشہ کو بخوبی تمام اِس تعلیم پذیری انگریزی مین خصوصاً اِس زمانہ حال مین صریح ظاہر اور پیش نظر ہین جیسا کہ اُس زمانہ سابق مین تحصیل عربی اور فارسی بشکل مین متصور تھی اور اگر کسیکو بسبب ناواقفی کے یہ احتمالات ہون جو کچھ علوم عالیہ منطق معقول فروع و اصول علم ادب اخلاق ہین یا طب و حکمت معرفت اور طریقت شریعت کی زبان عربی اور فارسی مین ہین انگریزی مین کہان ہونگی یہ اسکا فہم غلط بسبب لاعلمی کے سمجھنا چاہیے ہرچند مؤلف بھی اِس زبان انگریزی سے لاعلم ہی مگر عقل ظاہر ہر جاہل کی یہ حکم کرتی ہے کہ جو کچھ کہ تکمیل علوم حکمت اور سیاست مُدن اور طبابت اور صنائع بدائع ہر قسم کے ...ین زمرہ انگریزی اور زبان انگریزی مین ہین کبھی کسی زمرہ اور کسی زبان مین نہ سنے جاتے ہین اور نہ کتب تواریخ مین دیکھے جاتے ہین فقط ایک تار برقی اور ریل گاڑی کی ایجاد تازہ جو سب آنکھوں سے دیکھتے ہین یہ مضمون جو اس ایجاد کی قبل کوئی کسی سے حکایۃً بھی اگر بیان کرتا ہرگز عقل باور نہ کرتی اور گوینده کو دروغگو کہتے بھلا کچھ عقل کام کرتی ہے کہ آدمی لکھنو مین بیٹھا ہو اور ہزارون میل مسافت بلکہ ایک مہینہ راہ کی دوری سے ساکنان کلکتہ سے بواسطہ تار برقی کے باتین اور مشورہ کرتا ہی یا دو تین دن کے موافق آدمی اور سامان و اسباب جنگ صبح کو لکھنو مین ہو

اور رات بسے مین ریل گاڑی کی مدد سے کلکتہ مین داخل ہو اور اس کمال عقل و
ایجادات کی ساتھ مرتبہ خدا شناسی کو دیکھنا چاہیے کہ مثل بعض حکماء فلاسفہ سابقہ
بنا بر عقل اور منکر خدائی کے نہین ہوئے کہ مقام عبدیت اور خدا شناسی اور خدا بینی مین
کس استقامت سے مستقل ہین کہ جسکا بیان آیندہ انشاء اللہ اسی باب مین بسند
آیات قرآنی مذکور ہوتا ہو پس اس سے صریح پیدا ہو کہ علم کمال حقیقت معرفت مین
بھی جو بے واسطہ خامہ اور زبان کے سینہ بسینہ پہونچتا ہو اس زمرہ نصاری سے
زیادہ تر کوئی کامل اور محقق نہین لہذا اب اس مقام مین مولف کو ضرور پڑا کہ ایسی
کوئی سند کامل اور حجت قوی موجہ قرآن شریف و حدیث نبوی کتب دینی سے بیان
کیجاوین تا ہمارے ابنائے جنس لاعلم بسبب ناواقفی اور لاعلمی کے احتمال اور زیادہ گوئی
عامیانہ کے نہ کرین ہرچند بیان مضامین کتب دینی مذہبی کا بسبب اختلاف مذاہب
اور ادیان کے ایسی کتاب مین احتیاط چاہیے کہ تقسیم عام کے لائق بسبب مذہب
یکطرفی کے نہین رہیگی مگر جب ایک مذہب کی کتاب دوسرے مذہب کی تائید و تقویت
کرتی ہو پھر وہان کچھ اختلاف نہین کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ آیا ہو یعنی جسطرف
جھکو تم پس اسی طرف منھ اللہ کا ہو پس اہل کتاب کی تصدیق مین کسی اہل اسلام کو
کلام نہین کہ داخل عقیدۂ ایمان مین ہو جیسا کہ آخر پارہ الٓمٓ سورہ بقر رکوع ۴۰ مین
بصراحت تمام وارد ہو کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ الٰی آخرہ اسکی حاصل معنی اور
تصریح عبارت کی غایت اشتہار سے محتاج بیان نہین اور کسی اہل اسلام کو انکار
نہین کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ آیا ہے یہ تو اہل کتاب کی
نسبت ظاہر ہو مگر ... معرفت مین ہنود کی کتابین بید ہت کی مضامین

جو سنے جاتے ہین مقام توحید اور معرفت مین کچھ ارباب طریقت اور معرفت کے
خلاف نہین مگر احکام شرائع ظاہر کا اختلاف خود بحکم خدا ہی جب اہل تصوف سب
بحکم خدا سمجھتے ہین کچھ خلاف و نزاع نہین کرتے یہانتک کہ فقراے ہنود تارک الدنیا
جنکو سادہ کہتے ہین عقائد انکو اہل اسلام سے کمتر خلاف ہوتا ہی اسکی شرح اور تفصیل کو
کتاب سلک السلوک اور مجمع البحرین مین داراشکوہ خلف اکبر شاہجہان برادر
کلان عالمگیر نے واضح تر بیان کیا ہی اور اُس کتاب کی تالیف مین دارشکوہ نے
مقام بنارس کاشی مین بہت پنڈتون اور کتب فقراے ہنود کو جمع کرکے
بہ تطبیق موافقت طرفین باہتمام تمام سے کتاب مذکورہ کو ترتیب دی ہی اسی اعتقاد سے
بہ تطبیق کتب معتبرہ ہنود مؤلف نے بھی خامہ فرسائی کی ہی اور کتاب ہدایۃ الہنود
اور تقویت الاسلام بمضامین رفع اختلاف اور موافقت اور اصلاح فریقین ترتیب
دی ہی جسکا بیان بشرح و بسط تمام پیشتر اسی کتاب مین مذکور ہو چکا ہی یہان
اس بیان سے مراد یہ ہی کہ سرکار عالم پرور کو درج کرتے مضامین مذہبی کی
ممانعت ہی غالب کہ بنظر اختلاف مذہب ہوتا ہی تا انتفاع تقسیم عام مین کسی دین اور
مذہب کی خلاف نہو پس جب مقام معرفت اور توحید مین کچھ اختلاف نہ ٹھہرا
تو اس اتحاد اور موافقت کا بیان کرنا غالب کہ خلاف کسی فریق اور خلاف
منشاے سرکار خواہ اور ایک فریق کے کتب دینی سے دوسرے فریق کی تائید و تقویت
ہونا زیادہ تر صورت موافقت ہمہ گیر کی ہو سکتی ہی پس اس مقام معرفت اور توحید
اور ریاضات اور مجاہدات ترک و تجرید مین جو مرتبہ اور تعریف قسیسون اور رہبان نصاری
کی اللہ تعالی قرآن مین فرماتا ہی اسمین اہل اسلام کو کیا کلام ہو سکتا ہی خصوصا

کمال مودت اور رفت اس مرحمت عام کی خاص مومنون کی نسبت اللہ تعالے
بیان فرماتا ہے اور بچشم ظاہر بھی سب بندگان خدا مومن اور مسلمان توجہ اور مودت
اور رفت اور رحمت خاص سب معاملات مین اپنی طرف دیکھتے ہین کہ جسکا ایک
ادنی نمونہ عفو عن القدرت عام ہے کہ انکے بیان اُسکا مقدمہ کتاب ہذین بچشم ظاہر
معائنہ ہے اب اسکی تصدیق اور تقویت قرآن سے بھی بیان کرنا چاہیے لہذا اسلیے
معنی اور تعریف ایمان کی سمجھ لینا چاہیے پس ترجمہ لفظ ایمان کا فارسی ہین گرویدن
اور ہندی مین پریم اور شرح اسکی عربی مین محبت کی لفظ ہے اسیطرح خدانے قرآن مین
بلفظ حُب ایمان کی تعبیر فرمائی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ اور اسکی حبیب صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ پس جسقدر اللہ سے محبت زیادہ تر
اور کامل تر ہو اسیقدر اسکی ایمان کو بھی کامل سمجھنا چاہیے پس اس محبت کی پہچان
اللہ نے کیا رکھی ہے کہ جب ذکر اور بیان یا کلام اپنے اللہ کا سنین جوش محبت سے
بے اختیار انکے دل بھر آوین اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آوین اس مضمون کا بیان
کلام اللہ مین ان الفاظ و عبارت سے اللہ تعالی نے تعبیر فرمایا ہے پارہ ۹ سورۃ
انفال رکوع (۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَ
اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا الخ یعنی نہین ہین ایمان والے
مگر وہ لوگ کہ جسوقت ذکر کیا جاوے اللہ کا تھرا جاوین انکی قلوب خوف خدا سے اور
جسوقت کہ پڑھی جاوین اوپر انکے آیتین اُس اللہ کی زیادتی کرین انکو ایمان کی
یعنی محبت الٰہی کی زیادتی ہو کہ ذِکْرُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ پس جب محبت الٰہی کا نام
ایمان ٹھہرا اور اُس ایمان کی شناخت دل بریان اور دیدۂ گریان ہے اب یہ تخصیص اس

مقام محبت الٰہی مین آخر تمام پارہ ۶ اور ابتدائے پارہ ۷ مین قریب اُسکے معفو
اسطرین چار آیتین مخصوص صفت نصاری مین اللہ تعالی یون فرماتا ہی جسکے
الفاظ و عبارت حاشیہ کتاب پر اور مفہوم خاص معنی اسجگہ ملاحظ ہون یعنی پاوینگے
قریب تر مودت مین ساتھ اُن لوگون کہ ایمان لائے ہین اُن لوگون کو جو کہتے ہین
ہم نصارا ہین یہ کمال محبت نصارا کی ساتھ مومنون کے اس سبب سے ہی کہ اُنمین
قسیسین اور رہبان ہین یعنی درویش خداشناس تارک الدنیا ریاضت کش
گوشہ نشین عابد ہین اور بہ تحقیق کہ وہ نصارا با وجود ہر گونہ جاہ و حشمت اور اقتدار
اور حکومت کی تکبر اور غرور نہین کرتے اور جسوقت سنتے ہین اُن نصارا لئے وہ کہ نازل
ہوا ہی طرف رسول کے دیکھتا ہی تو اُنکی آنکھون کو کہ فیضیاب ہوتی ہین اشک
محبت سے وہ محبت اس سبب سے ہی کہ پہچانتے ہین اُس کلام کو جانب حق سے
اور کہتے ہین کہ ای رب ہمارے ایمان لائے ہم پس تو لکھ ہمکو ساتھ شاہدون کے یعنی
ارباب شہود مین اور کیا ہی واسطے ہمارے کہ نہ ایمان لاوین حق سے اور طمع رکھین ہم
اس بات کی کہ داخل کرے رب ہمارا ساتھ قوم صالحون کے پس پہونچایگا اُنکو اللہ
تعالی بعوض کہنے اُس کلمۂ حق کے بہشتون مین کہ جاری ہین اُنکے نیچے نہرین ہمیشہ
رہینگے وہ بیچ اُسکے اور یہ جزا اور اجر ہی واسطے نیکوکارون کے پس اللہ تعالی خاص نصارا کی
قوم کی محبت کی یہ تعریف فرماتا ہی اور آنکھون سے سب مومنین اُنکی رافت اور
محبت اور عفو عند القدرت اسی طرح اپنے حال پر نمایان دیکھتے ہین جسکا شمہ
مقدمہ کتاب مین مذکور ہو چکا ہی اور اُسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس
قوم رحمت محض کا معاملہ وہ ہی کہ سب عرب عزیز و اقربا اعمام اور سب قریش اہل مکہ

ابنائے جنس آپ کے دشمن اور ہر طرح کی تکلیفیں ایذائیں دیتے تھے اور نہ پہچانتے تھے کہ یہ نبی آخرالزمان ہیں یہانتک کہ عمر دوازدہ سالگی میں ابو طالب آپکے چچا اپنے ہمراہ سفر تجارت مین لیے جاتے تھے کہ اثنائے راہ بحیرا نام راہب عیسائی نے پیشوا انصاریٰ نے دور سے قافلہ دیکھتے ہوے پہچانا اور سب مراسم تعظیم تکریم کے بجالا کر ابو طالب کو ہمراہ لیجانے پیغمبر آخرالزمان سے باز رکھا کہ یہودی امت موسی علیہ السلام کی دشمن ہیں با نبی آخرالزمان کے ہین ایسا نہو کہ کچھ ضرر پہونچا دین اور سب اسباب تجارت کے بمنافع کثیر قیمت دلوا کر قافلہ کو آگے بڑھنے نہ دیا فقط اور اسی طرح عمر بست و پنج سالگی مین حضرت خدیجہ نے اپنی غلام میسرہ نام کے ہمراہ واسطے تجارت کی بھیجا تھا کہ اثنائے راہ مین نسطورا نام راہب نے پہچان کر بعد ادائے مراسم تعظیم کے سب اسباب تجارت کا بمنافع کثیر بکوا کر میسرہ کو خوف ضرر یہود سے آگے بڑھنے نہ دیا اور اسی جگہ سے مراجعت قرار دی کہ یہی شناسائی راہب کی سنکر حضرت خدیجہ نے سب مال و دولت اپنی فدا کر کے بہزار تمنا اپنے ساتھ نکاح کیا پس خداشناسی کی تصدیق اس قول خدا مرقومہ بالا سے ثابت ہی کہ مما عرفوا من الحق خود خدا فرماتا ہی اور اسکے رسول کی شناخت کا یہ مضمون نمایان ہی اسی پہچان کا نام علم معرفت ہی اس سے زیادہ کمال معرفت کا کیا ہو سکتا ہی کہ نبی خدا کو کسی عزیز اقربائے نہ پہچانا اور بحیرا اور نسطورا رہبان نصاریٰ نے بدون دیکھے قبل بعثت کے پہچان لیا پس یہ معنی معرفت کی ہین الحکایت اول نوجہ منکوحہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہین اور انہین سے اولاد و نسل ختمی ساداتِ بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا ابتک قائم اور موجود ہی پس حضرت خدیجہ کی تمام زندگی مدۃ العمر تک آنحضرت نے ہرگز دوسرا

نکاح نہین کیا اور بعد وفات حضرت خدیجہ کے بھی کئی برس تک دوسرا نکاح نہ کیا
اس سے بھی تخصیص اور انحصار ایک ہی نکاح کا پایا گیا بعد چند سال کے جو دختر صغیرہ
شش سالہ نابالغہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح واقع ہوا خود عقل قبول
کرتی ہے کہ ایسی صغیرہ نابالغہ کو ساتھ کبرسن مین نکاح کرنا واسطے حظ نفس کے نہین
متصور ہو سکتا تھا البتہ بے سبب نہ ہوگا کہ سبب ظاہر انشاء اللہ عنقریب بیان ہوتا ہی
اسیطرح جو اکثر سریات اور ازواج تھین نہ معاذ اللہ واسطے حظ نفس کے تھین کہ
ہر ایک کی وجہ اور حکایت موجہ کتب سیر مین خصوصاً حبیب السیر و مدارج النبوت
مین بمقامات خود مذکور ہے از انجملہ زید ابن ثابت پردہ آنحضرت نے اپنی عورت
بی بی زینب کو بعد نکاح کے طلاق دیا اور وہ روتی ہوئی آپ کے حضور مین آئی
کہ مین کہان جاؤن اور کسکی ہو کر رہون تب آپ اسکی حال پر متردد ہوئے کہ اسکو
واسطے کیا کیا جائے یہانتک کہ حضرت جبرئیل یہ آیت لائے کہ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ
مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ پارہ
۲۲ رکوع (۱) سورہ احزاب حاصل معنی جب زید حاصل کر چکا اس
عورت سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی تا نہ رہے سب مسلمانون پر
گناہ نکاح کرنا ساتھ مطلقہ اپنے لے پالک کی فقط اسمین نکتہ سر حکمت الٰہی یہ سمجھنا
چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے آسانی ہم سب امت گنہگار کے اپنے حبیب محو عبادت
صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز مین بھی سہو کروادی اور ایک وقت کی نماز کسی عذر
قوی سے فوت بھی کروادی تا اسکی تدارک مین سجدہ سہو کا کرلینا اور نماز فائتہ کا قضا
پڑھ لینا ہم سب امت کا اہل الصلوۃ سہو مرتکب کیواسطے سند ہوجاوے اسیطرح سے اس نکاح

طلاق داوہ لے پالک کو واسطے خود اللہ تعالی فرماتا ہی کہ لِکَیلَا یَکُونَ عَلَی المُؤمِنِینَ
حَرَجٌ فِی اَزوَاجِ اَدعِیَآئِہِم فقط یعنی اسواسطے مطلقہ تیرے لے پالک کی
تیرے نکاح مین دی تا اور سب تیری امت کو نکاح زن لے پالک مین درصورت
طلاق لے پالک کی گناہ اور تامل نہو پس اسیطرح سے سب بیبیون امہات مومنین کا
حال سمجھ لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل ہم لوگون احمق ناعاقبت
اندیش کی معاذ اللہ اپنے حظ نفس کی نظر سے زیادہ بیبیان بجبر نہین جمع کی تھین بلکہ
ہر بی بی کے آنیکی کوئی وجہ خاص تھی کسی نے سب اپنا گھربار ترک کرکے اپنی نفس کو
بخوشی ہبہ کیا اس سبب سے اسکے گھر والے دشمن ہوگئے تب آپنی بہزار الحاح درازی التماس کیا
کہ مین اپنے حفظ جان اور مزید افتخار کے واسطے تمنا کنیزی کی رکھتی ہون کہ قیامت
مین ازواج نبی کے ساتھ شمار کیجاؤن اور خوشی سے اپنی شب کی باری حضرت عائشہ
منکوحہ خاص کی نذر کرتی ہون جسکی خبر اللہ تعالی قرآن مین دیتا ہی پارہ ۲۲ سورہ
احزاب رکوع (۲) وَامرَءَۃً مُّؤمِنَۃً اِن وَّھَبَت نَفسَھَا لِلنَّبِیِّ اِن اَرَادَ النَّبِیُّ
اَن یَّستَنکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِن دُونِ المُؤمِنِینَ الخ اسکے حاصل معنی
پیشتر باب اول مین مرقوم ہوچکے ہین پس اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی اول بی بی منکوحہ خاص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھین
انھین سے اولاد دختری سادات بنی فاطمہ کی ہی یہانتک ایک باریک نکتہ
سمجھ لینا چاہیے کہ سب درودون مین لفظ آلہ کی اکثر ہی کہین لفظ اولاد
نہین اور آل کہتے ہین دختر کو اور اولاد کہتے ہین پسر کو اور یہان دنیا مین اللہ تعالی نے
نسل اپنے حبیب کی دختر سے باقی رکھی نہ پسر سے لہذا لفظ آلہ کی درود مین داخل ہوئی

اور اولاد نہین پس اس نکتۂ باریک سے بھی شرف اور فضیلت اور جانب ترجیح
عورت کی ملاحظہ ہو پس اب یہ نکتہ سمجھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بھی درحقیقت اُسی ایک ہی نکاح اول پر مدۃ الحیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
اکتفا فرمائی اور بعد وفات اُس منکوحۂ اول کے بھی کئی برس تک نکاح نہ کیا ہکو بعد
جواز دواج اور سرپر نسا رنبی مین داخل ہوئین وہ سب عارضی اور سببی سمجھنا چاہیئے جو آ
وہواے نفس سے جیسا کہ حال اکثر کا جا بجا بحسب افتاد وکلام مذکور ہی از انجملہ منکوحۂ اول
چند سال بعد وفات حضرت خدیجہؓ کے عائشہ رضی صغیرہ شش سالہ تھین جنکا ذکر پیشتر مجملاً
بیان ہو چکا ہی پس اُس زمانے مین آپکی عمر شریف غالب کہ پچاس برس سے زیادہ ہو
اور حضرت عائشہؓ صغیرہ شش سالہ پس یہان معاذ اللہ احتمال ہواے نفس ہرگز
عقل نہین قبول کرتی ہے مگر صریح تر وجہ موجہ ظاہر عقلی یہی معلوم ہوتی ہے
کہ حضرت عائشہ رضؓ کے مان باپ دادا اور سب بھائی بندا اپنا خاندان چھوڑ کر ایمان لائے
سب عزیز واقربا قوم کفو دشمن برخلاف ہو گئے پھر اُس دختر صغیرہ معصومہ نابالغہ کا
کہان ٹھکانا تھا ناچار حسب اصرار اور اطمینان اُنکے والدین کے سوائے نکاح کے کیا
چارہ تھا پھر بعد عرصۂ دراز کے سودہ بنت زمعہ ضعیفہ سے نکاح کرنا خود ظاہر ہے
کہ ہواے نفس کا مقام نہین کہ اُس ضعیفہ نے بہ تمناے فخر زوجیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم
اپنی شب نوبت بصد خوشی حضرت عائشہ کو بخشی اسیطرح سب ازواج نبی امہات
مومنین کا حال سمجھنا چاہیے کہ ناچار گلے پڑسی تھین اور تمامتر گھر بار کنبہ قبیلہ
عزیز واقارب چھوڑ کر بکمال تمنا بحکم خدا زوجیت مین آئی تھین کہ باوجود حکم نازلہ
قرآنی کے کوئی دولت وحشمت دنیا کی قبول نہ کرکے فقر وفاقہ اختیار کرتے

زوجیت نبی کو اپنا فخر سمجھتی تھین کہ بعد وفات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی اپنی مدۃ العمر تنہائی مین بے نکاح بسر کی پس اس راہ سے ان نکاحون عارضی او سببی کا کچھ اعتبار نہ ٹھہرا نہ کسیکے واسطی محبت او رشد ہو سکتی ہی کہ خود اللہ تعالی بلفظ من دون المؤمنین قطع محبت اور نفی غیر کر چکا جیساکہ پیشتر مرقوم ہو چکا ہی لہذا یہان بھی در حقیقت ایک ہی نکاح اول پر انحصار سمجھنا چاہیے پس یہان اصل بیان اس باب ہفتم مین یہی تھا کہ عورتونکو کس قسم کی کتابین پڑھانا چاہیے اس بیان مین بحسب اقتضاء سخن جو سلسلہ کلام کا دراز ہو گیا بہت مضامین خارج از مبحث قلم سی نکل گیے مگر قلم بکف دلم و دلم بدست خدا لہذا خدا سے امید ہی کہ نزدیک عقلاے معنی شناس کے خالی از فائدہ نہ سمجھے جاوینگے اصل سخن جو تعلیم علوم مین تھا پس مردونکی واسطے اس زمانہ مین سوا کتب زبان اردو اور انگریزی کے کہ وہی رائج اور بکار آمد ہی اور کسی زبان عربی اور فارسی مین اوقات صرف کرنا خالی از حقیقت بے فائدہ اور تضییع اوقات نہین خصوصاً نوکری پیشہ اور تجارت پیشہ لئے جو اپنی عمر اس تحصیل زبان نارائج مین صرف کی وہ نوکری چاکری کار تجارت وغیرہ کب کریگا اور کیا کھائیگا اگر یہ گمان فاسد ہو کہ فارسی اور عربی مین بہت علوم منطق و علوم معقول و منقول فروع و اصول علم ادب اخلاق طب حکمت وغیرہ کی کتابین ہین لیس اسی فرع فہم غلط کو واسطے یہ بحث اسقدر طول ہو گئی کہ انگریزی زبان مین ہزار درجہ زیادہ تر تنقیح اور تحقیق جمیع علوم و فنون اور صنائع بدائع حکمت اور طبابت و ستارہ شناسی و علم حساب اور مساحت اور جغرافیہ وغیرہ بتوضیح تمام ہی بڑا علم کامل معرفت الہی کا اسکی مقامات اور اسرار اور حالات از روے نص قرآنی کے اس زمرہ نصارے مین جسقدر پائے جاتے ہین غالب ہی

کہ کسی اور فریق مین کمتر ہوں جب خدا خود فرماتا ہی کہ تَرٰی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ یعنی دیکھیگا تو اُنکی آنکھوں کو کہ فیض پاتی ہین شہک محبت الٰہی سے اُس سبب سے کہ پہچانا ہی اُنھوں نے حق سے پس یہی پہچاننا حق کا عین معرفت ہی اِس مضمون معرفت کی تخصیص بلفظ عرفوا خاص بجانب قوم نصاریٰ کے اللہ تعالیٰ بصراحت تمام فرماتا ہی اور اُسکے ماقبل بقید لفظ نصاریٰ الفاظ قسیسین اور رہبان کی بھی ہی کہ بصفت لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ واقع ہی پھر اِس مرہ سے زیادہ تصدیق علم معرفت کی کلام خدا سے کس قوم کی واسطے ثابت ہی کہ شرح ترجمہ چار آیتوں قرآنی کا یہ تخصیص صفت محبت اور معرفت الٰہی نسبت اسی زمرۂ خاص نصاریٰ کی ایک ورق قبل اسی باب ہفتم کے حاشیہ صفحہ ۱۳۹ پر مرقوم ہی اسکے سوا پارہ ۲۷ سورۂ حدید رکوع ۱۹ مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو ہمنے انجیل دی اور گردانی بیچ دلوں ان لوگوں کے جنھوں نے اطاعت اور پیروی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رافت اور رحمت اور رہبانیت فقط رہبانیت سے مراد ریاضت اور مشقت اور نفس کشی اور ترک تمام لذات اور آسائش دنیوی کی ہی جسکو اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ ہمقدر رہبانیت و نفس کشی ہمنے اُنکو ذمہ نہین لکھی مگر پیروان عیسیٰ نے واسطے چاہنے رضامندی اللہ کے فرط محبت سے اپنے اوپر اختیار کرلی فقط اسکی الفاظ اور عبارت مع ترجمہ حاصل معنی پیشتر مقدمہ کتاب مین واضح تر مرقوم ہو چکی ہی پس پیروان حضرت عیسیٰؑ سے سوائے زمرۂ نصاریٰ کے اور کون لوگ اور کون قوم مراد ہو سکتی ہی پس یہ تو تعریف خداشناسی اور رافت اور رحمت اور مودت اور رہبانیت اس قوم رحمت عام کی خود خدا فرما رہا ہی اور آنکھوں سے ہم لوگ

بندگان خدا انکے حال پر ہر طرح کی پرورشین اور رعایتین اور عفو عند القدرت
اسقدر دیکھتے ہین کہ جسکا شمہ پیشتر مقدمہ کتاب مین مرقوم ہو چکا ہے اور بچشم ظاہر
نمایان ہے پھر اس نمرے سے زیادہ علم خداشناسی کا کمان ہوسکتا ہے پس اگر
اپنی زبان حاصلاے اردو ترک کرکے زبان ملک غیر کی تا رائج زمانہ مشکل کا سیکھنا
واسطے تحصیل علوم حکمت اور معرفت کے ہے وہ بھی تو کتب انگریزی مین تکمیل تمام
موجود ہے اور صنائع بدائع اور ہردم ایجادات تازہ اور لطیف و عجیب آپسے مزید پیحکون
مشقت بے فائدہ عربی اور فارسی کی باقی رہی ہان ایک نکتہ باریک البتہ
یہان عاقل کو بواقعی سمجھ لینا ضرور تر ہے وہ نکتہ ضروری یہ ہے کہ اردو کوئی ملک
نہین جس ملک کی زبان خاص کہلائی جائے جیسے فارسی فارس کی زبان اور
عربی عرب کی اور ترکی ترکستان اور ہندی ہندوستان اور بنگلہ بنگالے کی زبان
پس ہر ملک کی زبان اسی ملک کی نام سے نامزد ہوئی ہے اسیطرح اردو کی وجہ تسمیہ یہ ہے
کہ اردو بازار لشکر شاہی کو ترکی زبان مین کہتے ہین پس جب سلاطین عجم اور فارس کے
ملک ہندوستان پر مسلط ہوے اس ہند کی بول چال ہندی اور انکی زبان
فارسی اور بازار اردوے بادشاہی مین سب لوگ آیا جایا چاہین انمین عرب اور
فارس اکثر آئیں مین بدون واقفیت زبان ہمدگر کے خرید و فروخت اور معاملہ واری
دشوار جیسا کہ اس زمانہ مین بدون معلوم کرنے زبان انگریزی کے کیسی دشواری معاملات
مین آسانی ہوا کرتی ہے کہ روپیہ خرچ کرکے ترجمہ کروالتے سمجھتے ہین پس اسیطرح زبان
عربی اور فارسی اور کچھ ترکی اور ہندی بہم ہو کر ایک زبان اور جداگانہ قرار پائی ازبسکہ
اسکی ضرورت استعمال کی بازار شاہی مین اکثر ناگزیر تھی اور بازار شاہی کا نام اردو ٹھہرا

اُس لفظ اُردو مین بسبب تخفیص بازار شاہی کے ایک دم اور لگادی کہ اُردوے معلی نام قرار پایا جب تک ترقی سلطنت تیموریہ کافی الجملہ نام باقی تھا تب تک وہ دم بھی باقی تھی کہ اُردوے معلی کہی جاتی تھی جیسے نور باقی نامے ایک طوائف ناچنے گانے والی کو بعد زوال سلطنت محمد شاہ کی جب طوائف الملوکی ہوگئی کسی نے نور باقی کہکر پکارا اُسنے جواب مین بطور لطیفہ ظریفانہ کہا کہ نور تو محمد شاہ کے ساتھ گیا اب فقط باقی رہ گئی ہی اسیطرح لفظ معلی کی سلطنت تیموریہ کی ساتھ گئی اب فقط اُردو رہ گئی ہی چونکہ یہی زبان ابتدا یار اودھ اور نواح اطراف جنوب و شمال جانب دکھن مین جاری ہی اسی نظر سے بسبب مناسبت دیار کے اسکا نام زبان مغربی و شمالی بہت بیا ہم باسمی بجاے خود معلوم ہوتا ہی عرض کہ اُس زمانہ ترقی سلطنت تیموریہ مین اکثر ارباب ہندنی فارسی سیکھنا شروع کیا اور اہل فارس خصوصاً محلات سلاطین مین ہندی کا استعمال اکثر جاری ہوا یہانتک کہ حقہ کو بھنڈا اور جوتے کو چرن اور دریچہ سیرگاہ بادشاہی کو جھروکہ اور بادشاہ کی صورت دیکھنے کو درشن بولنے لگی اسی نظر جس گھر مین سامان حقہ کا رکھا جاے اُسکا نام بھنڈی خانہ اور جو کوئی جوتا اٹھانے کی خدمت رکھتا ہو اُسکا لقب چرن بردار اور بادشاہ کی استراحت کرنے کو سکھ فرمانا اگر کوئی دھوکے سے کہے کہ حضرت آرام فرماتے ہین جرمانہ لیا جاتا تھا یہانتک کہ کثرت الفاظ ہندی کی زیادہ ہوئی کہ دلی دکھنی سے اس زبان کا موزون کرنا بطور غزل شروع ہوا اُس زبان اُردو موزون کو ریختہ نام رکھنے لگے ریختہ لفظ فارسی ریختن سے اسکی ہندی ڈھینا یا چھڑکنا جیسے کوئی چیز اوپر سے چھڑک دیتے ہین یعنی ایک زبان عربی یا فارسی مین ہندی چھڑک دی یا ہندی مین عربی فارسی

چھوڑ دی غرض کہ یہ وجہ تسمیہ ریختہ کی ٹھہری اس سبب سے اُس اوائل
زمانہ مین ہندی کے الفاظ زیادہ ہوتے تھے چنانچہ اُس ولی دکھنی موجد اُردو کے
اکثر اشعار بلکہ تمام دیوان اسی طرح کا مولف کی نظر سے بھی گذرا ہے پس
اُنکے اشعار ہندیانہ اسطرح کے ہوتے تھے کہ ع باجے ہو آج شوخ کی پائل
جھنن جھنن ۔ آوے ہو مجھ غریب پہ شاید بگن بگن + اسی طرح یہ شعر بھی
سنا گیا کہ ع این خال روے جانان دیکھو نہ باٹ پارس + چیزی بگو نگفتم
بے وجہ مجکو مارس + اسی طرح یہ شعر بھی مشہور ہو کہ ع مجھ درد پر دوا نکرو تم
حکیم کا + بن وصل کیا علاج برہ کی سقیم کا + دیکھا ہو قد و زلف و دہن پیو کا
جب سیتین + کرتا ہون تب سے ورد الف لام میم کا + غرض کہ اسی طرح رفتہ
رفتہ ہر زمانہ اور ہر عہد مین اِس زبان اُردو ریختہ کی تراش خراش اور اصلاح
ہوتی گئی یہانتک کہ اخیر زمانہ نواب آصف الدولہ سنہ ۱۲۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۶
عیسوی مین مثل مرزا رفیع سودا اور انشاء اللہ خان وغیرہ کے بول چال بالکل
ترک اور باعث طعن اور ہنسی کی ہو جیسا کہ ذوق نے کہا یا تین سون یا تم سیتین
کہون ہون ایسے طرز بول چال کو بالکل متاخرین نے ترک کیا آخر متاخرین
مین شیخ ناسخ اُستاد زمانہ بہت مسلم الثبوت محقق جگت اُستاد ہوئے اُنکے کلام کو
سب شعراے دیار اودھ بہت سند کامل و معتبر جانتے ہین اور بڑے بڑے
نامی لوگ اُنکے شاگرد ہین پس اُنکے سب دیوان اور تصنیفات اُردو مین تمامتر
اکثر الفاظ فارسی اور عربی کے ہین اور سب ترکیب فارسی ہندی فقط کا یا کو یا
کے بطور موصولات کی ہین جسکا مطلع سر دیوان کا یہ مشہور ہو کہ ع مرا سینہ ہی مشرق

آفتاب داغ ہجران کا + طلوع صبح محشر چاک ہو میرے گریبان کا + اسی طرز بیان پر
تمام سب تصانیف شعرائے نامی متاخرین دیار لکھنؤ کی مثل خواجہ حیدر علی آتش
اور خواجہ وزیر وغیرہم کے سمجھنا چاہیے اور یہی بول چال روزمرہ عمدگان شہر لکھنؤ
اور امیرون شہر کی رائج اور مستعمل اور معتبر تر ہے اسمین جو الفاظ ہندی کے زیادہ
ہو جاوین اسکو زبان دہاتی اور قصباتی کہکر ہنستے ہین اور طعن اور ہجو کرتے
ہین جیسے کہ انشاء اللہ خان کے اشعار بطور طعن زبان قصبات کی مشہور ہین
کہ سے متفکر ہی ہین فلک بھی اور آئے کے + جھاؤ میان کو بھئین پہ چھنگس
گھمائے کے + انگنو میان کی یار و کرے وہ برابری + کو کر متا جو شاشہ کرو ناک
اٹھائے کے + پس یہ اصل بنا زبان اردو کی ہے خصوصًا اب اس زمانہ حال ١٢٨٣
ہجری مطابق ١٨٦٦ عیسوی ہین بعد ان سب امور انکشار اور تراش خراش کے
ترکیب فارسی اور اکثر الفاظ عربیہ رہ گئے ہین ہندی فقط گویا کا یا کے بطور
موصولات اور اضافات کے برائے نام ہے اور اکثر الفاظ عربیہ اردو مین ایسے مستعمل
ہین کہ اگر ان لفظون کا ترجمہ ہندی مین کیا جائے معیوب ہو اور اصل معنی مین
فتور پڑ جائے جیسے جناب من یا مشفق من یا حضرت من یا قبلہ من یا کعبہ من اسطرح پر
لکھین تو کچھ معیوب نہین اگر جناب من کا ترجمہ ہندی مین کرین تو چوکھٹ میرے اور
مشفق من کا ترجمہ ڈر دلانے والے میرے اور حضرت من کا ترجمہ حاضر ہوئی عورت میری
اور قبلہ من کا ترجمہ آگے منھ میرے کی اور کعبہ من کا ترجمہ ٹخنے یا نون میرے کے اسی طرح
حیرت اور عبرت اور حسرت اور مضائقہ اور البتہ وغیرہ بہت الفاظ عربیہ اردو مین مستعمل
ہین انکا ترجمہ ہندی مین کیا لطف دیتا ہے اگر کچھ ترجمہ کیا بھی جاوے تو فتور معنی مین

اور فصاحت سے باہر ہو جاوے لہذا اب زمانہ حال مین اُردو مستعملہ دیار لکھنؤ مین
ترکیب فارسی اور الفاظ عربیہ ہین جیسا کہ یہ شعر ہے ۵ اقلام انامل پس مردن کرتا +
استخوان سے جو میرے ساز قلمدان ہوتا + پس بیان مراد اس شرح بسط بیان سے
یہ ہے کہ لڑکونکو بدون تعلیم قواعد فارسی صرف و نحو عربی کے فقط زبان حاصلہ اُردو کی
تعلیم کیجاوے تو استعداد درست اور املا درست کمتر حاصل ہوتا ہے ضاد کی جگہ ظا یا زے
سین کی جگہ صاد یا ثے اس قسم کی غلطیان املا کی بہت ہوتی ہین شاید بعض
مضامین خانگی آٹے دال کے بدا املا لکھ لیوین مگر کار منشی گری اور کارہاے متعلقہ و فاتر
سرکاری اور ترجمہ انگریزی کا اُردو مین یا اُردو کا انگریزی مین بدون فارسی دانی کے
بخوبی نہین کر سکتے اس واسطے لڑکونکی تعلیم مین فقط اُردو انگریزی پر اکتفا کرنا چاہیے
کچھ نمک فارسی اور چاشنی عربی کی بھی ضرور تر ہے کس واسطے کہ مردون سے کارہاے قلم
ہر قلم تحریر کے متعلق ہوتے ہین مگر نہ اسطرح کی مغلق جو انشاے مشکلہ ابو الفضل و ظاہر
وحید کی ہے الفاظ بہت اور معنی کمتر فقط اتنا مضمون کہ خط تمھارا پہونچا اسمین دو ورق
سیاہ اور مطلب ندارد مغز نا خوردہ حلق خود بدرید اور اگر اسکا ترجمہ لفظی انگریزی مین
کیا جاوے تو شاید دس صفحہ سیاہ ہون اور اصل مطلب فوت جاوے لہذا ایک کتاب انشاے فارسی
بیچ بیان فوائد اور قواعد اُردو کے عبارت سلیس فارسی مین لکھی گئی ہے جس زبان
غیر انگریزی خواہ عربی خواہ ناگری مین ترجمہ کیا جاوے لطف مضامین انشاے معنوی کا
ہاتھ سے نہ جاوے اور تقویت املاے اُردو کو بواقعی الفاظ فارسی اور عربی سے
تمام تر ہو کہ اُردو مستعملہ زمانہ حال بھی بالفاظ عربی اور فارسی کی مرکب ہے چونکہ ایسی
کتاب مفید عام مایہ تقویت املاے اُردو سریع الفہم بہ عبارت سلیس فارسی تھی اس سے

اہل مطبع نے چھاپ بھی دی اور بہت نسخہ بک بھی گئے پس مردونکو واسطے تکمیل استعداد
اور درستی املا کے کچھ فارسیت کا بھی ہونا اور اُس قسم کی بھی کتابین فارسی پڑہنیں
مصلحت معلوم ہوتا ہے

اب باقی رہی تعلیم لڑکیون کی جسکے بیان کے واسطے یہ سب طول تمہید ہے

پس معلوم کرنا چاہیے کہ عورتونکو مثل مردون کے کاروبار دفتر کچہری مثل منشی گری یا
متصدی گری یا منصفی صدر امانت صدر اعلی کا وکلاے عدالت یا کار تحصیل یا کلکٹری یا
ڈپٹی وغیرہ کی کرنا کمتر دستور ہے کہ سب علوم فارسی عربی انگریزی قانون دانی وغیرہ انکو تعلیم کرنا
ضرور ہو اور مدت تعلیم پذیری کی بھی لڑکیون کے واسطے بہ نسبت لڑکونکی کمتر ہے کہ بعد بلوغ کے
شوہرونکے گھر جانا اور کاروبار خانگی اور عیالداری مین مصروف ہونا چاہیے اور عمر
تعلیم پذیری کی کہان میسر ہو سکتی ہے پس بضرورت کامون متعلقہ خانگی کے دو طرح کامونکی
تعلیم انکے مان باپ وروارثون پر ضرور ہے اول کارہاے دستی سوزن کاری تارکشی
اور خیاطی وغیرہ تا اپنی ضروریات لباس وزیور وغیرہ مین غیر کی محتاج نہوا کرین اور جو
زمانہ ہمیشہ یکسان نہین رہتا خدا نخواستہ وقت پڑے پر وسیلہ رزق حلال کا کیسا خوب ہو اور
ایسے صنائع دستی کا سوزن مین بالطبع طبیعتین وا عضاے نرم عورتونکی ازل سے اللہ نے
پیدا کیے ہین کہ بدون تعلیم پذیری کے اپنے زور طبیعت سے کیا کیا دستکاریان سوزن کاریان
باریک بناتی ہین اور ایجاد کرتی ہین کہ نمونہ اُسکا اکثر ٹوپیان تارکشی کی اس پاکیزگی سے
بناتی ہین کہ ایک ایک ٹوپی دو دو اشرفی کو جاتی ہے جب ایسی طبیعتونکو اسطرح کامونکی تعلیم
ہوا کرے تب تصور کیا جاے کہ کہانتک نوبت کمال ہنر کی پہونچا کرے باقی رہا کھانا پکانا
ہانڈی چولہا و کاروبار خانگی تیمارداری اور پرورش اولاد اور مزاجداری خاوندکی اسکا سلیقہ

طبعی اور خلقی کچھ من اللہ خصوص عورتونکو ہوا کرتا ہو کہ سکھانے اور تعلیم کرنے کی حاجت
کمتر ہوتی ہے خصوصاً اولاد صغیر کی مزاجداری اور پرورش کچھ خدا کی قدرت ہی
کہ پیٹ سے بچہ نکلتے ہوے چرند و پرند و درند کو انکی تیمار اور پرورش کا شعور خود بخود آجاتا ہی
چہ جا کہ آدمی زاد کو غرض کہ جن عورتون کو ایسے کاروبار خانگی کا من اللہ سلیقہ
ہوتا ہو انکو تعلیم کی کمتر حاجت دیکھی کہ انکی طبیعت خود معلمہ ہوجاتی ہی پس ان سلیقہ
والی عورتون کا لقب انکی اصطلاح مین سوگھڑ کہا جاتا ہو کہ اور جنکو نہین سلیقہ ہوتا ہی
انکا لقب انکی محاورہ مین پھوہڑ کہا جاتا ہو وہان تعلیم سے بھی کچھ کام نہین نکلتا ہی کہ ع
سبزہ بر سنگ نہ روید چہ کنہ باران را پس اسطرح کامون خانگی ضروری کی تعلیم کی
یہ صورت ہی دوسرا کام قلم کا ہو کہ اسکی نہایت ضرورت عورتونکو مردون سے زیادہ ہی
امور خانگی اور حساب کتاب اخراجات خانگی مین ہوا کرتی ہو خصوصاً اکثر حالات
اور معاملات اور اخراجات اور اسرار خانگی کہ سوا شوہر کے کسی سے کہنا اور ظاہر کرنا
نہ چاہیے یا کچھ شوہرون سے پوچھنا ضرور ہوا اور شوہران نوکری پیشہ یا تجارت پیشہ
وغیرہ کا بسبب تلاش اور تدبیر معاش کے ہمیشہ گھرون مین رہنا کہان ہوسکتا ہی
پس جب کوئی بھید ضروری خانگی مردون نے عورتونکو لکھا یا عورتون کو لکھنا
بنام مردون کو ضرور ہوا اسصورت مین قلم آشنا یا حرف آشنا نہ ہوتین اسوقت انکا
صدمہ روحانی اور ہرج کار کو ملاحظہ کرنا چاہیے اور یہ حاجت و ضروریات اکثر
بارہا عورتون کو ناگزیر ہوا کرتی ہی اس سبب سے عورتونکو کار قلم کی تعلیم نہایت
ضرورتر ہی اور یہ کار قلم کا ہرچند کار دستی ہی مگر مثل کار سوزن کی فقط کار دستی نہین
بلکہ کار دلی اور روحانی بھی مقدم ہو کہ اسکے واسطے کچھ پڑھنا اور حرف آشنا ہونا بھی

ضرورتر ہو یہ حرف شناسی جب اپنی زبان مستعملہ مین ہو کیسی آسان تر ہو ایسی دولت
بکارآمد ضروری جو آسانی سے بہم پہونچے عجب ہو کہ آدمی اُسکی تحصیل مین دریغ
کرے جو کہ یہ استعداد نوشت وخواند کی خصوص لڑکیون کو فقط مفید کار اُن
لڑکیون کے نہین بلکہ آخر کار اُنکے والدین اور وارثون و شوہرونکے واسطے زیادہ تر مفید
اور بکارآمد ہوا کرتی ہو مثلاً وارثون نے جب لڑکی بیاہ دی اور غیر کے گھر گئی اُس
لڑکی بیچاری پر کیا کچھ گذرا کہ نہ منھ سے نکال سکتی ہو نہ بیان کر سکتی ہو اُدھر
والدین اور وارثونکو کچھ کہنا اور سننا اور دریافت کرنا حال دل کا مخفی منظور ہو کہ بسبب ال
والونکو خبر نہو پس اس درد دل کے علاج سوا اسکے کہ پیشتر سے لڑکیونکو تعلیم نوشت وخواند
حرف شناسی کی کیجاوے اور کیا ہو سکتا ہو اُدھر یہ تعلیم لڑکیونکی آخر کار مفید کار شوہرونکے
کیسی متصور ہو کہ ہزارون باتین اور معاملات اور امور خانگی راز و نیاز کی بی بی میان مین
ہوا کرتے ہین کہ کسی سے کہنا نہ چاہیے وہ سب اندک تکلیف حرف شناسی آسان سے
اپنی زبان حاصلہ مین کس لطف اور خوبی سے صورت پذیر ہو سکتی ہین اسکے مقابلہ مین
ترک تعلیم کے رنج اور صدمات اور حسرت و افسوس اور ہرج کامونکو ملاحظہ کرنا چاہیے پس
اس مرض کے علاج کے دن لڑکائی کے ایام ہین اور لڑکیان بچہ بے بوجہ اُس مصلحت
آخر کار کو پہلے سے کیا سمجھتی ہین پس یہ سمجھنا اُنکے وارثون اور والدین کو چاہیے
کہ عقل و شعور سمجھ بوجھ درست رکھتے ہین اور لڑکیون کا حق لڑکونسے زیادہ تر والدین پر ہے
پس کیا غضب ہو کہ اُنکی شادی بیاہ اور سامان جہیز وغیرہ کے واسطے جو صرف تلف
اور زوال ہین اور سر دست محتاج زر کا ہو ہر طرح کی زیر باری اور قرضداری بلکہ ذلت
گداگری کتنیان دان کی قبول کرتے ہین اور وہ امر سہل جو تلف و زوال سے محفوظ اور سبب

چندان صرف زر بھی نہین چاہتا اور بکار آمد وارثون کے بھی ہی سطرف کچھ التفات نہو
پس یہ الزام اُن لڑکیون پے بوجہ پر نہین ہی بلکہ اُنکے وارثون بافہم سے عجب تر ہی کہ
ہر نادان بکار خود ہشیار کہا جاتا ہی چہ جاکہ دانا ہوکر اپنی مصلحت کار اور مآل کار کو نہ سمجھے
پس جب کوئی شخص احمق بھی تھوڑا اپنے دل مین غور کرے یہ سب فوائد تعلیم اور قباحتین
ترک تعلیم کی بخوبی تمام سمجھ سکتا ہی بعد اس سمجھنے اور تامل لڑکے کی لڑکیون کے واسطے
تعلیم حرف شناسی اُنھین کی زبان اُردو مستعملہ روزمرہ مین تہان تر اور کافی معلوم
ہوتی ہے کہ مثل لڑکون کی اُنسے کارہاے مشکلہ و فاتر اور محکمات وغیرہ لینا ضرور نہین
کہ جسکے واسطے استعداد عربی فارسی اور ترجمہ نویسی کی ضرورت ہو فقط واسطے لکھ لینے
حسابات اخراجات خانگی اور تحریر خطوط ضروری خانگی بنام شوہرن خواہ وارثون
مَیکے کو اندک حرف شناسی اور استعداد قلمی زبان مستعملہ اُردو مین کافی ہی بعد اسکے جب
سن شعور کو پہونچ کرکے شوہرون کے گھر گئین اور اُس اندک حرف شناسی کا لطیف پایا
اور شوق کتاب بینی کا طبیعت مین آگیا پھر ایسی طبیعتون ذہین فہم کی کو حاجت تعلیم اور
معلم کی کب ہی کہ خود شوق رہبر اور معلم ہوجاتا ہی بقول مصرع مشہور مصرع شوق در ہر دل
کہ باشد رہبرے درکار نیست ۔ اور اسقدر کمال ذہن اور ذکاوت عورتون کا امتحان متواتر
نمایان بچشم دیدہ ہی کہ فقط ایک دو پارہ کلام اللہ پڑھ کر جو حرف شناس ہوجاتی ہین
اپنی زبان اُردو مین منشی بے بدل ہوجاتی ہین کہ بہت چھی نویسی اور مرثیہ خوانی اور
کتاب خوانی ہی لکھنؤ مین نامی گذر گئی ہین اور اب بھی موجود ہین ایسے طبائع کو جو
اندک حرف شناسی اُردو کی حسب سر رشتہ ہوا کرے خود ظاہر کہ کہان تک نوبت تھوڑے
عرصہ مین پہونچ جایا کرے پس جب یہ بات از روے دلیلون عقلی اور نقلی اور امتحانات

نایان کی سلم ہو چکی کہ لڑکیوں کو تعلیم حرف شناسی خصوصاً انکی زبان مستعملہ مین بہت
آسان اور مفید اور ضرور بکار آمد ہی اور حکم خدا کا بھی مخصوص واسطے تعلیم عورتون کے منصوص ہی
اب کلام اسمین ہی کہ وہ حرف شناسی کس قسم کی کتابون سے مناسب ہی
پس کتابین قصہ کہانی خیالی اور دماغی بطور داستان امیر حمزہ اور عمر عیار او چار درویش
اور گل بکاولی اور قصہ تاج الملوک و فسانہ عجائب اور مثنویات دماغی عاشقانہ وغیرہ
بہت مشہور ہین خصوصاً اس زمانہ حال مین بسبب قدر شناسی سرکار والا کی بہت کتابین
مضامین خیالی قصہ کہانی مصنوعی اور وقوعی بہتر اور خوب دلچسپ مرتب ہو گئی ہین انسے
بہتر محاورات اردو مقفی کون لکھ سکتا ہی اس قسم کی کتابین جیسا کہ قصہ خوان ناخواندہ
داستان گو مشتاق بول چال درست اردو لکھ سکتا ہی بے شبہہ فارسی نویسی دشوار ہی
پس اس قسم کی کتابین فقط حرف شناسی اردو کے واسطے کافی ہو سکتی ہین بہتر وہی ہی
جسکو سرکار دقیقہ شناس پسند فرماوے کہ رای الملوک ملوک الآراء ۱۵ ہر عیب
کہ سلطان بہ پسندد ہنر است پس اسمقام مین ایک رای ناقص یہ بھی خیال مین
گذر سکتی ہی کہ اس قسم کی کتابون قصہ کہانی سے استعداد حرف شناسی کی البتہ جلد
باسانی ممکن ہی مگر چونکہ وہ مضامین خیالی قصہ کہانی فضول کی معلوم ہو گئے اس سے
کچھ فائدہ نہ مترتب ہوا الغرض اگر وہ قصہ کہانی واقعی بھی ہون اسکے سوا حرف
شناسی کے کچھ فائدہ علمی حاصل نہوا اور کچھ اصلاح نفس و طبیعت کی نہ ہوئی بلکہ وہ جو
حکایات فضول عاشقانہ کہ اکثر مضامین خیالی ایسے ہوتے ہین خصوصاً طبائع طفلانہ
ابتدای شباب مین جانب فساد کی غالب تر ہی پس جب ایسی طبائع سریع القبول کی اس
قسم کی کتب اور حکایات فضول سے حرف شناسی ہوئی اور عمر دختران نابالغہ کی ہر دم

روبہ ترقی مائل بجزابی اور نفس و شیطان ہمزاد کا زور اور عمل اسی عمر ابتدائے شباب مین
روز افزون ہوتا ہی پس اس نفس ہمزاد کو اس عمر مین ورق قلم کا ایسی کتابون سے پہونچانا
ایک کریلہ دوسرے نیم چڑہا پھر اس حال مین اصلاح ایسی مزاجون عورتون سریع القبول کی جسکو
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حِبَالَۃُ الشَّیطٰنِ فرمایا ہی البتہ دشوار معلوم ہوتی ہی پھر مثنوی
مشہورہ میر حسن کا حال ہوجاتا ہی طبیعت تو اکثر اصل خلقت مین بالطبع موزون ہوا
کرتی ہی پھر کچھ نہ پوچھو ابتدا اس فن فساد گندم کی شاعری سے شروع ہوتی ہی پھر جہانتک
آخرکار نوبت پہونچتی ہی خود عاقل لوگ جانتے ہین کہ ایسے ہی امتحانات متواترہ سے شرفاے
قصباتی اور عمدگان شہر نے قطعاً تعلیم نسوان ور دوات و قلم کا گھرون مین جانا عیب
اور گالی سمجھا پس ایسے مقامات تعلیم نسوان مین بمزید احتیاط ایک یہ بھی راے ولپذیر گذرتی ہی
کہ اگر ابتداے تعلیم حرف شناسی نسوان کی کتب نصائح اور صلاحیت اور اخلاق علم و ادب
تہذیب اور عبادات سے ہوا کرے تو کتاب خوب ہو کہ ع ہم لعل بدست آید و ہم یار نرنجد +
کہ اس علم اخلاق اور تہذیب کی بھی بہت کتابین مسلم الثبوت اردو ہوگئی ہین کہ ایک
اُنمین اکسیر الہدایت بڑی کتاب نامی ترجمہ کیمیاے سعادت کا موجود ہی کہ چھپ بھی چکا ہی اور
ذکر اسکا پیشتر بشرح و بسط تمام مرقوم ہوچکا ہی اُسمین سب حقوق شوہر اور زن اور حقوق والدین
اور ہمسایگان اور عزیزان اور اقربا اور طریق معاملات اور معاشرت زن و مرد
بتوضیح تمام مرقوم ہین پس ایسے مضامین نصائح بکار آمد سے حرف شناسی نسون پردہ نشین
شرفا کی بہ نسبت کتابون فضول کے غالب تر مفید ہی کہ عقل سلیم بھی زیادہ تر پسند کرتی ہی
باقی رہین زنان بے پردہ عوام بی احتیاط اُنکی واسطے سب مباح ہی بلکہ اُس قسم کی کتب حکایات
فضول عاشقانہ اور مثنویات عشقبازی کو زیادہ تر سبب اپنی بازار گرمی اور ناموری کا

سمجھتی ہین جیسا کہ ذکر شاعرۂ اُردو اور فارسی گو کا پیشتر مرقوم ہو چکا ہی جنکا تخلص زہرہ اور مشتری ہی پس ایسی عورتونکو واسطے تعلیم کتب مثنویات عاشقانہ کمال ہنر ہی اور زنان پردہ نشین کے واسطے کمال عیب ہی کہ نظر فہت بسیار ہنر نا بیان و عیب حکیمان ہست + اس صورت مین طبیب حاذق کو یہ چاہیے کہ ہر ایک کو بقدر حال موافق رعایت مزاج اور طبیعت کو دوا دیوے بقول شاعر

کہ ع باطبع لطیف از لطف درآ + بانفس کثیف از سر قہر و جفا + در سیرہ و گل تا ملے کن کہ قضا + آنرا بہ تبر شگافت این را بصبا + بلکہ تا امکان طبیب مہربان کی طرف سی گمراہون لیے جتیا طبے پردہ کے واسطے بھی بطرف کتب صلاح و تقوی کے ہدایت ہونا قرین عقل سلیم کے معلوم ہوتا ہی پس اس صورت مین کیا عجب ہی کہ یہی کتاب فوائد النسا بھی بعض طبائع کی حروف شناسی کے واسطے مفید سمجھی جاوے ع گر قبول افتد زہی عز و شرف

باب آٹھوان بیچ بیان قباحتون اور آفتون اُس قسم کی کتابون کے جو عورتون کو پڑھانا بلکہ دکھانا بھی نہ چاہیے

ہر چند ابتداے تمہید مضامین کتاب سی خصوصًا باب ہفتم مین فائدے کتابون لائق تعلیم نسوان کے اور قباحتین اور آفتین اُن کتابونکی جو لائق پڑھانے عورتون کے نہین ہین بتوضیح تمام مرقوم ہین اور مرد عاقل خود سمجھتا ہی کچھ لکھنے اور بیان کی حاجت نہین مگر چونکہ یہ کتاب خاص واسطے تعلیم اور تفہیم دخترون صغیرہ نابالغہ کے لکھی جاتی ہی لہذا ایک ایک مضمون کو مکرر طرز بیان مختلف سے شرح کی گئی تا بخوبی تمام

طبیعتوں صبیان کے دلنشین ہوجاوے جیسا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے دو جزو کافیہ کی شرح اپنے فرزند کی تعلیم کیواسطے بیش جزدین لکھی ہو لہذا لکھا جاتا ہو کہ اصل خلقت مرد و عورت کا فرق ابتدا سے معلوم ہو کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بنایا ہو مٹی جب خشک ہوکر پکائی جاتی ہو سخت ہو جاتی ہو اور حضرت حوا کو گوشت پوست خون مال آدم سے بنایا ہو کہ پہلوے چپ آدم سے پیدا کیا اور اُسی پہلوے چپ مین دل ہوتا ہو اسی سبب سے عورت بالطبع محبوب دل مردونکی ہوتی ہو اسی نرمی خلقت کی سبب سے عورت کی نرم طبیعت سریع القبول ہوا کرتی ہو اس سبب سے بہ نسبت لڑکونکو لڑکی جلد تعلیم پذیر ہوا کرتی ہو اور حکم اللہ کا بھی واسطے تعلیم کرنے عورتونکی بتخصیص بقید صیغہ اور ضمیر تانیث کی ہے جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا ہو پس اسی نرمی طبیعت کی سبب سے اُنکی تیزی ذہن اور ذکاوت کی بھی زیادہ تر ہو آپ سمجھنا چاہیے کہ ایسی نرم طبیعتوں اور نازک مزاجوں کو اللہ نے عزت اور ناموس مردون کا قرار دیا ہو یہانتک کہ اگر مثلاً وہ کسی غیر شخص سے ہنسے بولے یا باتین کرے تو بے عزتی مرد کی ہوتی ہو اور اگر معاذ اللہ کچھ اور بد وضعی ہو تو مرد کو مر جانا یا مار ڈالنا پڑتا ہو اگر زندہ رہے تو سب لوگ بے حیا بے غیرت دیوث کہتے ہین کہ زندگی مرد کی تلخ ہو جاتی ہو اور اگر نہ مارے اور نہ مرے گھر سے نکال دیوے یا طلاق دیوے تو بھی اس ہندستان مین مرد کی رسوائی ہو یہانتک کہ اگر مرد مر بھی جاوے اور عورت اُسکی بعد مر جانے مرد کے کچھ بد وضعی اختیار کرے تو بھی روسیاہی اور بدنامی اُسی مرد مردہ کی ہوتی ہو پس جب طبیعتین نرم عورتونکی اصل خلقت مین اسطرح سریع القبول ٹھہرین اور نفس اور شیطان ہمراہ اوکا ابتدا سے

پیدائش سے دخل کامل و عقل سلیم کو بیدخلی جب ابتدائے سن شعور اور
بلوغ سے عقل کو آہستہ آہستہ دخل ہونا شروع ہوا ادھر نفس شیطان جوش
جوانی سے زور اور غلبہ بڑھتا گیا یہانتک کہ عقل غریب بکم زور مہمان تازہ وارد بھی
اسی نفس غالب کی مغلوب ہونے لگی جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ در ایام
جوانی چنانکہ افتد دانی گذرے داشتم بکوے وسرے داشتم بماہ روئے پس اس مرض
دشوار کا علاج اکثر غربا اور مساکین تہیدست کی واسطے کچھ پیٹ البتہ کر لیتا ہے
کہ پیٹ کی فکر اور تلاش معیشت مین نفس و شیطان کا زور اور غلبہ خاک مین ملجاتا ہے
ایسے ہی مقام مین اللہ تعالی فرماتا ہے لو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض
یعنی اگر کشادہ کر دیتا اللہ رزق کو اوپر بندون کے ہر آینہ بغاوت کرتے
بیچ زمین کے فقط پس جہان یہ علاج تنگدستی کا نہ ہوا اور گیہونکی طرف سے
کچھ آسودگی اور پیٹ بھرا تو لڑکون کا جیسا ابتدائے جوانی مین حال ہوتا ہے
سب پر بقدر حال گذرتا ہے چنانکہ افتد دانی چوکہ مرد لوگ ہین اور مثل عورتونکی
کیسکی عزت اور ناموس نہین اور فشار زمانہ سے بھی کوئی خالی کم رہ سکتا ہے اس سے
مرد کی شرم بیشرم بجھ جاتی ہے اور مثل عورتونکے بے ناموسی کی نوبت نہین پہونچتی ہے
اگر دولتمند ہوئے انکی عیوب دولت مین چھپ جاتے ہین بہر حال مردونکی گذر جاتی ہے
اور بعد چالیس برس کے عقل کو قوت اور نفسانیت کو ضعف ہوجاتا ہے اور کچھ
علم اور حرف شناسی بھی مدد کرتی ہے اس حالت مین بشرط تائید ایزدی صلاحیت بھی
آجاتی ہے بخلاف عورت کی کہ جب اسکی ابتدا بگڑی اور اسکی حرف شناسی کتب
تہذیب سے نہ ہوئی بلکہ فضول خیالی یا مثنویات اور حکایات عاشقانہ سے

ہوئی تو معاذ اللہ سب خاندان اور شوہر کی ناک کٹواتی ہی کہ ہزارون پردہ نشین خانگی ہو گئین انکی اصلاح طبیعت کی ضعیفی مین کمتر سنی گئی کہ مثل مجہہ ہجون پیر شود پشیہ کنند دلالی + بقول کار افتادگان ۵ کہ پیرے کہ تا جوان بودہ ست + ہدف تیر این آن بودہ ست + زدہ بعد از خرابی وگران + دست درچارہ سازی دگران + پس اس صورت مین زنان شرفاے پردہ نشین قصبات اور دختران عمائدگان شہریات محتاط کی تعلیم حرف شناسی مین بہ نسبت عوام بے پردہ بڑی احتیاط ضرور تر ہی کہ ابتداے تعلیم جو بگڑی تو بگڑی پھر اصلاح دشوار ہی اور اگر بنی تو بنی کہ برکت تعلیم علوم صلاح و تقوی سے روز بروز صلاحیت باطنی کو تقویت بڑھتی جاتی ہی یہانتک کہ ولیہ کاملہ ہو جاتی ہین جیسے عورتون کے صفات مین اللہ تعالی فرماتا ہی فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ الخ یعنی بیبیان صالحہ فرمانبردار حفاظت اور نگاہ رکھتی ہین اپنی عصمت کی پیٹھ پیچھے شوہرون کے فقط اسکو بعد فرماتا ہی کہ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ یعنی عورتون کی خبرداری اور حفظ الغیب اللہ کی حفاظت اور خبرداری سے ہی پس اس سے صریح ثابت ہی کہ اللہ کی خبرداری سے انکی خبرداری ہے یعنی ایسی عورتون صالحہ کا اللہ خود محافظ اور نگہبان ہی پس یہ صلاحیت مزاجی اور نگہبانی اللہ کی اسی حالت مین متصور ہی کہ ابتداے تعلیم نہ بگڑنے پاوے اور کتب سعادت سے تعلیم ہو پس اب یہ سمجھنا چاہیے کہ لڑکون کے طرز تعلیم اور لڑکیون کے طرز تعلیم مین بڑا فرق ہی لڑکے دو بچے ہین انکے عیب و ہنر ہر طرح کے کھنچ جاتے ہین اور آخر کار در صورت تائید الٰہی اور دستگیری علم کے اصلاح بھی متصور ہی اگر اصلاح بھی ہوئی

پھر بھی انکے عیوب انھین کے ساتھ ہین کسی دوسرے یا تمام خاندان کی بے ناموسی
تو نہین ہوتی پس اِس راہ سے ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جو باتین مردون کے واسطے
کمال ہنر ہین عورتون کے واسطے کمال عیب اور ممنوع ہین مثلاً عبوس نہونا اور
خندان روئی اور شگفتہ پیشانی مردون کے واسطے ہنر ہے اور حکم ہے کہ فقولا لہ قولاً لیناً
یہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بمقابلہ فرعون شقی کے حکم ہوتا ہے
کہ کہو تم دونون فرعون سے باتین نرمی سے اور عورتون کو علی العموم یہ حکم ہے کہ
نہ نرمی اور خضوع کرین بیچ باتون کے کہ فلا تخضعن بالقول اسی طرح سے
جود اور سخاوت اور مروت مردون کے واسطے ہنر ہے اور ہر امیر و فقیر کو بقدر حال حکم
انفاق کا ہے لینفق ذو سعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق
مما اتاہ اللہ لا یکلف اللہ نفسا الا ما اتاھا سیجعل اللہ بعد عسر یسرا
یعنی چاہیے کہ انفاق کرین صاحب وسعت اور مقدور بقدر وسعت کے اور
جو شخص کہ تنگ کیا گیا اوپر اُسکے رزق اسکا پس چاہیے کہ نفقہ کرے
اُسی قدر کہ جسقدر دیا ہے اُسکو اللہ نے نہین تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس کو
مگر اُسی قدر کہ دیا ہے اُسکو اللہ نے قریب ہے کہ گردانے اللہ بعد تنگی کے
فراخی فقط پس یہ حکم خندان روئی اور شگفتہ پیشانی اور نرم گوئی اور انفاق کا
مردون کو ہے اور عورتون کو نرم گوئی اور خندان روئی کی ممانعت ہے اسکی
مصلحتین عاقل خود سمجھتا ہے کہ جب سختی اور درشت مزاجی سے باتین کرینگی
دوسرے کو زیادہ لگ چلنے کی جرأت نہوگی اسیطرح سے جب نا فہمیدہ سخی آتا ہوتین
تو گھر گرستی اور اخراجات خانگی کا بندوبست کا ہیکو ہوسکیگا اسمین نکتہ یہ ہے کہ مرد لوگ

کمائی کرنے والے مالک ٹھہرے اُنکو اپنے مال کی بخشش کرنے کا حکم اور اختیار ہے اور
عورتین اُسکی نگہبان اور گرہست خانہ دار امین ٹھہرین پس امین نگہبان کو امانت
اور نگہبانی کرنا چاہیے اور ایک کوڑی بے اجازت مالک کی بیجا اُٹھانا نہ چاہیے بلکہ
اگر شوہر بیجا او فضول اُٹھاوے تو اُسکو روکنا چاہیے ورنہ تھوڑے دنون مین میان
بی بی بھیک مانگنے لگتے ہین کہ اکثر مالدارون اور وثیقہ دارون کا یہ حال دیکھا کہ سب
وثیقہ قرضخواہ مہاجن پاس رہن رکھکر محتاج دست نگر مہاجن کے ہو جاتے ہین اُنکی
بیبیان جو بندوبست گرستی مین سوگھڑ ہوا کرین ہرگز یہ نوبت نہ پہونچا کرے
ایسی ہی سوگھڑ عورتونکی صفت مین کار افتادہ سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ ؎
زن نیک خوش سیرت و پارسا + کند مرد درویش را پادشا + ایسی عورت کا لقب ہندی
مین سوگھڑ ہے اور وہ دوسری قسم جسکا لقب پھوہڑ پیشتر مرقوم ہو چکا ہے اُسکی صفت
کار افتادہ شیراز یون کہتا ہے ؎ زن بد در سرای مرد نکو + ہم درین عالم است دوزخ
او + پس اس پھوہڑ کو صلاح کرکے سوگھڑ کر دینا تعلیم علم و ہنر کا کام ہے مگر علم
وہی تحصیل سعادت اور صلاحیت اور تہذیب اخلاق حسنہ کی مضامین جن
کتابون مین ہون نہ کہ حکایات فضول خیالی اور مثنویات عاشقانہ کہ مرض
پھوہڑپنے کو بڑھا دیوین کہ ؎ مرنہ اندر سرے شر میکند + آنچنان را آنچنان تر میکند
پس یہان اصل مطلب اس طول بیان سے یہ ہے کہ لڑکون مردبچون کی طرز تعلیم کی
اور صورت ہے جیسا کہ مذکور ہو چکی اور لڑکیون کی اور صورت ہے کہ آخر کو یہ لڑکیان ننگ
اور ناموس مردونکی بنتی ہین لہذا لڑکیون کے واسطے احکام بھی جدا گانہ اور طرز تعلیم
بھی جدا اور اقسام کتب کی بھی جدا کہ اگر اسمین کوئی تفریق عوام و خواص سرکار پردہ نشین

اور عوام اہل حرفہ غیر پردہ نشین یا تفریق دینون اور مذہبون کی کرے بعض
حاکم ملک کی طرف سے بنظر اصلاح باطنی سب خواص و عوام کے واسطے کتب سعادت
اور صلاحیت اور تہذیب کی طرف ہدایت کرنا مناسب تر معلوم ہوتا ہے مگر وہ مضامین
سعادت کی جو حکیمانہ اور عاقلانہ ہون اور کسی دین اور مذہب خاص سے تعلق
نہ رکھتے ہون مثلاً وعدے مین خلاف نہ کرنا جھوٹھ نہ بولنا دغا فریب یکر بد معاملگی
نہ کرنا کسی کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہنا چوری نہ کرنا بدکاری نہ کرنا نزاع ناحق نہ کرنا کہ
قمار اور شراب اسی نظر سے منع ہے بغض و حسد کینہ نہ کرنا اسی قسم کی باتین عقل کے
نزدیک بھی بری ہین اور سب دینون اور مذہبون کے نزدیک بھی بری ہین اور ایسی ہی
باتونکی برائیان اور ممانعت اور قباحتین کتب سعادت اور اخلاق مین لکھی ہین
انھین باتون کو منہیات اور منکرات کہتے ہین اور کتاب کیمیای سعادت مین بلفظ
مہلکات تعبیر کیا ہے پس اس قسم کی برائیان ترک کرنا کسی دین اور آئین اور
مذہب کے خلاف نہین اسکی مقابلہ مین جو بہتر اور اچھی از روے عقل کے اور سب دینون
اور مذہبون کے نزدیک بہتر ہین انکو اوامر کہتے ہین اور اوامر جمع امر کی ہے اور
امر کہتے ہین حکم کو یعنی انکو واسطے حکم ہے کرنے کا اور بری باتین ممنوع ہین انکو نواہی
اور مناہی کہتے ہین نواہی جمع ہے نہی کی نہی سے مراد منع کرنا ہے یعنی انکو عقل و
شریعت ہر دین و مذہب کی منع کرتی ہے کہ نہ کرنا چاہیے پس جو احکام اوامر کرنے کو
ہین انکو کتاب کیمیای سعادت مین بلفظ منجیات بیان کیا ہے یعنی نجات دینے والی
خرابیون دنیا اور عذاب عقبی سے پس اس قسم کی کتابین سب فریق اور سب دینون
اور مذہبون خاص و عام کے واسطے مفید ہوسکتی ہین اور لڑکیونکے واسطے مفید تر یا سچی

معاملات خرید و فروخت لین دین حقوق والدین کے اولاد پر اور حقوق اولاد کے
والدین پر اور حقوق اور معاملات زن و شوہر کے باہمدگر اور حقوق بھائیون اور
عزیز و اقربا اور ہمسایہ اور دوست آشنا اور لونڈی غلام کے سب کتب سعادت اور
اخلاق خصوصًا کتاب اُردو کیمیاء الہدایت ترجمہ کیمیاء سعادت مین توضیح تمام موجود
ہین اور کسی دین اور آئین کے خلاف نہین اور عقل کے نزدیک بھی بہتر اور معقول
اور سب خاص عام کو واسطے مفید کارہائے دنیوی اور مایہ اجر اخروی فقط خلاف
دینیات کا احکام عبادات مین ہی کہ ہر دین اور مذہب کا طریق عبادت کا جدا ہی مگر
معبود حقیقی سب دینون اور مذہبون کا وہی ایک واحد لاشریک بالاتفاق ہی
ع تو وی جود گر مشغول غیرم * تو وی مقصود گر مسجود دیرم * اسکی مثال اسطرح سے
سمجھ لینا چاہیے کہ جیسے ایک آفتاب تابان ہو اُسکی ہر طرف ہزارون کرن ہین سب
جس کرن کو جسنے پکڑ لیا اور اُسی کرن کے سہارے سے سیدھا چلا گیا آخر اُس آفتاب تک
پہونچ گیا جب آفتاب تک پہونچ گیا موحد ہو گیا ہزارون کرنون اور راہون مختلف سے بعد
پہونچنے آفتاب حقیقی تک سب ایک موحد ہین اگر اختلاف ہی فقط ان راہون مین ہے راہ کو
عربی مین طریق کہتے ہین اس طریقت کی چلنے والے کو عربی مین سالک کہتے ہین جب اپنے
ارادے اور قصد سے یہ راہ چلے وہ سالک کہلاتا ہی اُسکی پیروی اور بیعت بھی کرتے ہین
جیساکہ خصوص عورتونکی بیعت کی واسطے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بصراحت تمام حکم بھی
آیا ہی جیسا کہ سابق مذکور ہو چکا ہی اور جو شخص خود بخود جذب حقیقی محبت الٰہی مین مستغرق ہو کر بدون
اپنے قصد و ارادے کی مقصود حقیقی کو پہونچ جاوے اُسکو مجذوب کہتے ہین ایسے مین دھوکا اور
فریب شیطان کے بہت ہین اس واسطے اُسکی پیروی بھی منع ہی کہ اول قدم مین عقل جاتی

رہتی ہی اور مثل مست اور دیوانہ کی مرفوع القلم ہو جاتا ہی اگر اہل دنیا مین ہا تو لائق
داخل کرنے پاگل خانے کے ہو جاتا ہی اور باعث تعرش عقائد عوام اور مایہ برہمی
احکام اور انتظام شریعت کا ہو جاتا ہی اور اگر مثل بہلول دانا کی کوہ و صحرا کو نکل گیا تو اسکا
معاملہ اسکی ساتھہ رہا اور خلق کو اسکی مظلمہ سے اور اسکو خلق کے فساد سی نجات ہوئی
اسکی شرح بہت دراز ہی کہ مخفی اسی بیان مین ایک رسالہ جداگانہ لکھا گیا ہی کہ
نام اسکا اسرار غفلت ہی اور مذہب کے معنی بھی اردو مین جگہ چلنے کی جیسے طریقت
کی راہ چلنے والا سالک کہا جاتا ہی اسیطرح شریعت کی راہ چلنے کو مذہب کہتی ہین چونکہ
احکام راہون شریعت کو ابتدا سے اللہ نے مختلف پیدا کیا ہر شریعت کی کتاب جدا
احکام جدا شریعت جدا نبی راہبر جدا جیسا کہ پارہ ۶ رکوع ۱۱ سورۂ مائدہ مین اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ وہ آیۂ کریمہ مع ترجمہ حاصل معنی باب پانچوین مین مرقوم ہی اس راہ کے
ہر مذہب بھی بحکم خدا جدا ٹھہرا جب یہ سب اختلاف مذہبونکا بحکم خدا مسلم ہو تب ہم سب
بندگان خدا کو آپسمین نزاع کرنے کی کون جگہ باقی رہی پس سب مذہبون کی طریق
عبادات اور کھانے پینے حلال حرام مین البتہ اختلاف ہی مگر وہ جو باتین مہلکات اور
منجیات او امر اور نواہی مذکورہ بالا نزدیک عقل کے بھی بھلی اور بری ہین اس بھلائی برائی
عقلی مین کسی فریق کو کلام نہین وہ باتین حکمت اور سعادت اور صلاحیت کی مفید علم
ہین کسی دین اور مذہب کی خلاف نہین پس سب عورتون خاص و عام کی تعلیم کے واسطے
سرکار رحمت عام کی طرف سی ایسی کتابونکی ہدایت زیبا تر ہی کہ حرف شناسی اُن کتابونسے
مفید کار ہائے تحریر دنیا کی اور معنی فہمی اُن کتابون سعادت کی ہم مفید جمیع معاملات
دنیوی اور نیز مایہ ثواب اخروی اور باعث صلاحیت و سعادت قلبی او اصلاح طبائع

سریع القبول نسوان ہر فریق کی ہو سکتی ہے اور ایسی ہی باتون حکمت اور نصیحتون نیک کا
حکم اللہ کا بھی ہے کہ اُدْعُ اِلٰی رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ یعنی دعوت کر تو
طرف راہ رب اپنے کے باتون حکمت اور نصیحتون نیک سے فقط پس اس قسم کی کتابون سے
سوائے جن کتابون کے مضامین اس حکمت اور سعادت کے خلاف ہین اُن سب سے
عورتونکے واسطے احتیاط ضرور ہے کہ دکھانا نہ چاہیے پڑھانا کیسا مثل حکایات اور منویات
فساد گندمی جسکا عشق مجازی نام رکھ لیا ہے یا کتابین مضامین دماغی فریب اور مکر
عورتونکی جسکا نام تریاچرتر رکھ لیا ہے یا مضامین مضحکات اور ہزلیات اور ہجویات
اور فواحش کے یا بعض مضامین فواحش کا نام علم کوک رکھ لیا ہے یا اشعار غزلیات عاشقانہ
شاعرانہ یا تعلیم حرف شناسی کے مضامین قصص و حکایات خیالی خلاف واقع کہ بعد
حرف شناسی کے بسبب تقاضائے جوش جوانی کے نفس و شیطان اپنی طرف کھینچ
لیجاتا ہے اور موزونی طبع و ذکیہ نسوان انکو قوت دیگر شاعری کی طرف رجوع کر کے
غزلیات عاشقانہ مجازی پر ڈال دیتی ہے اس شعرگوئی عاشقانہ کا جب ابتدائے
جوانی مین لڑکیونکو چسکا پڑ گیا بڑا غضب ہوا اس نظر سے کتابون خیالی سے بھی
عورتونکی تعلیم احتیاطاً نہین چاہیے خصوصاً سر رفیض عام ناصح نیک کی طرف سے
ایسی کتابون مضامین ساختہ خیالی کی ہدایت کب عقل سلیم پسند کرتی ہے اگر اس راہ سے
ہو کہ ایسی حکایات اور مضامین ساختہ انکی زبان بول چال روزمرہ مین طبائع کم سن
دختر ون دوشیزہ کے موافق اور دلچسپ ہوا کرتے ہین اس سبب سے جی لگا کر
پڑھ بھی لیتی ہین اور سمجھ بھی لیتی ہین اور یاد بھی جلد کر لیتی ہین اور بسبب زبان مستعملہ
معلومہ کے آسانی تمام بہت جلد حرف شناس اور تعلیم پذیر ہو جاتی ہین پس

اس صورت میں اس طرف بھی لحاظ کرنا چاہیے کہ جب اپنی زبان خاص معلومہ کی حرف شناسی ایسے مضامین فضول خیالی سے ہوئی تو انکو سوا حرف شناسی کے اور کیا فائدہ حاصل ہوا اُس حرف شناسی کی استعداد جب ایسے مضامین فضول بیفائدہ سے ہوئی اصلاح طبیعت کی ایسے مضامین سے کب ہو سکتی ہے جب اصلاح طبیعت کی نہ ہوئی اور استعداد حرف شناسی کی حاصل ہو گئی لا محالہ اُس ابتدائے شروع جوانی مین کہ ایام غلبہ نفس و شیطان کے ہین اور موزونی طبع بالطبع ہوا کرتی ہے شبہہ نفس اور شیطان اپنی طرف کھینچ کر شاعری غزلیات متعارفہ عاشقانہ کی طرف ڈال دیتا ہے اسکا جب مزا پڑا پھر عورت کی مزاج کی اصلاح ہونا بہت مشکل پڑ جاتی ہے لہذا اس مقام مین اندکے غور اور تامل درکار ہے یہ خود ظاہر اور معلوم ہے کہ لڑکے پسران نادان لشکر شیطان کے ہوا کرتے ہین اور عقل سلیم سے بھی محروم ہوتے ہین اُنکا جی سوائے ہنسی کھیل کود ہزلیات اور مضحکات اور لغویات کے نہین لگتا ایسی طبیعت شیطانی کے سبب سے گویا وہ مریض ٹھہرے اور معلم بجائے طبیب کے ہے مریض کو بالطبع بدپرہیزی اور ممنوعات کی جانب رغبت ہوتی ہے کہ اصل خلقت ابتدائے حضرت آدم سے حریص ممنوعات پیدا ہوئی ہے پس اگر مریض طبیب سے چورا چھپا کر کچھ بدپرہیزی کر لیتا ہے طبیب جب سُن پاتا ہے برہم ہوتا ہے اور منع کرتا ہے نہ کہ طبیب موافق رائے اور خواہش مریض کے دوا موافق مرض کے تجویز کرے پس طبیب کی طرف سے ایسی تجویز کب زیبا ہو سکتی ہے اگر مریض طبیب کی بے خبری مین کچھ بدپرہیزی کر لیوے اور طبیب کو آگاہی نہووے تب البتہ طبیب معذور ہو سکتا ہے اور اگر نہین تو نہین پس طفلان مکتب کی مزاج کی موافق

چوہا نامہ بلی نامہ گلہری نامہ یا چار چوہوں کا ایک کتاب نظم اردو کا نام رکھ لیا ہے
یا اندرسبھا وغیرہ اس قسم کی ہزلیات اور مضحکات ہوا کرتے ہیں جیسا کہ بار بار چھاپہ خانہ والے
ہزاروں نسخہ چھاپ لا کر اپنی دوکانیں اور بازار گرم کر لیا کرتے ہیں اور لڑکوں کے
مارے ایک کتاب نہیں بچنے پاتی ہے اور سب بکجاتی ہیں ایسی کتابوں کو جو کبھی
ماسٹر لوگ اسکول میں دیکھ پاتے ہیں چھین لیتے ہیں اور چاک کر ڈالتے ہیں
پس ایسے معاملات بمزید احتیاط طفلان مکتب کی ساتھ سرکار ناصح مشفق کو
ملحوظ رہتے ہیں چہ جائیکہ لڑکیوں کے واسطے کہ نہایت مقام نازک اور احتیاط طلب ہے
ہاں اگر کوئی لڑکا یا لڑکی معلم سے چھپا کر کوئی ایسی کتاب فضول حسب تقاضائے
طفلی کے دیکھا کرے وہ اور بات ہے ناصح مشفق کی طرف سے سوائے مضامین پند
ونصائح اور سعادت اور تقویٰ اور پرہیزگاری امر بالمعروف اور نہی بالمنکر کے
کب مناسب ہو سکتا ہے گو نصیحت دوائے تلخ خلاف طبع مریض کے ہووے ہوا کرے
مگر طبیب کی طرف سے تقویت مرض کی رعایت نہ چاہیے کہ ایسی کتابیں لہو ولعب
کی چھاپ کر شائع کرنا دوکانداروں کا کام ہے نہ معلم ناصح کا بقول سعدی علیہ الرحمہ
ع تو برسر قدر خویشتن باش و وقار + بازی و ظرافت بہ ندیمان بگذار + لہذا
خصوص لڑکیونکے واسطے ناصح مشفق کی طرف سے کتاب بیفائدہ کی ہدایت کیا
ضرور ہے گو لڑکیوں مریض کی طبیعت کی موافق ہو مگر انکے وارث رم خوردہ و خفا ہو جانے
کیا سمجھیں لہذا عقل حکم احتیاط کا کرتی ہے ایسی احتیاط سے اس کتاب میں سوائے ایک مضمون
فوائد مصالح تعلیم اور قبائح ترک تعلیم کے اور کسی مضمون خیالی یا قصص حکایات قصہ خوانی
عامیانہ بیفائدہ کی جرأت نہوئی اور کتاب حکایات و قصص قرعی سیر انبیا کی لکھنا اور جا

دینیات یکسطرفی لائق تقسیم عام ہر فریق کے کب ہو سکتی تھی دوم صبیان کی
تعلیم اور سمجھ کی موافق نہ ہوتی سوم کتاب کلان یکمتر درجہ ہزار صفحہ سے کم نہوتی اسکے
واسطے عمر اور فرصت اور مدت اور سامان چاہیے چہارم فقط محنت بیفایدہ ترجمہ نویسی
کی تحصیل حاصل تھی نہ تصنیف تازہ کہ زبان سلیس عام فہم مین بہت کتابین قصص الانبیا
اور سیر الانبیا موجود ہین علی ہذا کتب تواریخ سلاطین ماضیہ بھی طول امل اور تحصیل
حاصل اور مشقت ترجمہ نویسی مفید تعلیم لڑکیون نادان کم فہم نہ معلوم ہوئین ہان جو
بعض مضامین اس کتاب مین بھی حقیقت اور معرفت اور طریقت وغیرہ جو بر سبیل
سخن اجمالاً مذکور ہوگئین لائق سمجھ صبیان کے نہین بلکہ سوا اہل باطن کے
ہر نا بلد ارباب ظاہر بھی کمتر سمجھ سکتا ہی مگر ایسے مضامین بسبب اقتضاء سخن کے تذکرةً
قلم سے نکل گئے ہین انسے فقط حرف شناسی صبیان کی مقصود ہی نہ سمجھنا کہ ایسے
مضامین صبیان پر کیا موقوف ہی زیادہ عمر والونکی سمجھ مین کب آتے ہین ہان اگر بحکم
جاہدوا فینا اگر ابتداء طفلی سے ایسے مضامین سے حرف شناسی حاصل ہیکو تو آخر کار بعد
پہونچنے سن تمیز کے امید خدا سے ہی کہ مفہوم معنی لنہدینہم سبلنا خود بخود ظاہر
ہوجاوے غرض کہ شان صلاحیت اور سعادت کی یہ ہی کہ اپنی طرف سی جو سعی اور
کوشش واسطے تحصیل علم کے کیجاوے وہ طلب آموزدنی مین تا امکان کیجاوے
کہ دنیا اسکے ضمن مین خود حاصل ہی ؎ خون دل مے رز و طلب خوردن + بہ کہ
از نا امیدی فسردن + گرنہ شاید بدوست رہ بردن + شرط یاری است در طلب
مردن + خصوص عورتون لڑکیونکو بمزید احتیاط سواے کتب سعادت اور تقوی اور
طہارت اور عبادت کی یا علم حساب کے اور کسی علم کی کتابین پڑہانا کون ضرور ہی کہ انکی لوکری

اہل قلم کی کرانا مقصود نہین فقط واسطے تحریرات ضروریات حساب کتاب یا خطوط معاملات خانگی اپنے شوہرون یا میکے کے لوگونکو اسقدر استعداد حرف شناسی کی کتب سعادت سے بھی بخوبی ممکن ہے اور کسب سعادت دارین اسپر مزید اس سبب سے فقط ایک مضمون مختصر کہ ایک ورق مین سما سکتا تھا اسقدر طولانی ہوگیا کہ وہی بار بار تکرار ایک مضمون کی طرز بیان اور عبارات مختلف مین ادا کی گئی تا فہم وادراک صبیان مین بخوبی دلنشین ہوجاوے لہذا امید خدا سے ہے کہ عاقل منصف مصنف کو اس طول کلامی اور تکرار مضامین مین معذور اور معاف رکھین کہ سب کتب اخلاق کا مضمون واحد اور طرز بیان مختلف اس سبب سے لامحالا تکرار مضمون کی ناگزیر ہوجاتی ہے مثلاً کیمیاء سعادت اور احیاء العلوم اور عوارف اور مصباح الہدایت و گلستان ارم اور مکاتب یحیی منیری ان سب کا مضمون ایک اور طرز بیان مختلف لہذا تکرار مضامین ناچار ہوا کرتی ہے اور اگر کوئی مضمون نیا خیالی اپنے دماغ سے اُتار کر مثل حکایات خیالی کے خلاف لکھے وہ معتبر کب ہوسکتا ہے پس ایسی تکرار مضامین کی عاقل نکتہ فہم ہمہ دان کے نزدیک البتہ طول حمل ہے کہ ایک نکتہ اور اشارہ سے سب مضمون سمجھ جاتا ہے مگر نادان صبیان کم سمجھ کی حرف شناسی اور دلنشینی کے واسطے غالب ہے کہ ناپسند نہو کہ ہو المسک ما کررتہ یتضوع

باب نوان بیچ بیان حقوق واجب الادا عورتون کے اوپر مردون کے

اب یہ سمجھنا چاہیے کہ عورتون پر حقوق مردون کے فقط اطاعت اور فرمانبرداری

اور خدمت گزاری اور رضا جوئی اور مزاجداری اور انتظام کاروبار اور اخراجات
خانگی بخیرخواہی اور دلسوزی اور محنت اور شگفتہ روئی تمام سے چاہیے اور ہر حال مین
مزاجداری اور رضا خاوند کی فرض و جب سمجھے یہانتک کہ خاوند اگر بدمزاج اور زود
رنج ہی اور بی بی روزہ دار ہی اگر دیکھے کہ کھانے کا آب نمک درست نہو گا تو خاوند برہم ہوگا
بی بی اگر نمک چکھے تو روزہ جاتا ہی اور اگر نہ چکھے تو خوف برہمی خاطر شوہر کا ہی بصورت مین
روزہ کا مکروہ کرنا گوارا کرے مگر برہمی خاطر شوہر کی روا نہ رکھے یعنی نوک زبان سے کیفیت
کمی بیشی نمک کی دریافت کر کے فوراً اگل کر ڈالے اسمین ہر چند روزہ مین فی الجملہ کراہیت
ہو جاتی ہی مگر روزہ باقی رہتا ہی اور شوہر کی مزاجداری ہو جاتی ہی آور پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ قول ہی کہ اگر سجدہ سوا خدا کے روا ہوتا اور مین حکم کرسکتا تو ہر آئینہ حکم کرتا
مین عورتون کو کہ سجدہ کرین اپنی شوہرون کو اس قسم کے احکام اور شرائط
فرمانبرداری کے فریق اسلام مین ہین اور فریق ہنود مین اس سے زیادہ تر سنے جاتے ہین
کہ جنکا کچھ حد وحساب نہین یہانتک کہ غایت فدویت اور جان نثاری سے شوہر
مردہ پر پروانہ ہو کر جان دے دیتی ہین بقول مرزا صاحب ؎ در محبت چون زن
ہندو کسے مردانہ نیست سوختن بر شمع مردہ کار پروانہ نیست ہر چند اور فریق کی
کتابون کا حال معلوم نہین مگر عقل یہی حکم کرتی ہی کہ غالباً ہر فریق و ہر مذہب مین
اطاعت اور فرمانبرداری اور رضا جوئی اور خیرخواہی شوہر کی مقدم ہو پس اسی قسم فرمانبرداری
اور رضا جوئی کے حقوق البتہ عورتون پر ہر فریق ہین مگر کچھ دینے دلانے کے حقوق بطور
قرض و دین واجب الادا نہین او لینے کی ہر طرح واجب الادا ہین کہ بحکم تمام نالش کر کے
حاکمانہ لے سکتی ہین پس اس نظر سے عورتون کے حقوق مردون پر بہت پکے حاکمانہ ہین

اور بنا اسکی وہی ہے جو پیشتر بیان ہو چکی ہے اور کتاب قصص الانبیا مین لکھی گئی
کہ جب بحکم خدا حسب تعلیم جبرئیل علیہ السلام کے حضرت آدم علیہ السلام نے کشتکاری
کرکے گیہون حاصل کیے اُسکو تصرف نہ کرنے پائے جبتک موافق حکم الٰہی کے
حضرت حوا کا حق پیشتر جدا نہ کرلیا کہ اُسوقت سے آج تک وہ حق دین واجب الادا
عورتون کا شوہرون پر حلکمانہ چلا آتا ہی کہ سب دَینون پر مقدم تر ہی یہانتک
کہ اگر مرد مرجاسے تو اُسکا ترکہ سب دَینون پر مقدم ہوکر حق مہر عورت مین مستغرق
ہوجاتا ہی بعد تکمیل مقدار مہر کے جب کچھ باقی بچے تب اور قرض خواہونکی نوبت
پہونچتی ہی اُسپر بھی طرہ یہ سنو کہ اگر عورت پیشتر مرجاے تو اُسکے والدین یا جو وارث
میکے والے زندہ ہوتے ہین وہ دعویٰ کرکے بتقاضاے تمام بھر لیتے ہین کہ مرد کو
اس بار تقاضا کے صدمہ سے غم مرگ زوجہ کا بھول جاتا ہی ہان اگر اُسکے وارث
اپنی خوشی سے معاف کردیوین اُسکی اور بات ہی یہ تو فقط حق مہر واجب الادا کا حکم ہی
اُسکے سوا ہر گونہ نان و نفقہ اور تکفل تمام اخراجات ضروری کا بقدر مقدور کے ہر
حال مین واجب تر ہی کہ ہرگز کسی حالت مین تمام عمر مرد کو اُس سے نجات نہین ممکن ہی
بقول سعدی علیہ الرحمہ کہ ۵ ای گرفتار پاے بند عیال + دگر آزادگی مبند خیال +
یہانتک کہ اگر مرد مفلس اور محتاج ہو اُسکو بھی حکم ہی کہ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ
فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللهُ ط یعنی جو شخص کہ تنگ کیا گیا ہو اوپر اُسکے رزق اُسکا
پس چاہیے اُسکو کہ نفقہ کرے اپنی اہل و عیال پر جسقدر کہ میسر ہوسکے اور دیا ہو اُسکو
اللہ نے فقط یہانتک کہ کسقدر محنتین مشقتین مزدوری جفاکشی جانبازی سر فروشی
نوکری چاکری دوا دوش ہر قسم کے پیشے تجارت حرفت کیا کیا ایاد فقط واسطے

رزق اہل و عیال کے مرد لوگ کیا کرتے ہین بقول بیدل بلگرامی کہ بیدل
زپئے تلاش آمادہ ببر + سگ چاکر سگ نہ گشت و خر چاکر خر + در جملہ کائنات دیدی
کہ نکرد + این ننگ بجز و قبول جز نوع بشر + یہانتک کہ فقط واسطے نفقہ عیال کے
دربدر محتاج ہوکر بھیک مانگنے لگتے ہین ایسے آدمی کو گداے معول کہتے ہین یعنی
گدا اگر عیال دار یہ سب مردون پر حقوق عورتون کے مدۃ العمر بعد مرنے کے بھی
واجب الادا ہین انکے سوا عورتونکی دلجوئی اور مزاجداری اور حُسن معاشرت
اور نازبرداری اور خاطرداری یہانتک بحکم خدا مردون پر واجب تر ہی کہ پیشتر
حکایت حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام مین مجملاً مذکور
ہوچکا ہی اور حکایت تفصیلی کلام اللہ مین موجود ہی بلکہ اور کتب آسمانی مین بھی غالب
کہ مذکور ہو اور اسی طرح ہر فریق اور دین و مذہب مین ہر طرح کے حقوق عورتونکے
اوپر مردون کے واجب الادا اور واجب العمل ہونگے جب ہر غریب اور
محتاج کے واسطے یہ نوبت ہی کہ بھیک مانگو محنت مزدوری جانبازی سرفروشی
سب آیا و کرد بہر نمط عیال کی خبرگیری ضرور کرو کہ چار باید ساختن ناچار
باید ساختن پس مالدار دولتمند پر حقوق اہل و عیال کو کیا پوچھنا ہی جیسا کہ وارد ہی
لِیُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِہٖ یعنی چاہیے کہ نفقہ کرے صاحب وسعت اوپر اہل اپنے
بقدر وسعت اپنی کے پس اہل وسعت مین فقط روٹی کپڑے پر اکتفا نہین
کہ مہر بھی کہین زیادہ تر حد شرع سے لاکھونکی نوبت پہونچتی ہی اور مال و دولت
زر و زیور کی تو انتہا نہین یہ سوا مہر کے یہانتک حکم ہی کہ اگر ایک قنطار مہر عورت کو
سواے مہر معین کے مال و زر خزانہ دیا ہو تو بعد نکاح اور صحبت کی اگرچہ ہو کہ اس عورت کو

طلاق دیکر پھیر لو تو ہرگز نہ پھیر لینا چاہیے کہ بہت گناہ عظیم ہو اور مقدار قنطار کی
بقدر بار شتر کے سمجھنا چاہیے جسکو خور جین اور شلیط کہتے ہین اور ادا ے مہر اسمے
مزید ہو کہ وہ عطاے خزانہ بار شتر اس مقدار مہر مین مجرا نہین ہوسکتی ہو آیۂ
کریمہ پارہ ۴ - رکوع ۴ سورہ نسا ہین وہ ارشاد ہو کہ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ
زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا
الی آخر الآیۃ پس یہ سب حقوق وجب الادا عورتون کے اوپر مردون کے
حکمی ہین کہ بدون ادا کے چارہ نہین اسکے سوا سب مال و دولت زر و زیور طلا
اور نقرہ اور سب لباس قیمتی زربافت اور حریر گران بہا عورتونکو واسطے زیبا اور
مباح اور حکم ہو اور مردونکو واسطے نازیبا اور منع بلکہ حرام یہانتک کہ نماز نادرست
اور مکروہ جیسا کہ اوپر مقدمہ کتاب مین بصراحت تمام مرقوم ہو پس یہ احکام اور
عملدرآمد اور رعایت حقوق جانب نسوان کتب اسلام مین بالاتفاق ہین اوج ہ
سب مذاہب اور دینون مین خصوصا زمرۂ ہنود مین غالب کہ اس سے زیادہ تر
ہون عورتونکو جو فقط اطاعت شوہرون کا حکم ہو اسکے جلد مین انکا اجر بہشت کا
بہ شرط رضامندی شوہرون کے موعود اور مشروط ہو اور مردون پر جو اسطرح
حقوق دین مہر وجب الادا ہی انکو جو اوکرین کچھ اجر اور ثواب موعود نہین کہ انہ
تینون دین مہر سے سبکدوش کیا اجر اور ثواب کا کیا کام کیا اور نہ اوا کرنے مین
مثل اور سب دیون اور حقوق عباد کے مواخذہ مسلم ہو کہ جب وہ عورت خود بخش
دیوے تو البتہ معاف ہوسکتا ہو مگر وہ عادل حاکم محکمہ قضا و قدر کا حق غیر کا
بمقام کمال عدالت کی آپ نہین بخشتا ہی یہ کمال شان عدالت و انصاف کی ہو اسی حکم کی

رعایت سے دنیا مین بھی حاکم عدالت کا بدون رضاے مدعی کے کسی کا حق بخش
نہین سکتا ہی پس اصلح کا تعلیہ حقوق عورتون کا اوپر مردون کے ہر فریق مین
بقدر حال سمجھنا چاہیے اور حصہ اور حق تمام سب مال و دولت کا زر و زیور
اور لباس قیمتی مالیت مین اسقدر ہی جیسا کہ ابھی مذکور ہو چکا ہی پس اسقدر
استحقاق مردون کا کہان ثابت ہی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط

باب دسوان بیچ بیان حسن معاشرت یعنی ملاپ اور خوش گذران ساتھ عورتون کے

اب سمجھنا چاہیے کہ عورتون کے ساتھ جو اپنی زوجہ منکوحہ ہو خوش گذران
اور معاشرت کرنے کی حکایتین اور معاملات اگر مفصل لکھے جاوین تو کتاب
زیادہ تر طول ہو جاوے کچھ حضرت امام حجت الاسلام ابو حامد محمد غزالی علیہ الرحمہ نے
کتاب کیمیاے سعادت مین بیچ تین باب اور ایک فصل کے شرح کی ہی باب
اول بیچ فائدون نکاح کے باب دوسرا بیچ کیفیت عقد نکاح کے
باب تیسرا بیچ آداب زندگانی اور معاشرت کرنے ساتھ عورتونکے فصل بیچ
حقوق عورتون کے اوپر مردونکے اور حقوق مردونکے اوپر عورتونکے پس یہ کتاب اُردو
عام فہم مین ترجمہ درست ہو کر چھپ بھی گئی ہے کہ نام اُسکا اکسیر الہدایت ہی
ذکر ماہیت اور خوبی اس کتاب کی پیشتر باب پانچوین مین مذکور ہو چکی ہی
یہان اُن مضامین کی شرح دینا چند وجوہ سے ضرور نہ معلوم ہوا اول
کتاب بہت طول ہوئی جاتی ہی دوم تحصیل حاصل معلوم ہوئی کہ کتاب مفید النسوان مین

کچھ واضح تر بیان ہو چکا ہے سوم بنظر اختصار کے کتاب اردو کیمیاے ہدایت پر
حوالہ کرنا کافی معلوم ہوا چہارم وجہ وجیہ یہ ہے کہ سنا کتاب کیمیاے سعادت کی ہر چند
بہت معتبر اور مسلم الثبوت ہے مگر فقط ہمارے ایک فریق اہل اسلام کے موافق ہے اور یہ رسالہ
واسطے فوائد اور تقسیم عام کے موافق ہر فریق اور ہر دین اور ہر مذہب کے مضامین عقلی
درکار ہے کہ کسی دین اور مذہب کے خلاف نہون پس اب کلام اسمین ہے کہ مضامین عقلی
بقدر عقل اور فہم کے ہر شخص سمجھ سکتا ہے جسقدر سن شعور اور عقل و تمیز آتی جاتی ہے
سب نیک و بد برا بھلا سمجھ مین آتا جاتا ہے خصوصاً ہنر آموزی اور تعلیم پذیری کے
فائدے اور خوبیان اور ترک تعلیم اور بے ہنری کی قباحتین اور برائیان ہر آدمی بھی
بچشم خود دیکھتا اور سمجھتا ہے اور عقل مین آتا ہے اور پھر کچھ اسطرف التفات نہین کرتے
کہ عقلی اور قیاسی باتونکی وقعت چندان دلون پر نہین ہوتی کہ اسکی تعمیل
ضرور تر ہے بلکہ فرض و جب حکمی سمجھے خصوصاً تعلیم نسوان کے باب مین اکثر عقلاے زمانہ
جو عمدہ لوگ خواص و اشرفاے دیار ہین انکی عقلونمین بمزید احتیاط ترک تعلیم نوشت و خواند
اولیتر اور مستحسن بہ بعض وجوہ معلوم ہوتی ہے جسکا حال مفصل کتاب لقہ سابقہ مفید النسوان
مین اور مجملاً اس کتاب مین بھی بذیل ذکر آ گیا ہے یہانتک کہ اسی قبائح عقلی اور خیالی سے
ترک کر دیا ہے کہ دوات و قلم کو گھرون زنانے مین جانا روا نہین رکھتے پس ایسی طبیعتون ہی کے
مریض عقلی تارک التعلیم کے واسطے دوا بھی ضرور تر ہے وہ دوا اگر دلائل عقلی سے ہو
انکے دلون پر اثر اور وقعت کمتر کرتی ہے اور نقلی اور حکمی ہو تو اسکی وقعت اور تاثیر اور
تعلیم ناگزیر ہو جاتی ہے اسکو جو دلائل عقلی سے بھی کچھ قوت دی گئی زیادہ تر قوی الاثر
ہو جاتی ہے پس مع مضامین حکمی جو مصنفین کی کتابون دینیات قرآن و حدیث سے

مسلم الثبوت ہون البتہ انکے دون پر اثر کامل کرسکتے ہین اور غیر فریق کی کتابون کے
مضامین کا کیا اثر ہوسکتا ہی اسی نظر سے خاصۃً کتاب مفید النسوان مخصوص ایسے ہی
طبائع تارک التعلیم کے واسطے لکھی تھی کہ چھاپنا اسکا بدون استمزاج اور اجازت
سرکار والا کے متعذر رہا اگرچہ خریداری سرکار کی طرف سے بھی ہو غالب ہو کہ ارباب
مطبع بھی منت پذیری چھاپ کرانیکی بازار گرمی کرین پس یہان اس مقام مین
واسطے تقسیم اور نفع عام ہر فریق کے دلائل عقلی اور کتابی دینی کی ضرورت نہین
کہ وہ لامحالہ ایک دین کی کتابون کے موافق ہونگے دوسرا دین والا کیون تسلیم
کرنے لگا کیونکہ بے شبہہ انکو دین کے خلاف ہونگے باقی رہے وہ مضامین اور دلائل عقلی
اور خیالی جو ہر دین و مذہب مین موافق ہوسکتے ہون اس قسم کے مضامین عقلی
اور خیالی برعایت نفع عام جو کسی فریق کے خلاف نہون بقدر امکان جسقدر طبیعت پر
وارد ہوے لکھے گئے اب یہان بیان حسن معاشرت اور خوش گذران کا ساتھ
عورتونکو لکھنا چاہیے یہان دلائل عقلی کا برعایت موافقت ہر فریق کے کیا کام ہی
کہ غالباً ہر فریق مین حسن معاشرت اور اختلاط اور ارتباط اور مزاجداری و ناز برداری
عورتون منکوحہ کی بالطبع ملحوظ رہتی ہو اور انکی کتابون اور دستور العمل پیشوا ان
اور حکایات مقتدایان سلف ہر فریق مین دفتر دفتر مرقوم ہون کہ وہ نظر مولف سے
کمتر گذرے ہین خصوصاً ہنود کی حسن معاشرت اور جانب رعایت اور مزاجداری
جانب نسوان منکوحہ کی خود انکی معاملات اور حکایات مہادیو اور گوراپاربتی اور
رام اور سیتا اور سری کرشن اور رادھکا سے ظاہر اور مشہور ہین کسی فریق کو غالب ہی
کہ اس امر مین کلام نہو اور اس سے زیادہ تر کون جانب رعایت زنان منکوحہ کی

ہو سکتی ہے کہ زوجۂ منکوحہ کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح ہرگز نہیں کرتے نہ اور فریق کی
کتابوں میں غالب ہے کہ حکم جمع کرنے نکاحوں کا ہو پس اس خیال سے سب فریق
بیچ امر مزاجداری اور حسن معاشرت اور خوشنودی خاطر نسوان میں غالب کہ متفق
ہوں لہذا اس امر خاص میں اور کسی فریق کو ہدایت کرنا تحصیل حاصل معلوم ہوا
کہ خلاف کسی فریق کے نہیں اور بیان احتیاط مضامین دینی اور مذہبی کی اسی نظر سے
تھی کہ درصورت تقسیم عام کسی فریق کے خلاف نہو پس جب اس امر خاص حسن
معاشرت میں اور نکاح واحد میں سب فریق متفق ہیں فقط اسی ایک فریق اسلام میں
بنظر ظاہر بملاحظہ اسقدر قید و بند اور تنگ گیری اور جواز نکاح متعدد اور متعہ اور حرم
اور سریہ اور جواری کے صریح ظلم شدید اوپر ازواج منکوحہ کے پایا جاتا ہے اور یہ صورت
موجب دلشکنی اور آزردگی اور کمال ایذا دہی منکوحہ کی خلاف مزاجداری او
رضاجوئی کے کھلی کھلی ہے اس صورت میں ضرور پڑا کہ اسی فریق خاص اسلام کے
کتب دینیہ معتبرہ اور کتاب آسمانی اور معتقدات مذہبی قرآن و حدیث سے
احکام اور معاملات حسن معاشرت نسوان کے بیان کیے جاویں تا کسی کو سوائے
تسلیم کے مجال سخن نہو اور دلائل عقلی میں ہر شخص حجت اور لا نسلم کہہ سکتا ہے اسی نظر سے
خاص اسی کتب دینیہ اسلام اور دلائل عقلی اور نقلی سے خوبیاں اور مصلحتیں دینی
اور دنیوی اور ہر طرح کی حجتیں اور ستائش نکاح واحد کی اور قباحتیں نکاح
متعدد کی از روئے قرآن و حدیث کے بیان کی گئیں کہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا
تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اور حدیث شریف بھی اسکی موید لکھی ہے کہ اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ
وَالْآفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ اس مقام میں جو بعضے ناواقفوں اور

بوالہوس مطیع ہوا وہوس کو جو بظاہر فعل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اسکو خلاف ہے
بڑی حجت اپنے زعم میں ہاتھ آگئی تھی اسکی بھی وجہ اور جواب موجہ اور معقول
خدا کی طرف سے ازروے آیہ قرآنی لکھ دیا گیا کہ الّٰتِی ہَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَأَۃً
مُؤْمِنَۃً اِنْ وَہَبَتْ نَفْسَہَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَہَا یعنی
جن عورتوں نے اپنا گھر بار ماں باپ کنبہ قبیلہ عزیز واقربا وطن سب چھوڑ کر
اور سبکو اپنا دشمن کرکے تیرے ساتھ ہجرت کرکے مکے سے مدینے کو بھاگ گئیں
انکا سواے تیرے کہاں ٹھکانا رہا کہ سب مومنین پر انکا نکاح حرام ہوا ایسے طرح
جسنے اپنی ذات اور نفس کو اپنی بخوشی تجھپر ہبہ کیا اور تمام گھر والے والدین
اسکے دشمن ہوگئے انکا بھی ٹھکانا تیرے سوائے کہاں رہا کہ سب مومنوں پر حرام
ہوئی اور چار ناچار تیرے گلے پڑی فقط پس آیندہ بمزید احتیاط اللہ نے انہیں کے
انحصار اور حد اور ممانعت کردی کہ اگر انمیں کسیکو طلاق دیکر یا بدون طلاق کے
اور انسے زیادہ کسی حسن جمعورت کو پسند کرکے نکاح کرسکیں ممکن نہیں جیسا کہ نشتیہ
باب اول میں بشرح وبسط تمام آیہ قرآنی مع ترجمہ حاصل معنی رقوم ہو پس جب
یہاں احتمال تھا کہ شاید کوئی امت محمدی ہوا پرست اسکو حجت قرار دیکر
زیادہ نکاح کا ارادہ کرے اس احتیاط سے خود اللہ تعالی نے پیشتر سے سدباب
کردیا کہ اسی مقام پر فرمایا کہ خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی بحکم
ضرورت افتاد وقت یہ خالص تیرے ہی واسطے اجازت ہے سواے اور سب
مومنوں کے فقط پس یہ فعل خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو افتاد وقت سے بلا ارادہ
اتفاقیہ ہوگیا تھا اور آخرکار اللہ نے بھی معذور رکھکر آیندہ کو ممانعت اور انحصار کردیا اور کسی

امت محمدی کو ہرگز حجت نہین ہو سکتا ہی بلکہ خود اللہ نے بلفظ مِن دُونِ المُؤمِنِین
استثنا اور ممانعت فرمائی ہی پس یہ سب مضامین آیت و حدیث اولویت نکاح
واحد کی تائید کرتے ہین اور یہی امر نکاح واحد کا استحسان غالب کہ سب دینون اور
مذہبون خصوصًا مذہب ہنود کے موافق ہو اور اگر اسکو محض فعل نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کی طرف نظر ہو تو فعل عمد جو بقصد و ارادہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع
ہوا ہو وہ البتہ سند ہو سکتا ہی نہ کہ فعل بلا ارادہ اتفاقی جسمین اللہ نے بھی مذکور
رکھکر انحصار اور تخصیص کرکے اور غیر کی ممانعت کردی کب حجت ہو سکتا ہی پس وہ
فعل نبی کا بقصد ارادہ وہی نکاح واحد ہی جو اول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
کے ساتھ موافق رسم عرب کو والیان آنحضرت کی وساطت سے واقع ہوا تھا کہ اسی سے
سب نسل و ختری خاندان نبوت کی باقی ہی اور اسکے ہوتے ہوے بلکہ بعد وفات
حضرت خدیجۃ الکبری کے آپنے نکاح دوسرا کئی برس تک نہین کیا پس اس فعل کو
واسطے نکاح واحد کے کیون نہین حجت پکڑتے ہین کہ خاص بہ ارادہ خود فعل نبی کا بھی
نکاح واحد ہی فقط پس اسطرح کے مضامین اگر کتب دینیات اہل اسلام سے بیان کیے
جاوین فقط دلائل عقلی کو کب روا و درست مانتے ہین لہذا اسی نظر سے مضامین
حسن معاشرت کی اور خوش گذران کرنا ساتھ عورتونکے کتب معتبرہ دینی اور قرآن و حدیث سے
واسطے تسلیم کرنے اہل اسلام کے لکھنا ضرور ہوا کہ کسی اور فریق غیر کو جانب خفا جوئی
نسوان اور اکتفا نکاح واحد مین کلام نہین پس اس حسن معاشرت کی باب مین اللہ تعالے
یون فرماتا ہی پارہ ۴ رکوع ۱۴ سورہ نساء وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ
كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

یعنی عیش و عشرت کرو تم ساتھ عورتون کے بطور عرف کے جیسا کہ عرف مین
لوگ اپنی بی بی سے ہنسی کھیل دل لگی بے تکلفیان اختلاط کیا کرتے ہین پس اگر
اُسی ہنسی کھیل مین کوئی بات یا کوئی حرکت بیبیون سے تمھاری مکروہ طبع واقع ہو
اُسکی برداشت اور تحمل کرو برا نہ مانو شاید بعضی باتین ایسی ہین کہ تمکو نہین بھاتی ہین
اور اللہ نے اُن باتون مین خیر بہت رکھے ہین الخ اور امام ابو حامد غزالی علیہ الرحمہ
کیمیاے سعادت مین لکھتے ہین کہ بشیر حافی علیہ الرحمہ نکاح نہین کرتے تھے جب
لوگون نے سبب پوچھا آپ کہنے لگے کہ مین مضمون اس آیہ قرآنی سے بہت ڈرتا ہون
کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی واسطے
عورتون کے مثل اسکے ہے کہ اوپر اُنکے ہے بیچ عرف کے اسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جس قدر
عورتون پر فرمانبرداری اور رضاجوئی اور اطاعت اور خدمتگزاری مردونکی
واجب تر بمنزلہ عبادت کے ہے اُسی کے مثل برابر مردون پر بھی نازبرداری
اور خاطرداری اور تحمل کرنا جور و جفا اور بد مزاجی عورتون پر اور صبر کرنا
اوپر جور و جفا عورتون کے اور کفالت نان و نفقہ وغیرہ سب ضروریات
مایحتاج کی واجب تر ہے پس اسی خوف سے حضرت بشیر حافی نکاح نہین کرتے تھے
کہ یہ صبر و تحمل اور نازبرداری اور مزاجداری عورتونکی اور ادا کے حقوق
عورتون کے دشوار ہین عورتون کو فقط خشک تابعداری کرنا چاہیے اور
مردون پر سواے مزاجداری اور صبر و تحمل اوپر جور و جفا بیبیون کے
حقوق مہر و نان و نفقہ اور تکفل تمام اخراجات کا بھی بقدر حال واجب تر ہے کہ اگر
نہ دیوین بحکم تمام حاکم عدالت کو دلوا دینا چاہیے اسی مقام حقوق عباد اور

حقوق زوج ہین امام غزالی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہنگام قریب وفات کی لب مبارک جنبش کرتے تھے اور کچھ زیر زبان فرماتے تھے
جب کان لب مبارک کی قریب لے گئے تو یہ سنا کہ آپ فرماتے ہین کہ نماز کو
قائم رکھو اور بندگان خدا یعنی لونڈی غلام کو اچھی طرح رکھو اور واللہ واللہ
بیچ حدیث عورتونکے کہ یہ اسیر ہین بیچ ہاتھون تمھارے کے ساتھ اُنکے زندگانی
نیک کرو اور اُنکے جور و جفا اور بدمزاجی پر صبر و تحمل کرو اور کسی طرح کا
رنج اور تکلیف اُنکو نہ دو اور پھر فرمایا کہ خَیرُکُم خَیرُکُم لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیرُکُم
لِاَهْلِی یعنی بہتر تمھارا وہ ہے کہ بہتر ہو واسطے اہل اپنے کے اور مین تمسے
بہتر ہون ساتھ اہل اپنے کے فقط اور بیچ باب تعلیم اور ترتیب عورتون کے
امام غزالی یہ حکم آیہ قرآنی کا سند لاتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قُوا اَنفُسَکُم وَاَهلِیکُم
نَارًا یعنی بچاؤ تم اپنے تئین اور اپنی زوجہ کو آتش دوزخ سے الی آخرہ اور
اسی مقام صفحہ ۴۴ مین حکم واسطے تعلیم عورتونکی بسند اسی آیہ کریمہ کے
اس تاکید سے لکھتے ہین کہ اگر باوجود ایسے حکم موکدہ خدا کے مرد لوگ عورتونکو
تعلیم نہ کرین تو واجب ہے اوپر عورتونکے کہ باہر نکلین اور تعلیم پذیر ہون
اور احکام مسائل ضروریہ شرعی پوچھین اور دریافت کرین اور اگر مرد لوگ
تعلیم کیا کرین تو عورتین بدون اجازت مردونکے قدم باہر نہ رکھین اور اگر
مرد لوگ تعلیم کرنے مین تقصیر کرینگے گنہگار ہون گے فقط اور تاکیدات صبر
و تحمل اوپر بدمزاجی عورتون کے اسقدر صفحہ ۴۰ سطر ۵ مین لکھتے ہین کہ جو
اُس مرد صاحب کا برابر حضرت ایوب علیہ السلام کے مسلم ہے اور جو عورت کہ اور

بدخوئی شوہر کے صبر کرے اُسکا ثواب اور مرتبہ برابر آسیہ زن فرعون کے
منصوص اور موعود ہو اسکے بعد شرح وبسط سے روایات اور معاملات
جفاکشی اور مزاجداری اور نازبرداری عورتون کے نسبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم لیقہ ایک اصل اور ایک فصل اور تین باب کی مخصوص ایسی صفا جوئی
ازواج مین بیچ کتاب معروف کیمیاے سعادت کی مذکور ہین کہ بسبب مشہور
ہونے کتاب مذکور کے یہان ضرورت بیان اس مختصر مین نہین کیونکہ ترجمہ اردو بھی
اس کتاب کیمیاے سعادت کا بنام اکسیر الہدایت چھپ گیا ہے چنانچہ حال اس
کتاب کا واضح تر اس رسالہ مین بالا مرقوم ہو چکا ہے پس جو اس فریق اسلام
مین اسطرح کے احکام اور دستور العمل پیشوا اون اسلام کے بیچ باب حسن معاشرت
اور مزاجداری اور تحمل جور وجفا عورتون کے ہین اور سب فریق مین خصوصاً
فریق ہنود مین بمدارج اس سے زیادہ رسوم اور عملدرآمد پیشوایان ہنود کا ہے
اور تعلیم علم وہنر خصوصاً تعلیم نوشت وخواند کی عورتون کو عمدہ تر حقوق سمجھنا چاہیے
چھوٹی لڑکیون نابالغہ کا حق انکی والدین اور وارثون پر ہے اور حکم ہے کہ
وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا
خَبِيرًا یعنی ذکر کرین ذکر کرنے سے مراد پڑھنے سے ہے جس جگہ کلام اللہ مین لفظ
ذکر کرنے کی آئی ہو وہان مراد پڑھنے سے ہے خصوصاً اس جگہ کہ لفظ ما یتلے اسکو
قوت دیتی ہے یعنی پڑھین عورتین بیچ گھرون اپنے کے آیات الٰہی سے اور
حکمت سیکھین الخ پس حکمت سیکھنے مین سب ہنر دستکاری تارکشی کارسوزن
وغیرہ تعلیم پذیری کاروبار ضروری خانگی آگئے اسطرح سے بہت احکام اور تاکیدات

محض واسطے تعلیم عورتون کے اُنکے وارثون والدین کی نسبت سمجھنا
چاہیے کہ لڑکیان بے بوجہ اسکے فوائد اور خوبیان اور تعمیل احکام الٰہی
کیا سمجھتی ہین جسطرح سب حقوق پرورش اور تیمارداری اور شادی بیاہ وغیرہ
ورثا کے ذمہ ہین اُن سب سے زیادہ تر تعلیم علم و ہنر و حکمت کا مخصوص واسطے
لڑکیون کے اہم تر ہے کہ بہ ضمیر مونث کلام اللہ مین آیا ہے اور بعد حد بلوغ اور
نکاح کے یہی حکم اور حق عورتون کا شوہرون پر اس تاکید شدید سے ہے کہ
درصورت تعمیل نہ کرنے کی دعید آتش دوزخ کا ہے جیسا کہ پیشتر اقوال امام حجت الاسلام
مین مضمون کتاب کیمیاے سعادت کا از روے آیۂ قرآنی مذکور ہو چکا ہے کہ قُوا
اَنفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا الی آخرہ پس اس طرح کے احکام خدا کے اُنکے
وارثون اور شوہرون کو ہین کہ اُسکے ترک مین گنہگار ہونگے اور بکمال
حق تلفی متصور ہے اور عقلاً فوائد دینی اور دنیوی تعلیم مین اور قباحتین دین و دنیا
کی ترک تعلیم مین ہر نادان بھی سمجھتا ہے چہ جاکہ عاقل اور اکثر اسی کتاب مین تشبیہ
مذکور ہو چکی ہین اسی طرح مصالح اور قبائح دونون جہان کے تعلیم اور ترک
تعلیم کے عقلاً سب فریق اور مذاہب کی واسطے ظاہر ہین اور نقلاً ایک فریق
اسلام کے احکام جو فی الجملہ معلوم ہوے بقصد اجمال بیان کر دیے گئے غالب ہے
کہ اور کسی فریق مین بھی اس جوہر شریف مفید بکار آمد دین و دنیا کی تعلیم کی ہرگز
ممانعت نہو اس نظر سے عقلاً اور نقلاً سب فریق کے موافق سمجھنا چاہیے اس
تعلیم علم و ہنر کے اقسام مین لڑکون کو بضرورت کسب معاش ہر طرح کے علم و ہنر
اور فن خصوصاً جس قسم ہنر و فن کی زیادہ ضرورت کار اور حاجت اور روزگار و

ارباب زمانہ کو خواہش اور احتیاج ہو وہ فن و ہنر سیکھنا عقلاً کسب معاش کے
واسطے بہت مفید معلوم ہوتا ہے اور لڑکیوں کو کسب سعادت اور صلاحیت
کی تعلیم مستحسن معلوم ہوتی ہے جسکی شرح بیشتر بتوضیح تمام مذکور ہو چکی باقی رہے
امور ضروریات روزمرہ خانگی جیسے سینا پرونا کشیدہ کاڑھنا کاتنا تونبنا
پیسنا پکانا اور سب چیز بست گرستی خانہ دھرنا اٹھانا احتیاط سے گھر گرستی کرنا
لڑکوں بالوں کی تیمار اور پرورش بخوبی کرنا خاوند کی مزاجداری کرنا اس
قسم کے سب امور خانگی کا سب انتظام اور بندوبست کرنا اکثر امتحان بچشم دیدہ
بلکہ بر خود گذشتہ تو یہ ہو کہ یہ باتیں سکھانے پڑھانے اور تعلیم کرنے کی نہیں ہوتی
ہیں بلکہ من اللہ وہبی ہوا کرتی ہیں یہانتک کہ ہر جانور چرند و پرند کو طریق
ماند و بود اور انڈے سینا بچونکو پالنا پھرانا آشیانہ بنانا سردی گرمی کی حفاظت
کرنا بلکہ شکاری جانورونکو تعلیم شکار بچوں کو سکھانا بئے کو جھونجھ بنانا اور
شہد کی مکھی اور زنبور کو گھر بنانا موم شہد بنانا گائے بھینس ہاتھی گھوڑا کتا
بلی سب جانوروں چرند پرند درند خورند کو کون سکھاتا ہے آدمی زاد تو خود عاقل
ہوتا ہے اور خاص نسبت انسان کی اللہ تعالی فرماتا ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
خصوصاً عورتیں جس قدر عقل و ہوش آتا جاتا ہے سبکی دیکھا دیکھی گھر کا بندوبست
بے سکھائے اس خوبی سے کیا کرتی ہیں کہ مرد لوگ باوجود پڑھنے لکھنے اور ہزاروں
ورق گردانی کے عاجز ہوا کرتے ہیں خصوصاً لڑکوں صغیر کا پالنا دودھ پلانا
سب طرح سے تیمارداری مزاجداری کرنا پیٹ سے نکلتے ہوئے انکی ماؤں کو
خود من اللہ تعلیم ہوا کرتی ہے انسان ہو خواہ حیوان یہاں سکھانے اور تعلیم کی حاجت کیا ہے

یہ سب مدد اللہ کی طرف سے ہوا کرتی ہے مگر انسان ذوی القول ہو اور عورتوں کو تیزی ذہن کی زیادہ ہوتی ہے انکو واسطے اس تعلیم معمولی عام کے سوائے مادہ انتظام مملکت اور سلطنت کا بھی بالطبع اللہ کی طرف سے پایا جاتا ہے ظہور اسکا بقدر حال بروقت حصول دولت و ملک کی ظاہر ہو جاتا ہے جیسے نورجہان بیگم زبیدہ خاتون بابلقیس بازغہ صدر النسا بیگم نوشابہ شمرو گی بیگم سکندر بیگم چاند بی بی یہ تو سب حکایات ماضیہ ہین آب زمانہ حال مین جناب ملکہ معظمہ مدظلہا کے معاملات انتظام ملک داری مین ظاہر اور نمایان اور کچھ مجمل بچشم دیدہ مقدمہ کتاب مین مرقوم ہین پس یہ سب باتین کون سکھاتا ہے یہ تعلیم وہی اسکی طرف سے ہے کہ جسنے ایک قطرۂ نجس سے یہ جسم پاک انسانی اور صورتین طرح طرح کی بنائین اور عدم سے وجود مین لایا اور عقل و شعور اور ذہن و تمیز اور فہم و ادراک اور سب ضروریات مایحتاج بدون طلب اور بے حق خدمت خود بخود عطا کیا

اب یہ اور مقام ہے کہ خامۂ تحریر مؤلف کے اختیار مین نہین اور نظم و نثر اُردو اور فارسی اور فہم و ادراک صبیان پر نظر نہین بلکہ لائق ملاحظہ صاحبدلون معنی فہم کے ہے لہذا امیدوار معافی کا ہے کہ

کار بدل افتادہ است ہر کہ دلے در دو اند کہ در خانہ کیست و در نامہ چیست **نظم**

قبل از وجود و بے حق خدمت بلا طلب	لطف و کرم بمن تو نمودی جدا جدا
مہر و شغف محبت و الفت بہ والدین	محض از برائے پرورشم کردہ عطا
پیش از وجود و بہر طلبم آفریدہ	حسب مزاج من چہ لطیف و قوی غذا

کار طعام و آب بیک چیز مے کنی ۔ تا تشنگی و گرسنگی رکنند وفا
سمع و بصر چو ذائقه و شم و نطق و حس ۔ چشم و زبان و گوش و بر و دوش و دست و پا
تمیز و ذهن و حافظ و فکرت و شعور ۔ ادراک و فهم و هوش و حواس و خرد و ذکا
اینها و مثل این چه عطاهاے بیشمار ۔ بے عوض من ز جانب خود داده مرا
من بعد شد هر انچه به تدریج احتیاج ۔ فورا رسید آنهمه بے منت و بے اذا
از اکثران زیاده و زائد ز حاجتم ۔ و دیگر جز این ازانچه که باهیت بل سوا
مارا براے خود همه را از براے ما ۔ پیدا نموده که سپاس آورم بجا
چون در وجود آمدم و شکرش شد ضرور ۔ کردم بجاے شکر چه کفران بر ملا
هر نعمت که لاتحصوها بشان اوست ۔ تعداد مشکل است بشکرش چه انتها
این جمله را شوم متصرف چه جای شکر ۔ کفران نعمت تو کنم بلکه بارها
با این همه ز نعمت تو هیچ کم نه شد ۔ بل هر دم از تو لطف و عطا و ز من خطا
ارض و سما و شمس و قمر ابر و برق و باد ۔ باشند بهر ما همه سرگرم کارها
وحش و غنم طیور و نبات و شجر حجر ۔ حمال و زینت اند و لباس و دوا غذا
اینها تمام از پے ما آفریده ۔ الا لیعبدون فقط هست کارها
حیف است کانهمه متصرف در آوریم ۔ یک کار اندکے تو نگردد ز ما ادا
چون حال تو چنین بود و حال من چنان ۔ پس پیش تو محال سخن باشدم کجا
خود بر من از ازل تو ز من مهربان تری ۔ هم علم جمله مصلحتم به ز من ترا
هم حاجتم تو دادی و هم خود دروا کنی ۔ انجام کار نیز تو دانے ز ابتدا
بدتر ز من نکو ز عسی ان تحبوا ست ۔ در بکر هوا نکو شده مکروه پیش ما

چون خود همه آمیز بد و نیک خویش نیست | بد نزد من نکو بود و نیک بد نما
پس من چه گویمت که چنین کن چنان مکن | از هر چه کرده و کنے خوب بود بجا
من کیستم که دخل بود خواہش مرا | خواہش ز تو چہ دل ز تو ہم ز تو عطا
اینها که داده ز تو کے خواسته بدم | پس این زمان چه حاجت اظهار مدعا
لیکے از مریض ہست روا کاین دوا بده | بل آنچه خود طبیب بد خوش بود دوا
تحصیل حاصل است به پیش تو عرض حال | اینجا فقط سکوت کند کار صد دعا
ما را بدین معامله روی سخن کجاست | با این عمل چگونه برآرم سر از حیا
لیکن چو از جناب تو از غایت کرم | اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ آمد بدین صلا
هر گونه زین صلای کرم صد امیدهاست | از رحمت تو یاس بدل شد بصد رجا
بخشیده چو خود ز کرم رخصت سوال | پس پیش تو جز این نتوان گفت رَبَّنَا
آن آرزو که دانی و خود داده بدل | آن حاجت مرا که تو دانی بکن روا
چیزیم بناه زانچه حبیب بناه حبیست | وز آنچه خواسته است حبیب تو کن عطا
یَا سَامِعَ الدُّعَاءِ وَیَا غَافِرَ الْخَطَاءِ | فَاغْفِرْ خَطِیئَتِی وَتَقَبَّلْ بلی دُعَاءِ

خاتمة الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ کتاب مفید عام فوائد النسا نام مصنفہ مجمع کمالات علوم منشی محمد ظہیر الدین مرحوم مطبع نامی منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ واقع کانپور ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۲ع مین چوتھی مرتبہ حلیہ طبع سے آراستہ اور زیور انطباع سے پیراستہ ہوئی

چشمۂ فیض - ترجمہ پند نامہ عطار مترجمہ مولوی عبد الغفور خان۔

گلدستۂ اخلاق - معروف بہ ہر گونہ پند و نصیحت با چوبیس رسالے رئیس توکل علی گڈھ منصف سابق وکیل عدالت دیوانی آگرہ۔

اخلاق سہروردی - مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری

گلگشت سہروردی - نظم میں تہذیب اخلاق کا بیان مولفہ ۔ ۔ ۔

سہروردیہ ایمانی - رسالہ اعتقادیہ مولفہ سید غلام حیدر خان بہادر۔

تہذیب اخلاق - در ترتیب اخلاق انسانی مولفہ حکیم احسان علی۔

گلدستہ اخلاق اور تہذیب نفس کا چوتھا رسالہ۔

مجموعہ توحید جس میں چار رسالے شامل ہیں ۱- الف بے جیمن ۲- گنج پنج قسم تصنیف شاہ عبد الصمد عرف دوست خان ۳- مثنوی اللہ نامہ کچکے بھائی - ۴- ... نامہ حاجی دولی۔

تحفۃ العاشقین - رموزات تصنیف شاہ عبد الصمد عرف ارزان دست خان۔

مخزن الانوار - ترجمہ گنج الاسرار رموز تصوف کا بیان مترجمہ مولوی محمد یوسف۔

رہبر راہ حق - مجموعہ فراہم کردہ حاجی محمد یار خان جاگیردار راج گڑھ ولی - جس میں چند رسائل شامل ہیں ۱- رسالہ رہبر راہ حق ۲- رسالہ مرغوب القلوب حضرت شمس تبریز ۳- مثنوی شاہ بو علی قلندر ۴- مثنوی بے سر نامہ حضرت فرید الدین عطار ۵- مثنوی چشم باشا کہ جلوہ کو دیدار ۶- ... شاہ ولی جاکھا ۷- مثنوی اللہ نامہ ... ۸- بھجن حضرت شاہ عبد الصمد ۹- الہی بھجن ۱۰- تحفۃ العاشقین شاہ عبد الصمد ۱۱- مثنوی حضرت بہلول - ۱۲- رموز الحقیقت ۱۳- تشریح بندرابن عارف باللہ۔

کتب اخلاق فارسی

گلستان محشی فرد - از حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی۔

ایضاً - متوسط قلم محشی

ایضاً - مع فرہنگ ... نگین۔

ایضاً - چوب قلم جلی۔

گلستان مترجم - ترجمہ اردو لفظ بلفظ۔

شرح گلستان - نادر شرح از ملا محمد اکرم ملتانی

ایضاً - مسمی بہ ریاض رضوان شرح از مولوی ریاض علی صاحب۔

ایضاً - مسمی بہ خیابان شرح حضرت مولانا سراج الدین علی خان آرزو۔

تضمین گلستان سعدی - مصنفہ
منشی ہرگوپال تفتہ -
گلستان حکیم قاآنی - بجواب گلستان حضرت
سعدی اسی طرز و روش کی مصنفہ حکیم قاآنی
المعروف بہ میرزا حبیب شیرازی -
بہارستان جامی - بجواب گلستان تصنیف از
ملا عبدالرحمن جامی -
نگارستان محشی - کمیاب کتاب نظم و نثر میں
ہم پیہ گلستان ہے سو ابواب ہیں مصنفہ
ملا مجد الدین خوافی -
اسرار الاولیاء - اسمیں بائیس فصل ہیں اور
ہر فصل میں انواع و اقسام رموزات اہل اللہ کا
ذکر ہے از حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج -
اخلاق محمدی - نفس اور علوم وغیرہ کا ذکر ہے
چالیس ابواب ہیں مصنفہ مولوی محمد علی یزدی -
مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف مشتمل بر ذکر
مبانی و اصول طریقت اہل تصوف مترجمہ حضرت
محمود کاشانی -
منتخب التہذیب - باسم تاریخی حکایات
نصائح مصنفہ شیخ کمال الدین -
رسالہ ہدایۃ المومنین الی ماسلک الصالحین
نادر کتاب مصنفہ ابو محمد مولوی حسین الدین
مشہدی -

عہد پنجسو و ہند - لقمان حکیم چار رسائل
جلی قلم خوشخط -
۱ - رسالہ سعادت نامہ - ۲ - رسالہ خواجہ
عبداللہ انصاری ۳ - رسالہ تحفۃ الملوک
۴ - رسالہ مصباح العارفین -
مطالب رشیدی - رموزات فقر و تصوف
از شاہ تراب علی کاکوروی -
سرور العباد و شرح قصیدۂ بانت سعاد مصنفہ
مولوی حاجی عبد الحافظ محمد نذیر -
پندنامہ عطار - نصائح رموزات تصوف
مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار -
کیمیائے سعادت - یہ جامع شریعت و حقیقت ہے
مصنفہ امام محمد غزالی -
اخلاق جلالی محشی مصنفہ ملا جلال الدین
دوانی کی ہے -
اخلاق ناصری مصنفہ خواجہ نصیر الدین طوسی
اخلاق محسنی - [illegible] مصنفہ ملا حسین
واعظ کاشفی -
کاشف الاسرار - رموز تصوف کا بیان
مصنفہ مولوی انور علی -
[illegible] - کتاب اخلاق و نصائح
[illegible] مصنفہ مولوی رفعت علی رفعت -